بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

جلوہ ہے اسمین یار کے حُسنِ قدیم کا
عاشق کا دِل جواب ہے طورِ کلیم کا

بیان وعد غم ہے کسکو عذابِ جحیم کا
لاتقنطوا ہے قول غفور الرحیم کا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اِک حرف ہے یہ نعتِ رسولِ کریم کا

پایا وہ مرتبہ کہ خدا نے بیان کیا
قرآن مین اُسکے شیوہ خُلقِ عظیم کا

میری طرح سے کون نہین ہے جہان مین
امیدوار آپکے لطف عمیم کا

سُنتے ہی اُسکے صاف کلی دلکی کھلگئی
طیبہ کا تذکرہ ہے کہ جھو کا نسیم کا

جس دل نے پالیا المِ عشقِ احمدی
عقدہ کھلا اُسی پہ الف لام میم کا

ورد نبی کو جان سے بڑھکر عزیز رکھہ
ایدل جو تجکو ڈر ہے عذاب الیم کا

گرچاہے وہ تو سارے زمانیکو بخشدے
ادنیٰ سا ہے کرم یہ غفور الرحیم کا

ہے اُسنے مجکو ترکِ جفا کی عبث اُمید
چھوڑینگے میری کہنے سے شیوہ قدیم کا

کیا پوچھتے ہو کیسی ہو اچھی ہین جیسے ہین | ہر حال مین ہے شکر خدا ے کریم کا

کہتے ہین یہ نکہیو کہ جلوہ دکہا ئیے | واقف ہو تم جو حال ہوا ہے کلیم کا

مستغنی ہے علاج و دوا سے مریض عشق | کچھہ کام یان نہین ہے طبیب و حکیم کا

تہامے ہوے جگر کو وہ روتی ہین زار زار | سننا غضب ہوا میرے حال سقیم کا

کس منہ سے مین کرون صفت اصحاب پاک کی | ہر ایک ہے دلیل رہ مستقیم کا

نازان ہون ثروت اپنے گناہون پر اسلیے | ہون امتی رسول رؤف الرحیم کا

ثروت بتون کو رام کیا پڑہکے یہ غزل
عاشق ہون اپنی جودت طبع سلیم کا

١

ہے دو عالم سے ہر انداز نرالا تیرا | میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

خود ثنا خوان ہے خدا ے شہ والا تیرا | جا بجا وصف ہے قرآن مین آیا تیرا

تھی اگر حسن پہ یوسف کے زلیخا عاشق | ہے خداوند جہان چاہنے والا تیرا

جامہ زیبی کی تری یاد جب آجاتی ہے | پہولا جامے مین سماتا نہین شیدا تیرا

ورق دل سے نہین ہے کوئی کاغذ بہتر | جی مین ہے اسپہ مین کھچوا ؤنگا نقشہ تیرا

جو فدا تجھپہ ہے اسپر ہے مری جان فدا | اسکا شیدائی ہون جو دل سے ہے شیدا تیرا

سود و بہبود دو عالم کیلیے کافی ہے | نظر لطف سے بس ایک اشارا تیرا

سر ثروت کو جبین سائی کا سودا اچھلا
یاد اسے آگیا جب نقش کف پا تیرا

ہے وہ نیرنگ نما حسن دل آرا تیرا | کھینچتے کھینچتے سب تھک گئے نقشا تیرا

میری آنکھو مین بسی ہے تری صورت ایسی | کہ کئی بار ہوا حور پہ دھوکا تیرا

گر نہ شاعر کمرِ یار سے دیتے تشبیہ — نام دنیا مین نہوتا کبھی عنقا تیرا

ہوش اُڑ جائین تیرے عشق مین دیوانی ہو — دیکھہ پائے جو پری خواب مین سایا تیرا

یون تو ہین آفتِ جان ساری ادائین تیری — ہے قیامت مگر آنکھون کا اشارا تیرا

دے کے اِک بوسہ مرے دلکو خوشی سے لیلے — کچھہ بھی دشوار نہین فیصلہ میرا تیرا

صاد اِس مصرعۂ اُستاد پہ ہے ثروت کا
حور پر آنکھہ نڈالے کبھی شیدا تیرا

شیدا ہر ایک ہے ترے حسنِ لطیف کا — فرق اسمین کچھہ نہین ہے وضیع و شریف کا

اُسکی گلی مین مجھکو اُڑا لے گئی صبا — ممنون جان و دل سے ہون جسمِ نحیف کا

بدنام تمکو مین نے کیا ہے کہ غیر نے — کیون نام لیتے ہو کسی مردِ شریف کا

پھول آکے وہ چڑہاتے ہین میرے مزار پہ — فصلِ ربیع ہے مجھے موسم خریف کا

ثروت رہو نہین نام پہ اِسلام کے فدا
تابع خدا رکھے اسی دینِ حنیف کا

لڑین وہ خواہ نہین سُن تو لین گلہ دلکا — کسی طرح تو ہو یکسو معاملہ دل کا

تم اِس سے ہاتھہ اُٹھاؤ کہ ساتھہ لیجاؤ — کرو خدا کے لئے جلد فیصلہ دل کا

فگار کرکے مرے دل کو یار کہتا ہے — اِسی بساط پہ تھا اتنا غلغلہ دل کا

کیا ادا سے جو زندہ تو ناز سے مارا — یہ ہاتھہ آیا ہے خوب اُنکے مشغلہ دل کا

وہ ظلم کرکے یہان دلکو اپنے خوش کرلین — خدا کے سامنے ہوگا مقابلہ دل کا

نہ توڑ اِسے دلِ ثروت نہ ٹوٹ جائے کہین
یہ محتسب نہین ساغر ہے آبلہ دل کا

حال اپنا ان بتون کو سنایا تو کیا ہوا
جب ہم پر ان کو رحم نہ آیا تو کیا ہوا

نشہ اُتر گیا ترش ابرو ہوا جو وہ
ساقی نے مجکو بادہ پلایا تو کیا ہوا

کہتے ہین تمنے بھی تو لگایا ہے ہمسے دل
غیرون سے ہمنے دل جو لگایا تو کیا ہوا

ہو کر خفا وہ مجھسے یہ کہتے ہین وصل مین
اتنا جو تمنے ہم کو ستایا تو کیا ہوا

آخر رقیب سے بھی تو کرتے ہو گفتگو
ہم نے جو اپنا حال سنایا تو کیا ہوا

باندھا خیال اور ترا دیدار ہوگیا
تونے جو ہم کو منہ نہ دکھایا تو کیا ہوا

آنسو یہ کہہ رہے ہین لگی ہے کسی سے آنکھ
ثروت نے راز عشق چھپایا تو کیا ہوا

قتل گر مدِ نظر ہے عاشقِ دلگیر کا
کام لو اپنی نگاہِ ناز سے شمشیر کا

منہ بگڑ جاے جو مانی تیری صورت دیکھ پائے
کھینچنا آسان نہین ہے کچھہ تری تصویر کا

خانۂ دشمن سے اُسکو کھینچ لائی ہے یہان
کیون نہو قایل وہ میری آہ کی تاثیر کا

رات کچھہ اُنکو خفا دیکھا ہے مینے خواب مین
یارب اُلٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

باندہ اپنی زلف پیچان سے نظر مین رکھہ مجھے
قید کا طالب ہون مین مشتاق ہون زنجیر کا

بات کی کچھہ تونے اور محفل کی محفل بچہ گئی
کچھہ عجب انداز ہے ظالم تیری تقریر کا

شکوۂ ہجران پہ ثروت بولے وہ ہم کیا کرین
پیش آیا تہا جو کچھہ لکھا تری تقدیر کا

اے بتو حسن خداداد تمھارا دیکھا
ہمنے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

سیکڑون یون تو بنائے ہین خدا نے معشوق
اُسکا انداز مگر سب سے نرالا دیکھا

سمجھے ہم رات کے پردے سے ہوا دن ظاہر
زلف اُٹھا کر جو ترا چاند سا مکھڑا دیکھا

ہوگیا ابر مین بجلی کے چمکنے کا گمان
کسلیئے کہتے ہو عاشق کو برا اے صاحب
مجھسے ملتے ہو مگر غیر کا دم بہرتے ہو
تم کہے جاؤ کہ دیکھے ہین ہزارون تجھسے
ہوئے مایوس تو دم توڑ دیا آخر کو

تیری چوٹی مین جو موباف زری کا دیکھا
تمنے عیب اُنھین ہملایہ تو کہو کیا دیکھا
مشفق سن یہ نیا رنگ تمہارا دیکھا
بخدا ایک بھی ہین سنے تو نہ تمسا دیکھا
ہمنے یانتک شب وعدہ ترا رستا دیکھا

تم جو حیران ہو ثروت تو گمان ہوتا ہے
کہ ہے منہ تمنے کسی آئینہ رو کا دیکھا

مجھسے یہ دردِ دل تو چھپایا نہ جائیگا
اُنکا وہ بار بار شبِ وصل روٹھنا
چلمن اوٹھا اوٹھا کے نہ دیکھو رقیب کو
اُلجھے ہین بال بال مین مشاطہ لاکھ دل
اکبار مڑکے دیکھیلو ترچھی نظر سے پھر
قاصد کو لیکے اونکی گلی کو چلے تو ہین
روشن رہیگا خانۂ دل داغ عشق سے
قاصد چلا ہے کہکے کہ لیکر ترا پیام
کیا بار بار دل کی طرف دیکھتے ہو تم

اور وہ ملین تو اُنکو سنایا نہ جائیگا
کہنا پھر اُسپہ تجھسے منایا نہ جائیگا
دیکھو یہ ظلم ہمسے اُٹھایا نہ جائیگا
زلفون کو اونکی تجھسے بنایا نہ جائیگا
کیا ایک تیر اور لگایا نہ جائیگا
پر رشک سے گھر اُنکا بتایا نہ جائیگا
تمسے بھی یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا
جانیکو جاؤنگا مگر آیا نہ جائیگا
اسکا تو مول تمسے چکایا نہ جائیگا

ہر دم ہتون سے کہے ہجر مین ثروت کا ہی کلام
صدمہ یہ جائیگا کہ خدایا نہ جائیگا

حال سنتا ہے کہان اپنے طلبگارونکا
غیر کو یار سمجھتا ہے وہ سو یارون کا

کرتے ہین چشمِ سخنگو سے غضب کی باتین
کام بدست سے لیتے ہین وہ ہشیارونکا

رات دن رہتے ہو زلفون کی بناوٹ مین تم
ہے کہان تم کو خیال اپنے گرفتارونکا

وہ جدا چاہتے ہین ناز جدا مانگتے ہین
ایک دل اور یہ ہنگامہ خریدارونکا

لئے زاہد کے دل زلفِ سیہ نے تیرے
کافرستان مین لٹا قافلہ دیندارونکا

ساقیا اک نگہ مست سے کر دے سرشار
آج ہنگامہ ہے در پر ترے میخوارونکا

اس مرض سے کوئی بچتا بھی سنا ہے تمنے
حال کیا پوچھتے ہو عشق کے بیمارونکا

ڈر خدا سے تو زرا توڑ نہ اسکو ظالم
محتسب شیشہ نہین دل ہے یہ میخوارونکا

باوفا جان کے دل اسکو دیا تہا ثروت
یہ نہ سمجھے تھے کہ عیار ہے عیارون کا

ہو گیا دشمنِ جان سارا زمانہ دل کا
قہر تہا اُس بتِ عیار پہ آنا دل کا

جب ملاقات کو جاتا ہون تو کس ناز سے وہ
کہتے ہین حال نہ تم مجکو سنانا دل کا

رنج اُٹھائے ہوئے بدنام مصیبت دیکھی
ہو گیا آفتِ جان آپ پہ آنا دل کا

کبھی نظرون سے گرایا کبھی ٹھوکر ماری
کھیل ہے آپکے نزدیک ستانا دل کا

کبھی کہتا ہون کہ دل اُسکو دیا خوب کیا
کبھی کہتا ہون کہا اسے نہ مانا دل کا

گرم ہوتے تو ہو بیوجہ مگر یاد رہے
رنگ لائیگا مری جان جلانا دل کا

دوستی اُنسے جو کی ہو گئے جانی دشمن
ہاے راس آیا نہ کچھ ہم کو لگانا دل کا

کوچہ گیسو کے پیچ مین جا کر ڈھونڈھو
کیا بتاؤن تمہین ثروت مین ٹھکانا دل کا

جس دن سے دل آرام ہمارا نہین ملتا
آرام خدایا نہین ملتا نہین ملتا

یہ بہیڑ لگی رہتی ہے عشاق کی ہر دم
اُس کو مین صبا کو بھی تو رستہ نہین ملتا

کیا خاک شفا پاے مریضِ غمِ ہجران
افسوس ہے وہ رشکِ مسیحا نہین ملتا

رودادِ شبِ ہجر سُنا ئین اُسے کیونکر
مجبور ہین کیا کیجیے وہ تنہا نہین ملتا

ارمان دل عاشق کے جو گن گن کے نکالے
معشوق جہان مین کوئی ایسا نہین ملتا

کیسا ہے مزاج آپ کا اُس نے جو یہ پوچھا
تیرا تو مزاج اے دلِ شیدا نہین ملتا

اتنا بھی غنیمت ہے جو وہ کہتے ہین ثروت
تمسا بھی کوئی جان سہنے والا نہین ملتا

۱۶

یاد جب مجکو تمھارا رُخِ تابان آیا
غش پہ غش صبح سے تا شام مری جان آیا

کہدیا صاف وہ ہین نام سے تیرے بیزار
رحم کچھ بھی نہ تجھے قاصدِ جانان آیا

یاد پھر آیا مجھے جوش جوانی اُنکا
آج پھر جوش پہ ہے دیدۂ گریان آیا

دیکھکر زلف پریشان ترے رخسارِ منیر
مین نے جانا کہ گھٹا کا ہے یہ سامان آیا

شوق پیدا ہوا پھر نالہ کشی کا تجھہ کو
پھر مرا منہ کو جگر اے دلِ نادان آیا

الفتِ تیغِ ادا نے مجھے زخمی جو کیا
عشقِ حسنِ نمکین لیکے نمکدان آیا

بیوفا تجھسا بھلا کون جہان مین ہوگا
ایک دن بھی نہ سوے گورِ غریبان آیا

ذکر جب حضرتِ واعظ نے کیا جنت کا
یاد فی الفور مجھے کوچۂ جانان آیا

مین یہ سمجھا جو اجل ہجر مین آئی ثروت
چارہ سازی کے لئے عیسیِٔ دوران آیا

ستاتے ہین نگہ ناز سے گلہ دل کا
زبانِ تیغ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

تم ایک دن تو سنو بیٹھہ کر گلہ دل کا
کبھی تو نکلے مری جان حوصلہ دل کا

ذرا نگاہِ غضب سے ہی دیکھ لو اکبار — کسی طرح سے تو ہو جائے فیصلہ دلکا

کچھ اوسکا نام و نشان ہی نہین رہا باقی — کرون مین کسلیئے بیفائدہ گلہ دلکا

مزار پر مرے آئے وہ فاتحہ پڑھنے — نکل گیا مرے مرنیسے حوصلہ دلکا

جو دل کا یار یہ انصاف کردیا ہمنے — تو حشر تک نہین ہونیکا فیصلہ دلکا

نہ بس مین وہ نہ یہ قابو مین سخت مشکل ہے — کرون مین شکوۂ دلدار یا گلہ دلکا

خطا معاف ہو لیلون جو ایک دو بوسے — مین کیا کرون نہین کہنے مین ولولہ دلکا

اس آہِ گرم سے ثروت کا ناک مین دم ہے — ہے اسکی جان کا دشمن یہ مشغلہ دلکا

غیر ممکن ہے کہ ہو وہ بتِ بدخو اپنا — دل بھی لا دون مین اگر چھینکے پہلو اپنا

جلوہ گر آج ہے پہلو مین وہ مہرو اپنا — غیرتِ برجِ قمر کیون نہو پہلو اپنا

آئینہ اپنی صفائی پہ بہت نازان ہے — تم دکھا دیجیو خدارا اسے زانو اپنا

دل دیا جان بھی دی دولت ایمان بھی دیا — وائے قسمت نہوا پھر بھی وہ بدخو اپنا

وہ نہ آیا تو مناسب تھا نہ جاتے ہم بھی — پر کرین کیا کہ نہین آپ پہ قابو اپنا

دل کے خون ہونیکو گر وہ نکریگا باور — اُسکو دکھلائین گے ہم چیر کے پہلو اپنا

بخدا وہ بتِ بدکیش کسی کا بھی نہین — مومن اپنا اُسے کہتے ہین تو ہندو اپنا

لطف کیا بزم مسرت مین رہا اے ثروت — شمع محفل نہو جب تک کہ وہ خوشرو اپنا

حال کیا پوچھتے ہو فرقت کا — ایک ہنگامہ تھا قیامت کا

نہین مذکور اُنکی قامت کا — ہو رہا ہے بیان قیامت کا

دیکھنا ان بتون کی صورت کا — ہے تماشا خدا کی قدرت کا

مجھکو جا ہے جہان یہ لیجائے — ہون رضا جو مین اپنی وحشت کا

خواہش وصل مین وصال ہوا — یہی انجام تھا محبت کا

تری رفتار نے غضب ڈھایا — سبکو دھوکا ہوا قیامت کا

اب مرے گھر وہ آئی جانے لگے — کچھ اثر ہو چلا شکایت کا

روز فردا پہ وصل کو ٹالا — انکا وعدہ بھی ہے قیامت کا

دل ہوا رو کے صاف اس بت سے — خوب خاکہ اوڑا کدورت کا

دوستی کی تو وہ ہوئے دشمن — یہ نتیجہ ملا محبت کا

کوے جانان کی ہے ہوس دلکو — شوق دیدار کو ہے جنت کا

غیر کو بوسہ دیکے مجھسے کھا — تھا یہی مقتضا مروت کا

اسنے لکھا مرا پڑھا نہ گیا — یہ بھی لکھا ہماری قسمت کا

خواب مین بھی تو آکے بات نہ کی — کیا ٹھکانا ہے انکی نخوت کا

نازنین ہاتھ دیکھکر اسکے — حوصلہ بڑھگیا شہادت کا

میرے مرنے مین دیر ہی کیا ہے — منتظر ہون فقط اجازت کا

آتی ہے بعد وصل ہجر کی شب — سامنا ہے بڑی مصیبت کا

انکو غیرون سے ہے کہان فرصت — کیون سنینگے وہ حال ثروت کا

خواب مین اب نظر وہ آنے لگے
خوب جاگا نصیب ثروت کا

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا — نکلتا ہی نہین ارمان مری ایذا رسانی کا

ترے دلمین خیالِ غیر آے تو مرا ذمہ
مرے دلکو عنایت ہو جو عہدہ پاسبانی کا

حسد کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کی واللہ
ہوا اُس بت کا ایما جب سے ہم پر مہربانی کا

کہین چھپتا ہی عشق و مشک بھی اے دل چھپانیسے
ہوا اظہار غیرون پر مرے رازِ نہانی کا

نہ آنا اُنکا ممکن ہے نہ جانا میرا آسان ہی
نزاکت کا ہے اونکو عذر مجھکو ناتوانی کا

غزل کیا خوب کہتے ہو کہ دل عالم کا لیتی ہو
نیا انداز ہے ثروت تمہاری خوش بیانی کا

سخن پر اپنے جتنا ناز ہو ثروت تمہین کم ہے
زمانہ دلسے قائل ہے تمہاری خوش بیانی کا

بے فغان کیون لبِ زخمِ گلِ خندان ہوگا
شورِ بلبل مگر اُس پر نمک افشان ہوگا

وعدۂ وصل وفا گو نہ مری جان ہوگا
کہہ تو دو میری تسلی کو کہ ہان ہان ہوگا

یہی ہنگامہ ہے گر خانہ خراب آہون کا
دیکھنا گھر مرا اک روز بیابان ہوگا

فاتحہ کو جو کبھی آئیگا وہ فتنہ خرام
اک عجب حشر سرِ گنجِ شہیدان ہوگا

کھولکر گیسوے پیچان کو وہ مجھسے بولے
آپ کا حال بھی ایسا ہی پریشان ہوگا

کھا چکے پان حنا باندھ چکے ہاتونمین
کیا کچھ اب اور مرے قتل کا سامان ہوگا

کب مین نے بے صبر ہوا ہجر مین کسدن رویا
دشمنونکا یہ اوٹھایا ہوا طوفان ہوگا

خوبیِ شعر سمجھنا نہین آسان ثروت
داد دیگا وہ سخن کی جو سخندان ہوگا

پھر گیا آکے مرے گھر سے وہ پیارا اُلٹا
حیف صد حیف مرا بخت ہے کیسا اُلٹا

اُن کو سنتا ہے تو وہ اور خفا ہوتا ہے
تیرے نالون کا اثر ہے دلِ شیدا اُلٹا

دیکھتے ہی ترے بیمار کا حالِ ابتر
آکے پھر جاتا ہے بالین سے مسیحا اُلٹا

بزمِ جانان مین جو اغیار کا مجمع دیکھا
غیر حالت ہوئی میری مین پھر آیا اُلٹا

ضد سے ہر بات مین اُس شوخ کو مجھسی ثروت
مین نے جب اُسکو منایا تو وہ روٹھا اُلٹا

آہ سمجھا دیا غیرون نے کچھہ ایسا اُلٹا
سنے پڑتے ہے یار نے پھیر امرا نامہ اُلٹا

ہوا آئینہ و کہا نیسے تکدر پیدا
مین نے گیسو جو بنایا تو وہ بگڑا اُلٹا

باتین عاشق تو کیا کرتا ہے سیدہی سیدہی
کیون جواب آپ دیا کرتے ہین اُلٹا اُلٹا

دلِ بیتاب نکر شکوہ بتون سے للہ
سنگدل ہین انہین آجائیگا غصہ اُلٹا

کامیابی کی توقع پہ نجا وان ای دل
ہم کہے دیتے ہین ناکام پھریگا اُلٹا

کی فغان مین نے غضب ہے وہ چلے غیر کی گھر
آہ کیا اسنے دکھایا اثر اپنا اُلٹا

ہنے کی اُسنے محبت وہ عداوت سمجھے
کیا گلہ کیجئے ثروت سے زمانا اُلٹا

تیرا پہلو جو شبِ وصل بدل جائیگا
دل ہمارا وہین قابو سے نکل جائیگا

تم نہ ہوگے تو مین دیکھونگا تمہاری تصویر
دل شیدا کسی صورت سے بہل جائیگا

مین نے کہا اُسے ہے قسم اب نہ ملونگا تمسے
سینے سے گو دل مضطر تو نکل جائیگا

بزمِ رندان مین مشیخت نہ جتا تو اے شیخ
یہ عمامہ ترا اک روز اُچھل جائیگا

تم رقیبون سے جو ملتے ہو تو غم کیا ہے
اپنا دل بھی کسی دلبر سے بہل جائیگا

اب امید آنیکی اُس مہر شمائل کی نہین
ہمنشین آج کا دن بھی یونہین ڈہل جائیگا

نہ تو یار آتا ہے اپنا نہ قرار آتا ہے
دم رہیگا مرا یارب کہ نکل جائیگا

ثروت آہن سے ہے دلِ یار نہ تو موم سمجھ

کہین نالون سے بہلا تیرے نگہل جائیگا

ہمارا بہی اتنا کہا مان لینا
کہ بیکس کی اچھا نہین جان لینا

کبہی دل مین ایسی نہ تم ٹہان لینا
کچھ آسان نہین غیر کی جان لینا

کبہی آزمانا مجہے اور عدو کو
برے اور اچھے کو پہچان لینا

دل و جان و صبر و خرد لیچکے وہ
ہے باقی فقط ایک ایمان لینا

سنبہالے سنبہلتا نہین حشر مین دل
ستم ہو گیا تجھکو پہچان لینا

یہ تیری ہی جرأت تہی آسان نہ تہا کچھ
مرے دلکو نے جان پہچان لینا

جو چاہو کہ دل ہاتہ ثروت کا آئے
تو مشکل ہے کیا آپکو جان لینا

راتدن مجکو خیال ابروِ دلبر رہا
اک جگر پر ہات ہر دم اور اک دلپر رہا

کہتے ہین دربان سے تیرا اٹھنا ہی محال
ایکدم ٹہرا اگر کوئی مرے در پر رہا

بے بلائے کسطرح آیا مین تجہپر ہون نثار
سچ بتا دے دہیان وعدے کا تجھے کیونکر رہا

یہ تواضع یہ کرم یہ لطف پیہم غیر پر
اور خبر اسکی نہین جو عمر بہر در پر رہا

اُسکے جلوے نے کیا ایسا مجہے حیرت زدہ
میری صورت دیکھکر وہ دیر تک ششدر رہا

بے تکلف یار تو پہلو سے اٹھکر چلدیا
دل ہمارا ہاے ثروت رات بہر مضطر رہا

وہ بولے جو عاشق فنا ہو گیا
چلو حق اُلفت ادا ہو گیا

مرے دل سے وہ بت خفا ہو گیا
یہ عشرتکدہ غمکدہ ہو گیا

رہِ عشق مین کوئی ساتھی نہین
کہ سایہ بھی مجہہ سے جدا ہو گیا

کچھ اسطرح آئے وہ شب خواب مین
مین سمجھا کہ وعدہ وفا ہو گیا

دکھا ہی دیا جذبِ دل نے اثر
وہ نا آشنا آشنا ہو گیا

زبان وصل پر اُسنے وہی اسطرح
ابھی سے جیسے وعدہ وفا ہو گیا

مرا دل بھی آنکھین دکھانے لگا
یہ کمبخت بھی بیوفا ہو گیا

مجھے غش مین دیکھا تو بولا وہ شوخ
ترے دشمنون کو یہ کیا ہو گیا

تصور مین بھی اب تو آتے نہین
نزاکت کا بھی خاتمہ ہو گیا

وہ ٹھکرا کے بولے مری نعش کو
بتا تو تجھے ہاے کیا ہو گیا

وہ ثروت کہ بھرتا تھا دم آپکا
کسی اور پر مبتلا ہو گیا

کیون خیالِ ظلم و بیداد و جفا جاتا رہا
کیا مرے آزار کا دل سے مزا جاتا رہا

فق ہے کیون منہ دل اگر جوڑ لیسی کھلکر گر پڑا
غم کرے تیری بلا اچھا ہوا جاتا رہا

ہے یقین اپنا بنالیگا دلِ شیدا انھین
گر یونہین چندے وہان آتا رہا جاتا رہا

کہتے ہین وہ بوسے گر ہمنے رقیبونکو دئے
تجھکو کیون غم ہے گرہ کا تیری کیا جاتا رہا

وصلکی شب آئے جب باہین گلے مین ڈالدین
میرے دل سے ہمنشین سارا گلا جاتا رہا

دل کا مین طالب نہین ہون تم عبث خاموش ہو
یہ تو کہدو ہے تمہارے پاس یا جاتا رہا

مطلبِ دل ہو نہ پورا اسکو ثروت کیا کرین
نامہ بر تو رات دن آتا رہا جاتا رہا

دیگر

بلند آج دستِ دعا ہی کسی کا
مبارک ہمین کو سنا ہی کسی کا

سہے شوق سے یون جو تیری جفائین
یہ دل یہ کلیجا بہلا ہے کسی کا

تصور مین ڈرتے ہو آتی ہوئے تم
کسی سے ارادہ سنا ہے کسی کا

دلِ زار کا حال کیا پوچھتے ہو
کبھی رونا دہونا سنا ہے کسی کا

اب آؤ بھی زلفین بناؤ گے کبتک
پریشان دل مبتلا ہے کسی کا

شبِ وصل بندِ قبا تم جو کہو لو
تو پھر عقدۂ دل بھی وا ہے کسی کا

نشیلی وہ آنکھین وہ گھبرائی باتین
عجب حال حیرت فزا ہے کسی کا

غضب دل پھنساتی ہین زلفین کسیکی
عجب جال پھیلا ہوا ہے کسی کا

نہ اتراؤ تم اُٹھتے جوبن پہ اتنا
زمانہ موافق رہا ہے کسی کا

خدا جانے کب سے سبنھالی ہون دلکو
بہت دیر سے سامنا ہے کسی کا

نہین بے سبب رونا دہونا یہ ثروت
دلِ نوحہ گر مبتلا ہے کسی کا

سبب کھلا دمِ رخصت یہ روٹھ جانیکا
کہ کوئی نام نہ لے پھر کبھی بُلانیکا

چڑہایا سر اُسے کیونکر نہ آئینہ کو ہو رشک
بڑہایا آپ نے رتبہ یہ حد سے شانیکا

ہماری آنکھونمین آباد ہے صنم خانہ
ہمارا دل ہے مرقع نگار خانیکا

لگائین تہمتین کس نے جو آپ روٹھ گئے
نیا یہ ڈھنگ نکالا مرے ستانیکا

ہم اپنا جذبِ محبت کبھی دکھا دینگے
مزہ چکھائینگے اکدن تجھے نہ آنیکا

دمِ اخیر ہے مرتے ہین شکل دکھلا دو
یہ کوئی وقت ہے عاشق سے منہ چھپانیکا

کسی کی فتنہ خرامی کو دیکھکر ثروت
کریگی قصد قیامت نہ سر اُٹھانیکا

کیا کہوں ہمدم میں کس غم میں ہوں کیا جاتا رہا
کوچۂ عشقِ بتاں میں دل مرا جاتا رہا

کر دیا پیر اُسکی فرقت نے جوانی میں مجھے
ہو گیا دل سرد دل کا ولولا جاتا رہا

اسقدر صدمے اُٹھائے ہیں ہجر یار میں
دل لگانیکا کسی سے حوصلا جاتا رہا

رنج تو یہ ہے کہ وہ پہلو سے اُٹھکر چلدیا
غم نہیں دل کا "رہا کمبخت" یا جاتا رہا

بدحواسی ہے وہ پہلی سی نہ بیچینی مجھے
دردِ دل آتے ہی اوس ظالم کے کیا جاتا رہا

رات دن مجھپر کرم کی جا ستم ہوتا ہی اب
دل سے اوس بت کے مگر خوفِ خدا جاتا رہا

غیر پر اب مہربانی ہے کرم ہے لطف ہے
رابطہ ثروت سے اونہیں پہلے جو تہا جاتا رہا

عدو سے وصل کا وعدہ نکرنا
مرے ضد سے کہیں ایسا نکرنا

سمجھہ لینا کہ زندہ ہی نہ تہا وہ
مرے دشمن کا تم حصہ نکرنا

مری خاطر سے کر لو وعدہ وصل
خوشی سے اپنی پھر ایفا نکرنا

زبان وہی وصل پر اور ہنسکر بولے
کہیں اِس راز کو افشا نکرنا

ستم ہے آنکھ بھر کر دیکھنا بھی
وہ کہتے ہیں مجھے رسوا نکرنا

عدو کے تذکرہ پر ہے یہ تاکید
کہیں اِس ذکر کا چرچا نکرنا

تصور میں جو لپٹایا تو بولے
الگ ہٹ ابھی مجھے رسوا نکرنا

مزہ دینے لگا ہی وصل کا شوق
ابھی وعدہ کو تم ایفا نکرنا

میں رویا بزم میں تو جلکے بولے
ارے چپ بھی مجھے رسوا نکرنا

کسی سے عکس کہتا ہے کسیکا
کہ یکتائی کا اب دعوے نکرنا

تمہارے دیکھنے والوں میں ہیں یہ
مری آنکھوں سے تم پردا نکرنا

وہ کہتے ہین مجھے نفرت ہے اُس سے
نکرنا ذکر ثروت کا نکرنا

ارے تو ایک بھی کہنا نکرنا
نکرنا وصل کا وعدا نکرنا

گلے مین ڈالدین باہین یہ کہکر
مری بیداد کا شکوا نکرنا

دُکھانا دل نہ اپنی شوخیون کا
کسی سے جیب کر پردا نکرنا

ترے دل کی گرہ تو کھول لون مین
ابھی بندِ قبا توا نکرنا

قیامت روکے مین برپا نکردون
نکرنا وعدۂ فردا نکرنا

نہ دینا اپنے دامن کی ہوا تم
جلے دل کو کبھی ٹھنڈا نکرنا

ترے دشمن کرین دشمن کا کام
کہے دیتے ہین ہم صدما نکرنا

تری وعدہ خلافی پر نہ حرف آئے
ارے وعدہ کہین ایفا نکرنا

بُرا ہے وید کا لپکا بُرا ہے
نکرنا انکا نظارا نکرنا

نہ اُبھرے چوٹ الفت کی اب یہ دل
کہین اس درد کو پیدا نکرنا

دِکھانا شکل شرمانا نہ ہم سے
اُٹھے پردہ تو تم پردا نکرنا

قدم آہستہ رکھہ او جانیوالے
زمانے کو تہ و بالا نکرنا

یون ہی ثروت کو ترسانا ہمیشہ
کبھی تم وصل کا وعدا نکرنا

اثرِ عرضِ حال ہو ہی گیا
کچھہ تو انکو خیال ہو ہی گیا

منتین اپنا کام کر ہی گئین
دور وہ سب ملال ہو ہی گیا

وعدۂ وصل اک قیامت ہے
اُنکا چہرہ نڈہال ہو ہی گیا

دیکھکر اُسکی چال دل میرا / پس گیا پائے مال ہو ہی گیا

یارِ ابرو نے مار ہی ڈالا / بے چھری مین حلال ہو ہی گیا

جب ہوئین چار آنکھین اُس بت سے / دور رنج و ملال ہو ہی گیا

کی ترقی جو ماہ نو کی طرح / ہمکو حاصل کمال ہو ہی گیا

آخر آخر بگڑ گئی اُنسے / ہوتے ہوتے ملال ہو ہی گیا

گھٹتے گھٹتے ترے تصور مین / بدر سے مین ہلال ہو ہی گیا

خواب مین بھی اگر چھوا اُن کو / چہرہ غصے سے لال ہو ہی گیا

رات کا ذکر ہی کچھ ایسا تھا / ہان مجھے انفعال ہو ہی گیا

کہہ رہے تھے نہ چھیڑ او ثروت
آخر اُس کو ملال ہو ہی گیا

دونا ہے اضطراب دلِ بیقرار کا / آنچل لٹک رہا ہے جو چلمن سے یار کا

گھونگھٹ اُلٹ گیا ہے دمِ قتل یار کا / مُنہ چوم لون لپٹ کے کہ موقع ہے پیار کا

مٹھی مین اُنکے آتے ہی کچھ اور ہو گیا / ملتا نہین مزاج دلِ بیقرار کا

آئینگے پھر بھی ہائے یہ کیون کہہ گیا کوئی / آنکھونکو پھر مرض ہے وہی انتظار کا

پہلو مین اُنکو بھی کسی پہلو نہین قرار / پورا جواب ہین وہ دلِ بیقرار کا

غش آگیا یہ کیون مجھے تلوار کے تلے / ڈورا ہے اسمین کیا تری چوٹیکے ہار کا

مُندیکی وہ تڑپ ترے گالونکی تاب سے / تھی رات کو جواب دلِ بے قرار کا

سب دن گزر گیا نہ ملی بوند بھر شراب / منہ دیکھکر اُٹھے تھے کسی روزہ دار کا

آنچل کے جھونک نے یہ ہوا دی شبِ وصال / ہر پھول کھلگیا تری چوٹیکے ہار کا

قد موں پہ میں گرا جو دمِ ذبح تو کہا
میں کیا کہوں کہ کیا مرے جی پر گزر گئی

کیوں چھپے جاتے ہیں تری انداز وصل میں
کہتے ہیں کنگنوں کو لگے آگ ایسے خدا

تم تو قسم بھی کہاؤ تو مجکو یقین نہو
لو آکے پھر گئے ہیں وہ دروازے سے مرے

دشمن کیطرح سے کھٹکتے ہیں یار بھی

اللہ حوصلہ ہے ابھی اسکو پیار کا
کچھ پوچھئے نہ حال شبِ انتظار کا

سایہ پڑا ہے کیا نگہِ شرمسار کا
دل گا اُلجھ کے ٹوٹ گیا میری ہار کا

کیا اعتبار وعدۂ بے اعتبار کا
گھٹ گھٹ گیا ہے طول شبِ انتظار کا

پہولوں نے بھی اُڑایا ہے انداز خار کا

ثروت غضب تہا صبحِ شبِ وصل کا سمان
عالم ہے یاد اُس نگہِ شرمسار کا

دشتِ وحشت سے مرا اور گریبان میرا
تیری تصویر بھی پہچان کیجی جاتی ہے

رات دن جسکے تصور میں بسر ہوتی ہیں
غیر کی بات اُٹھائی نہ وہی جاتی ہی

آنسو تھم تھم کے نکلتے ہیں ادب سے مانع
ایک دیدار کی حسرت تھی سو وہ بھی نہ رہی

کیا کروں عرضِ تمنا کہ حیا آتی ہے
کوئی ساتھی نہیں افسوس ہمدرد کوئی

خوب روئے دمِ رخصت وہ لپٹکر مجھسے
خود ہی تم دیکھ لو صورت سے ٹپکتا ہے ملال

دو ہی دن میں یہ ہوا حال پریشان میرا
محوِ حیرت نہو کیوں دیدۂ حیران میرا

نہوا پر نہوا ہائے وہ جانان میرا
اب نکلنے کا نہیں آپسے ارمان میرا

سخت مشکل میں ہے اب دیدۂ گریان میرا
قابلِ رحم ہے اب حالِ پریشان میرا

غمزۂ یار تو ہے حلق کا دربان میرا
ساتھ دیتے ہیں مگر خارِ بیابان میرا

اُنسے دیکھا نہ گیا حال پریشان میرا
مجھسے کیا پوچھتے ہو حالِ پریشان میرا

وہ تو مدت ہوی جا بھی چکے رخصت ہوکر
اب کسے ڈہونڈہتا ہے دیدۂ حیران میرا

غیر نے خوب لگائی ہر کہ مجہسے ثروت
اب وہ سنتے نہین کچہہ حالِ پریشان میرا

ردیف بای تازی

نہین آتی تمہین وفا صاحب
ہم کرین آپ سے وفا صاحب

پہر مجہے ہو امید کیا صاحب
آپ ہم سے کرین دغا صاحب

دلکو بہلائین یا نہ بہلائین
اختیار آپ ہے آپ کا صاحب

روز کا روٹہنا نہین اچھا
کوئی کبتک منائیگا صاحب

خود بخود کیون ہوے خفا مجہسے
کہیے تو مین نے کیا کیا صاحب

مین نے آغوش مین لیا تو کہا
آج کیا آپکو ہو گیا صاحب

کہتے ہین آپ کیون یہان آئے
کہیے تو اپنا مدعا صاحب

آپکے وصل کی تمنا مین
ہمنے مانا ہے رتجگا صاحب

سنے پڑہے تمنے خط کو پہیر دیا
یہ بہی قسمت مین تہا لکہا صاحب

بوسہ مانگا تو ناز سے بولے
ہوش مین آئیے ذرا صاحب

بے سبب کیون خفا ہو ثروت سے
آپ کا اُسنے کیا کیا صاحب

جام کوثر سے نہ چہپکے نظر جام شراب
صبح ہوتے ہی خمار آپکی آنکہون مین بہرا

تیری محفل مین اگر ہو گزر جام شراب
کتنی اچھی ہے مہ تابان سحر جام شراب

دست ساقی مین ہر دستِ سبوکش مین رہی
گردنِ ساغرِ مے اور کمرِ جامِ شراب

دَور پر دَور چلین لطف اٹھائین میکش
ہو مبارک تجھے ساقی سفرِ جامِ شراب

تیری آنکھون سی کُھلی کیفیتِ بادہ فروش
ہے وَلی جب تو ہی ایسا اثرِ جامِ شراب

پا کے بیخود اُنہین لُوٹی ہے بہارِ جوبن
ہاتھ آئے ہین یہ اپنے ثمرِ جامِ شراب

ہوگیا ایسا سبک گرکے نگاہون سے تری
ہے کمر سے تری نازک کمرِ جامِ شراب

چشمِ مخمور کو گھونگٹ مین چھپا لیجے گُل
بیطرح پڑتی ہے اسپر نظرِ جامِ شراب

آپکی چشمِ سیہ مست پہ منہ آتا ہے
تیغِ انداز سے اوڑجای سرِ جامِ شراب

چشمِ ساقی کا تصور جو بندھا پیکے اسے
ہوگیا اور دو بالا اثرِ جامِ شراب

چوم لیتا ہے سرِ بزم یہ اُن ہونٹون کو
قابلِ داد ہے ثروت جگرِ جامِ شراب

ہائے کس سے کرون بیان مطلب
نہین سنتا وہ بدگمان مطلب

کیا زبان سے کرون بیان مطلب
میرے چہرے سے ہی عیان مطلب

اذنِ رخصت تمہین مین کیونکر دون
ابھی نکلا کوئی کہان مطلب

بات کوئی مری نہین سنتے
اُنسے کیون کر کرون بیان مطلب

ہائے ظالم ستم کیا تو نے
غیر پر کردیا عیان مطلب

ضعف یہ ہے کہ سو جگہ رُک کر
وصل سے آتا ہے تا زبان مطلب

حرف ہر لفظ کے ملے ہین بہم
وصل کا خط سی ہے عیان مطلب

گورے گالون کے بوسے ملجائین
نہین کچھ اور مہربان مطلب

وصل مین اونکو راہ پر لا کر
رفتہ رفتہ کیا بیان مطلب

کہین سُنتے بھی ہین وہ اے ثروت
کیا کرین اُنسے ہم بیان مطلب

دیگر

غیر سے مجکو مدعا مطلب
وہ نکالے گا کیا مرا مطلب

مجھہ سے کہتے ہین صبر کرا کدن
ہم نکالین گے سب ترا مطلب

روٹھکر ہاے دور جا بیٹھے
کچھہ نہ سمجھے وہ بات کا مطلب

بوسے رات اُنکو جب لگایا ہاتہ
کیا طلب کا مری یہ تہا مطلب

لطف جب ہے کہ بزم دشمن مین
مجسے پوچھو زرا مرا مطلب

مجسے کہتے ہین بس الگ رہیے
ہم سمجھتے ہین آپ کا مطلب

رہے دنیا مین شاہ شاہجہان
ہے یہ ثروت کا ایکدا مطلب

روزِ وصال یار یہ ورد زبان ہے اب
آے تو سامنے شب فرقت کہان ہے اب

غش آگیا تو آپ مین آئیگا کسطرح
تیرا مریض ہجر بہت ناتوان ہے اب

مدت ہوئی کہ دل مرا خون ہوکے بہگیا
جسکا نشان وہ پوچھتے ہین بےنشان ہے اب

اتنا تو اب ہوا ہے اثر میری آہ کا
گو وہ وہان ہین دل مگر اُنکا یہان ہے اب

پاتے ہین انکسار کی جا اسمین سرکشی
کہتے تھے ہم زمین جسے آسمان ہے اب

آہین وہ تیری کیا ہوئین نالے کدہر گئے
ثروت یہ بات کیا ہے کہ تو شادمان ہے اب

نہ سنا کچھہ نہ کچھہ لکھا مطلب
کچھہ نہ یان آئیکا کھلا مطلب

دم کو اُسپر نکلنے دو اے شیخ
تمکو کیا کام ہمکو کیا مطلب

کیا غضب ہے وہ مجھسے کہتے ہین
عاشقی سے ہے تیرا کیا مطلب

ہیچکارہ جو مجھکو کہتے ہو
غیب سے کیا نکل گیا مطلب

زلف کا کہولنا بہانہ تہا
تہا فقط دل کا پہانسنا مطلب

لیکے دل پہر جو دیکہتے ہو اودہر
سے کہیے اب کیا ہے آپکا مطلب

جب کہا کچہہ کہون تو فرمایا
جاؤ جاؤ سمجہہ گیا مطلب

مجہہ سے آزردہ ہو گیا وہ شوخ
آہ کیون دل کا کہدیا مطلب

یہی ثروت کی رات دن ہے دعا
نکلے اُس بت سے یا خدا مطلب

ردیف بای فارسی

کیا سبب آج آئے ہو چپ چپ
اپنے عاشق سے کہہ تو دو چپ چپ

راستے مین نہ تم کہو چپ چپ
میرے ہمراہ تم چلو چپ چپ

کیا وہ حاضر جواب آہو سنجا
ہو گئے کیسے ناصحو چپ چپ

بات کرنے مین ہو گی رسوائی
نقد دل لیتے ہو تو لو چپ چپ

سن لیا کیا کوئی مرا نالہ
آج تم کیون ہو بلبلو چپ چپ

حضرت دل فغان ہے عشق مین عار
اُسکے بیداد سب سہو چپ چپ

لیکے دل اب او غیرون سے
شور کیا ہے اسے ہو چپ چپ

لڑکر آئے ہو کیا کسی سے تم

ثروت ایسے جو آج ہو چپ چپ

ردیف تای مثنات فوقانی

ہمسے کرتے ہو کیون حجاب بہت / خوبرو تم سے ہین جناب بہت

زلفِ پُرخم جو اُسکی یاد آئی / بڑھ گیا دل کا پیچتاب بہت

اپنا چہرہ زرد کہا دینا / ناز کرتا ہے آفتاب بہت

تہوک دو غصہ کو گلے مل لو / بس کرو ہو چکا عتاب بہت

جلد آ اے صنم خدا کے لئے / ہے مرے دلکو اضطراب بہت

کیا کرین پہر گئی جو اُنکی نظر / ایسے دیکھے ہین انقلاب بہت

آبرو تیرے ہاتہ سے یارب / چشم سے ہے اندنون پر آب بہت

بولے سنکر وہ میرا حال خراب / ہے مزاج آپ کا خراب بہت

کچھہ دنون اب کرم ہو ثروت پر / ہو چکے غیر کامیاب بہت

آہین کرتا رہا ہون ساری رات / اُسکی فرقت مین یون گزاری رات

رہی مجکو فراق مین تیرے / شمع کی طرح اشکباری رات

اُس گُلِ عارض کی یاد مین ہمنے / کی ہے بلبل کے مثل زاری رات

ایک اک دم ہر دن قیامت کا / کچھہ عجب ہجر کی ہے بہاری رات

آئے تہے میرے قتل کرنیکو / لیکے غمزے کی وہ کٹاری رات

کرکے یاد اُسکے بیشمار ستم / رہی مجکو نفس شماری رات

اُنکے افشان کی یاد مین گذری
کہکشان دیکہنے مین ساری رات

رات وہ ماہ تہا جو پہلو مین
نظر آتی تہی کیا ہی پیاری رات

کچہہ نہ پوچہو تمہاری فرقت مین
جسطرح کٹتی ہے ہماری رات

شب کو روز اب وہ آتے ہین ثروت
واقعی رات ہے تمہاری رات

ملا ہے ہمین دلربا بیمروت
ستمگار نا آشنا بیمروت

مرا یار پہلے نہ تہا بیمروت
یہ اب ایسا کیون ہو گیا بیمروت

گلہ بیوفائی کا سنکر وہ بولے
مین تم سے بہی بڑہکر ہون کیا بیمروت

ستم شب وصل اُس بت کا کہنا
نہین رحم تجہکو ذرا بیمروت

برا میرے کہنے سے کیون مانتا ہی
اگر تو نہین ہے برا بیمروت

ملیگا جب ایسا نہ جانباز تجہکو
پہر اُس وقت پچہتائیگا بیمروت

سجانا کبہی اُسکی الفت پہ اے دل
وہ دمباز ہے خود نما بیمروت

تم ایسے وفادار سے حیف ثروت
کہنچا وہ رہا بیوفا بیمروت

ردیف بای تازی

ہمنشین ہو غیب سے کیونکر نہ میرا دل اُچاٹ
سچ ہی یہ جاہل سے رہتا ہی سدا عاقل اُچاٹ

تم اُٹہے پہلو سے کیا مجہپر قیامت آ گئی
ہر گہڑی رہنے لگا پہلو سے میرا دل اُچاٹ

گالیان دیتے ہین تو وہ بہی دینگے ایکدن
تو خدارا ہو نہ جانا اے دلِ مائل اُچاٹ

سخت جانی کا برا ہو پہر گیا خنجر کا منہ
تم جو آے ہو گئے شادان دل و جان و جگر

مجکو حسرت رگئی اور ہو گیا قاتل اُچاٹ
بے تمہارے ہو رہی تھی یہ بہری محفل اُچاٹ

نعت گوئی شیوہ کر ثروت مسرت کیطرح
اس عبادت سے نہین ہوتا دلِ عاقل اُچاٹ

آرزو سے قتل ہر ضعف سے ہر دل اُچاٹ
صبح ہونے دو چلے جانا ہی جلدی ایسی کیا
دیکھ کیا کرتا ہے ظالم اٹھ کے محفل سے نہ جا
توڑ دو نگا دم یہین کیا تڑپنا لوٹنا

ہو نہ جاے حال میرا دیکھکر قاتل اُچاٹ
وصل کی شب کیون ہوا ہے رشک سے کامل اُچاٹ
تیرے اٹھتے ہی ابھی ہو جائیگی محفل اُچاٹ
قتل سے میرے نہو نا تو کہین قاتل اُچاٹ

ثروت اُس بت سے نبہاتا ہے تجہے شاباش ہے
اس جفا پر بہی نہین ہوتا ہے تیرا دل اُچاٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہے خفا مجہسے وہ دلدار کیا باعث
چلگیا جوڑ کوئی غیر کا شاید ورنہ
سب تو کہتے ہین برا یار کو لیکن مجکو
بے تکلف ہو عدو سے سبب اسکا کیا ہے
کہتے ہین ہجر کے دن آپنے کاٹے کیونکر
کیسے آے مرے گہر آپ خلافِ عادت
کیا پڑہادی اُسے اغیار نے اُلٹی پٹی

اور نہین ہے جو خفا پہر نہ ملا کیا باعث
ہو کے رنجیدہ وہ کیون مجہ سے بگڑا کیا باعث
سے ہے پسندیدہ ہر اک اُسکی ادا کیا باعث
عاشقِ زار سے کرتے ہو حیا کیا باعث
کسطرح جیتے رہے مرضِ خدا کیا باعث
اور کیا وصل کی وعدے کو وفا کیا باعث
آ کے گہر تک مرے کیون لوٹ گیا کیا باعث

کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مرے اے ثروت
لیکے دل یار نے کیون پھیر دیا کیا باعث

محبت قد یار کی ہے عبث
تمنا مجھے دار کی ہے عبث

نہوگا کبھی اُسنے وعدہ وفا
یہ خواہش طلبگار کی ہی عبث

کیا جسنے سو بار انکارِ وصل
اُمید اُس سے اقرار کی ہی عبث

جب ابرو سے ممکن ہی عاشق کا قتل
توصاف اُسنے تلوار کی ہی عبث

دلا تجھسے وہ آشتی کر چکا
لڑائی یہ ہر بار کی ہے عبث

نہ پگھلے گا زنہار اُس بت کا دل
یہ زاری دلِ زار کی ہے عبث

ہے ثروت مری دل پہ نقش اُنکا حسن
طلب اُسنے دیدار کی ہے عبث

ردیف جیم تازی

اے مشفق من کیسے تو آئے کدھر آج
کیا آہ نے کچھ میری دکھایا ہی اثر آج

شمشیر بکف جاتے ہو اے جان کدھر آج
کیا قتل پہ عشاق کے باندھی ہی کمر آج

پہلو سے مرے اُٹھکے چلا جب وہ دلارام
مین بیٹھ گیا تھام کے ہاتھون سے جگر آج

نکلا ہے مگر سیر کو وہ کافر بیدین
اک حشر بپا ہر طرف آتا ہے نظر آج

قدر اسکی چمک نے ترے دانتونکی یہ کہوی
پوچھا نہین جاتا کہین کوڑی کو گہر آج

مدت ہوی مرکھپ گیا بیمارِ محبت
تم لینے کو آئے ہو مری جان خبر آج

آنیکی خبر اُنکی سنائیگا جو قاصد
قربان کرونگا تری قدمون پہ مین سر آج

گو دروجدائی سے نہین جان بچین جیجاؤن قدم رنجہ وہ فرمائین اگر آج

ثروت متحیر ہو نہین آئینہ کے مانند
اُس آئینہ رو سے جو ملای ہے نظر آج

ردیف جیم فارسی

یاد ہے مجکو کسی زلف گرہ گیر کا پیچ اور وہ یاد مرے حقمین ہے تقدیر کا پیچ

وصل کی مین نے لگائی ہین بہت سی گہاتین وہ سمجھہ جاے نہ یارب کسی تدبیر کا پیچ

کیا کہے جاتا ہے تو کچھہ نہین کہلتا ناصح زلف جانانکی گرہ ہے تری تقریر کا پیچ

راہ لے اپنی مرا سر نہ پہرا اے ناصح مجھپہ ہرگز نہ چلیگا تری تزویر کا پیچ

پیا نستا ہے دل عشاق کو اسکا ہر حرف بدبلا ہے بت کافر تری تحریر کا پیچ

لیگیا دل مرے پہلو سے وہ کیونکر یارب مجھپہ ظاہر نہوا اُس بت بے پیر کا پیچ

مین بھی خواہان ہون مسرت کیطرح ای ثروت
نچلے مجھپہ عدو کی کسی تدبیر کا پیچ

ردیف ہاے حطی

ہجر مین دیکھے جو میری چشم گریانکی طرح پانی پانی ابر تر ہو جاے باران کیطرح

توڑتے ہے اُنکی نظر مین ناوکِ دلدوز کا کاٹ ہی ابرو مین اُنکے تیغ بران کیطرح

ہجر گلرو مین جو گل کہاے ہین مینے بیشمار سر سے پا تک ہون بہارستان گلستان کیطرح

اے دلِ دیوانہ سیکھا چاہیے افسونِ مار مار سی ملتی ہے اسکی زلفِ پیچان کیطرح

بھر گلگشتِ چمن آے جو وہ گل پیرہن
دیکھیے کیا کیا قیامت لائیگی عشاق پر

سینۂ گل چاک ہو میرے گریبان کیطرح
یہ انوکھی وضع او ظالم تری بانکی طرح

آگیا ثروت جب اُس زلف پریشا نکا خیال
دل پریشان ہوگیا زلفِ پریشانکیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین ہے صرف وہ کچھ دلربا شوخ
ملا ہے مجکو ایسا چلبلا شوخ

طبیعت شوخ ہے اُسکی ادا شوخ
کہ شعلہ بھی کہے جسکو بڑا شوخ

بھری محفل مین میرا لیلیا دل
نظر ہے آپکی واللہ کیا شوخ

تصور مین بھی ٹھہرا پر نہ ٹھہرا
ہے یارب کسقدر وہ دلربا شوخ

ہوئین کیا اگلی سیدھی سادھی باتین
بتا تو کس نے تجکو کردیا شوخ

کسی پہلو مین اب دل کیا رہیگا
وہ اب تو ہو چلے نامِ خدا شوخ

رقیبونکا ہے اتنا پاسِ خاطر
بُرا کہتا ہے تو مجکو بھلا شوخ

کیا کرتی ہے برہم اُسکی زلفین
اب ایسی ہوگئی تو اے صبا شوخ

جو ثروت نے لیا اُس گل کا بوسہ
کہا تم نکلے مجسے بھی سوا شوخ

ردیف دال مہملہ

گر وہ تجکو بُرا کہے قاصد
تو دعا دیجیو بھلا قاصد

میرے گھر اور وہ آئیگا قاصد — جھوٹ باتین نہ تو بنا قاصد

دل ہے کیا چیز جان بھی دیدونگا — اُسکو دم دیکے لے تو آ قاصد

کرکے باتین بگاڑ کی اونکی — مجھہ سے تو کیون بگڑ گیا قاصد

تیرے آنیسے ہوگئی ہے آج — خفقتِ دردِ دل زرا قاصد

اُسکو میرا خیال کیا ہوگا — بیوفا کرچکا وفا قاصد

وان سے آجاے بات تو جب ہے — کیا خوشی سے اگر گیا قاصد

آہ کہنے کی ساری باتین تہین — اُسنے کچھہ بھی نہ کہہ سکا قاصد

ہوگیا وان پہونچ کے اے ثروت
رہروِ کوچۂ فنا قاصد

چشمِ موسی کو اگر ہین شررِ طور پسند — ہین مرے دلکو ترے عارضِ پرنور پسند

شوخیون مین بہی تری شان ہے معشوقی کی — ہر ادا تیری ہے دلکو مرے اے حور پسند

رات دن چشم مے آشام بسی ہے دلمین — ہو ترے مست کو کیونکر مے انگور پسند

شیفتہ جب سے ہے وان لف سیہ کا تیری — مجکو ہر دم ہے سوادِ شبِ دیجور پسند

دونون کونا ز ہے تقدیر پر اپنے ثروت
دل کو ہے اوسکا تصور مجھے وہ حور پسند

وہ آنکھہ کیا کہ جسکو بہلا ہو نہ تو پسند — وہ دل ہی کیا کہ جس کو نہو تیری خو پسند

ملنے کا کوئی وقت مقرر تو کیجیے — ہر روز ہان نہین کی نہین گفتگو پسند

ڈر ہے کہین نہ تمکو تماری نظر لگے — آئینہ آجکل سے ہے بہت خوبرو پسند

کہتے ہین نذر جاکے کسی اور سے کرو — مین کیا کرون تمہارا دلِ آرزو پسند

ارمان دل کے دل مین رہے وصلمین بہی ہائے
آئی نہ تجکو صلح کبہی جنگ جو پسند

رنگت ہے اسمین کچہہ رخ رنگین یار کی
کیونکر نہ عاشقونکو ہو پہر گل کی بو پسند

ثروت سے اپنی اپنی طبعیت کسیکو کیا
مجکو ہے اونکی خو انہین غیرونکی خو پسند

آئی ہے جب سے کاکل مشکین کی بو پسند
سے ہے مبتلا بلا مین دل آرزو پسند

للہ کرلے اسکو تو اے خوبرو پسند
سینے مین لوٹتا ہے دل آرزو پسند

آنکہونکو جب سے آیا ہے وہ خوبرو پسند
آئی نہین گلونکی مجہے رنگ و بو پسند

سینے سے تیر کہینچ ذرا دیکہہ بہال کے
ساتہہ اسکے کہچ نہ آئے دل آرزو پسند

سنتے ہین ابتو شوق سے افسانۂ فراق
صد شکر آئی اونکو مری گفتگو پسند

انکار کب ہے مجکو کرو وار شوق سے
ہے تیغ کو تمہاری جو میرا گلو پسند

آنکہو نہین بہر رہی ہے کسیکی نشیلی آنکہہ
کیا خاک میرے دل کو ہو جام و سبو پسند

جوڑے مین باندہ کر کہتے ہین رات دن
آفت مین پہنسگیا ہے دل آرزو پسند

ایسی بسی ہے اُس گل عارض کی ولمین بو
آئی نہین دماغ کو پہولونکی بو پسند

کیون بار بار جہکتا ہے اغیار کی طرف
خنجر کو گر نہین ہے گلو ہے عدو پسند

کرتا ہون وصف اُس رخ و گیسو کا رات دن
ہر دم زبان کو ہے یہی گفتگو پسند

بیجا نہین رقیب کو اس بات پر غرور
کیا پوچہنا ہے اسکا کرے جسکو تو پسند

ثروت کے سینہ مین ہے شب ماہ کا سمان
ہے اوسکے دل کو آجکل اک ماہرو پسند

ردیف حرف ڈال

یون اپنے حسن پہ ہی مرے یار کو گھمنڈ
ہو کیون نہ اُسکے طرۂ طرار کو گھمنڈ

جیسے کہ ہو بہار پہ گلزار کو گھمنڈ
حد سے سوا ہو جسکے گرفتار کو گھمنڈ

بیمار ہے وہ نرگس بیمار کا تری
بیجا نہین ہے عاشقِ بیمار کو گھمنڈ

ہر ہر قدم پہ اُٹھتی ہین سو سو قیامتین
تھوڑا ہے جتنا ہو تری رفتار کو گھمنڈ

مجھ سخت جان سے واسطہ اب تک پڑا نہین
بُرش پہ کیون نہو تری تلوار کو گھمنڈ

ثروت کو اپنی آہِ شرربار پہ ہے ناز
اغیار پر ہے اُس بتِ عیار کو گھمنڈ

تقویٰ پہ اپنے واعظِ دیندار کو گھمنڈ
ہے عفوِ خدا کے گنہگار کو گھمنڈ

بھرتا ہے دم اُنہین کا مری پاس ہے تو گیا
بیجا نہین ہے یار پہ اغیار کو گھمنڈ

آنا تو در کنار بلاتا نہین مجھے
اللہ کس قدر ہے ستمگار کو گھمنڈ

ہنگامہ حشر کا بھی تو کچھ اس سے کم نہین
اتنا بجا ہے تری رفتار کو گھمنڈ

[illegible]راب طاعت اسکو سمجھتے ہین اہلِ عشق
زیبا ہے اُنکے ابروِ خمدار کو گھمنڈ

[illegible] جمتن کو رنگِ طلائی پہ ناز ہے
سچ ہے کہ زر پہ ہوتا ہے زردار کو گھمنڈ

[illegible] تا ہو دل کرشمہ سے شوخی سے ناز سے

اُس نے مکتوب جو

کیا کہون فرطِ خوشی سے مرا کیا حال ہوا
نامہ محبوب مرے دلدار کا لایا کاغذ

ہو اگر ترا کبھی کوے صنم مین جانا
بے محابا سے کہیو صبا اُس سے خدارا کاغذ

مین نے اوس غیرتِ گلشن کو لکھا جب نامہ
لالہ گون رشک سے گلرنگ بنایا کاغذ

میرا ارمان نہ نکلا کوئی افسوس اے دل
کبھی اوسنے نہ خوشی سے مجھے لکھا کاغذ

دل مرا پیچ مین پڑ جائیگا مکتوب کیطرح
پاس اُس شوخ کے گر غیر کا پہونچا کاغذ

ہے یہ قسمت کا لکھا ہاتہ کٹے اُسکے قلم
جا کے قاصد نے دیا اُنکو جو میرا کاغذ

سرگذشتِ دلِ پر درد لکھون کیا ثروت
اُسکا مضمون ہے بڑا اور ہے چھوٹا کاغذ

ردیف راے مہملہ

مجکو یہ حیرت ہوئی اُس بت کی صورت دیکھکر
ہو گیا آئینہ ششدر میری حیرت دیکھکر

مین ہون گریان مثلِ شبنم اُنکی صورت دیکھکر
وہ ہین خندان صورتِ گل میری رقت دیکھکر

سوزش و بیتابی و اندوہ و درد و سوز و ساز
گھر کیا ہے سب نے میرے دلمین وسعت دیکھکر

خضر چلنا راہ مین اوسکی بہت دشوار ہے
پاؤن رکھیگا زرا حضرت سلامت دیکھکر

رشک کیا کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کے
میری الفت ... [illegible]

رمیکر

صورت دیکھکر

دل غنی ہے اپنا اس دولت کو ثروت دیکھکر

یہ جواب ہمدم ملا ہے وصل کی تقریر پر
تم رہو خاموش اپنی خوبیِ تقدیر پر

مسکراہٹ پر ترے کلیان تصدق ہو گئین
ہنس پڑا ہر پھول تیری شوخیِ تقریر پر

حسن کی اک کہکشان ہر کاغذی پیکر نہین
جی نہ کیون للچاے میرا چاند سی تصویر پر

جب مین جانون عشق غالب آگیا ہو حسن پر
لوٹ جاے زلف اُنکی پانونکی زنجیر پر

وصل کا وعدہ زبان سے تم کرو اور مین سنون
رشک آے کیون نہ دشمن کو مری تقدیر پر

کس مزے کی گفتگو تھی آج بزم غیر مین
ہنس دیے منہ پھیر کر وہ بھی مری تقریر پر

اپنے سینے سے لگاے محو حیرت دیکھکر
پیار اُنکو آگیا ثروت مری تصویر پر

جاتے ہو کل کسطرح پھیر کے چتون کیونکر
دیکھین تو آج چھڑا لیتے ہو دامن کیونکر

کہتے ہین ایک زمانے کی نظر ہے انپر
ساری دنیا سے چھپائے کوئی جوبن کیونکر

ہاتھا پائی ہوئی تھی جو عدو سے شب کو
چولی کسطرح پھٹی مسکیا دامن کیونکر

دستِ نازک سے دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین
وصل کی رات چھپائی کوئی جوبن کیونکر

اس نزاکت پہ لیے خون ہزارون سر پر
حشر کے روز اُٹھیگی تری گردن کیونکر

آئینہ دیکھکے کہنے لگے وہ وصل کی شب
دیکھیے آج سلامت رہے جوبن کیونکر

کیا ہوا خیر تو ہے کیون ہین پریشان زلفین
کچھ کہو تو نکل آئے سرِ دامن کیونکر

تو نے پردہ تو نہ رکھا تھا کوئی بھی باقی
نگہِ شوق رہی بیچ مین چلمن کیونکر

منہ چھپانے کو چھپالو مگر اتنا تو کہو
کہہ چھپاؤ گے یہ اُبھرا ہوا جوبن کیونکر

بنگئی جان پہ اُٹھتے ہی تری رخ سے نقاب
ہوش اُڑے جاتے ہین دیکھین رخ روشن کیونکر

کسطرح تاکتی ہین دلکو وہ نیچی نظرین
گدگداتا ہے وہ اُبھرا ہوا جوبن کیون کر

نگۂ گرم سے صیاد نے کیا دیکھہ لیا
رہگئی جلکے مری شاخ نشیمن کیون کر

اُڑ کے اک بوندہ لہو کی نہ پڑی بات ہے کیا
صاف بچکر گیا جلاد کا دامن کیون کر

چپ ہین اسوقت تو اے شیخ مگر سمجھینگے
گھر مین اللہ کے نا ہین تری گردن کیونکر

کہتے ہین سیکھئے ثروت مری چاہت کے طریق
دیکھئے چاہتے ہین آپکے دشمن کیونکر

شب وصلت نہو کیون ناز مجکو اپنے ارمان پر
ہنسی اتراتی پھرتی ہے لب گلرنگ جانان پر

شہادت کون دے محشر مین میری قتل ہونیکی
لہو کی چند چھینٹین ہان نظر آتی ہین داماں پر

وہ اپنے قیدیون سے آجکل کترا کے جاتے ہین
خوشی کی چھاؤنون بھی آتی نہین دیوار زندان پر

شب وصلت بھی شوخی سے اُڑے جاتے ہین پرزے
کسیکا دست نازک لوٹ ہے میرے گریبان پر

ترے گالون پہ صدقے لالہ و گل کی بہارین ہین
تصدق سنبل و ریحان تری زلف پریشان پر

پڑا ہے وصلکی شب عکس انکی روئے روشن کا
گمان ہوتا ہے مجکو چاند کا اپنے گریبان پر

بہلجائے طبیعت وحشیونکو نیند آجائے
کوئی تصویر تیری کھینچدے دیوار زندان پر

شب وعدہ عجب انداز سے بیٹھے سنورتے ہین
ستارے گر رہے ہین ٹوٹ کر ماتھے کی افشان پر

اداسی شمع تربت کی ندیکھی جائیگی تمسے
کبھی بھولے سے بھی آنا نہ تم گور غریبان پر

مرے پہلو مین بیٹھے ہین مری گردن مین باہین ہین
ترس آیا ہے ثروت آج انکو میرے ارمان پر

پھیر لی چتون مجھے پہچان کر
بنگئے انجان کیسے جان کر

سوچ کیا ہے وصل ہو یا قتل ہو
دلمین کیا آئے تھے آخر ٹھانکر

دیتے ہین دھمکی جو چھیڑو گے ہمین
سو رہین گے ہم دولائی تان کر

صبح ہوتے کوچۂ دشمن مین وہ
کیسے چھپتے ہین مجھے پہچان کر

دل جگر دونون پہ اک بجلی گری
میرے ہوتے غیر پر لطف و کرم
دے مئے بیدرد اے پیر مغان
غیر کی تعریف میری چھیڑ نہین
آنکھین دکھلاتے ہو بوسہ بھی تو دو
روٹھکر بولے وہ مجھسے وصل مین

جب کمر لچکائی سینہ تان کر
ہو جفا بھی جان کر پہچان کر
جائیے احرام مین تو چھان کر
ہو خدا لگتی خدا کو مان کر
تشنہ لب رکھنے ہو پیاسا جان کر
کیسے پچھتائے ہین کتا مان کر

دل اگر دینا ہے تم کو دو مگر
دیکھکر ثروت ذرا پہچان کر

جو پوچھا تم کیسے جان لوگے تو بولے وہ مجھسے مسکرا کر
ستا ستا کر جلا جلا کر رولا رولا کر گھلا گھلا کر
حریق سوز نہان کو یارب تسلی دیتے ہین یون وہ آکر
کہ خاک کر دیگی تجھکو اک دن یہ آتش غم جلا جلا کر
غضب کا ہے شوخ وہ پریرو بھرا ہے آنکھون مین اسکے جادو
بلا ہے اسکا وہ دام گیسو رکھے کوئی کیسے دل بچا کر
نہین یہ بیوجہ کج ادائی بھرا ہے اسمین بھی شان دلربائی
بگاڑ کا ہے ہمارے سامان یہ بیٹھنا منہ بنا بنا کر
ہمین سے ہے دشمنی عداوت عدو پہ ہر وقت ہے عنایت
پسند ہمکو نہین یہ عادت ذرا تو انصاف بیوفا کر
نہین ہے تجھے کچھہ شعور واعظ وہ بت سراپا ہے نور واعظ

ہو اچھی اُس بُت سے حور واعظ خدا خدا کر خدا خدا کر
جو ایسا پہلے سے جان جاتے کبھی نہ لاتی کبھی نہ لاتے
بہت ہی پچھتائے حضرتِ دل ہم اُنکی محفل مین تمکو لا کر
بتائین اے ہمنشین تجھے کیا کہ کیون سے بےچین دل ہمارا
وہ دیکھنا یاد ہے کسی کا حیا سے پردہ اوٹھا اوٹھا کر
غزل تمہاری جناب ثروت سُنی جو ہمنے ہوئی مسرت
بھری ہے ہر شعر مین لطافت کیا بہت خوش ہمین سُنا کر

ردیف حرف ڑ

ایدل نہ اُس نگار کو تو زنہار چھیڑ
ہُوگا غضب جو ہوگی اُسے ناگوار چھیڑ
تجھسے کہین زیادہ وہ نازک مزاج ہے
دیوانے کو نہ اپنے پری بار بار چھیڑ
پھر ہم بھی کچھ کہین گے ہماری بھی ہے زبان
ناصح نہ تو خدا کے لئے بار بار چھیڑ
لطفِ شبِ وصال نکر ہجر کا بیان
مجھ دل جلے کو دیکھ نہ ای غمگسار چھیڑ
پھنس جائیگا بلا مین کسے دیتے ہین یہ ہم
زلفونکو یار کی نہ دلِ بیقرار چھیڑ
آتے ہی میرے چھیڑ دیا ذکر غیر کا
تو نے نئی نکالی ہے یہ اے نگار چھیڑ
ضابطہ ہین نالے ہم نکرینگے ہزار وار
ہم کو ہزار رنگ سے اے گلعذار چھیڑ
ثروت کو وصل غیر کی دیتے ہو کیون خبر
اچھی نہین ہے کشتۂ ہجران سے یار چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

آنکہون کو میری تم نے کچہہ ایسے دکہائی ناز
دل ہو گیا نثار ہوئی جان فدائے ناز

ڈہالی ہے قہر دلپہ مرے ابتدائے ناز
محشر سے کم ہنوگی کبہی انتہائے ناز

ابتو نہ دل کو میرے الٰہی جلائے ناز
میرے عوض رقیب کو جا کر ستائے ناز

بیحد ہے دل جگر پہ ہمارے جفائے ناز
سینے سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے ناز

ممکن نہین کہ چار ہون عشاق سے کبہی
آنکہین ہوئی ہین یار کی آپ آشنائے ناز

آئے پسند اونکو کچہہ اس درجہ اپنے ناز
سو جان سے وہ ہو گئے خود ہی فدائے ناز

ارمان کیا نکلتے ہمارے شب وصال
خلوت مین بہی تو یار کے ہمراہ آئے ناز

اوس ماہوش پہ دونون ہین سو جان سے نثار
قربان ہے ادا پہ جگر دل فدائے ناز

بولے بگڑ کے شکوہ پہ درد فراق کے
اُٹھتے نہین تہے تم سے تو پہر کیون اُٹہائے ناز

عشاق کو ہے حکم یہ اُس شاہ حسن کا
دل جو راُٹہا سے مرے کلیجہ اُٹہائے ناز

اسکو ہٹا کے وصلکی شب کیا ملا ہمین
آنکہونمین شرم آگئی اونکے بجائے ناز

مجبور ایسا کر دیا شوق وصال نے
اسکے لئے رقیب کے ہمنے اُٹہائے ناز

دل نے ستم سہے ہین ہزارون ہی ناز کر
اور پہر بہی منتظر ہے کہ صورت دکہائے ناز

آنکہونمین پہر رہا ہے کسیکی جفا کا رنگ
دلمین بہری ہوئی ہے ہمارے ہوائے ناز

کسکی لگاوٹون پہ کوئی دل فدا کرے
آتا نہین ہے کچہہ بہی انہین تو سوائے ناز

ثروت سے اسقدر نہین زیبا رکہائیان
مجہسا کوئی نپاؤ گے تم مبتلائے ناز

جسدن سے دل ہوا ہے مرا مبتلائے ناز
حصے مین آگئی ہے اسکے جفائے ناز

مجکو نہ چین ہے نہ اسیکو قرار ہے
مین ہون فدائے غمزہ تو دل ہے فدائے ناز

پہرہ بٹھا دیا ہے اداؤنکا اسلئے
سوتے ہین آنہ جائے کوئی مبتلائے ناز

گھونگٹ الٹ کے شرم وحیا سب ہوا ہوئے
آیا نہ کام وصل مین کوئی سوائے ناز

لطف وکرم نہ مہر ومحبت نہ دلدہی
کیا تیرے پاس رکھا ہے ظالم سوائے ناز

اک اک ادا پہ دل مرا قربان ہو گیا
سو سو طرح کے آج کسینے دکھائے ناز

اب ڈھونڈھ جا کے اور کسی کو بڑائے ظلم
مینے تو عمر بہر ترے ظالم اٹھائے ناز

عشوہ غضب ادائین ستم غمزے دلفریب
اور اسپہ قہر ہین بت کافر کے ہائے ناز

اوس بوالہوس کے عشق کا تمکو یقین ہے
تو یہ رقیب اور تمہارے اٹھائے ناز

اک عمر کٹ گئی ہے اٹھاتے ہوئے ہمین
انصاف سے کہو کوئی کبتک اٹھائے ناز

سرگرم ناز ہے وہ رقیبون سے رات دن
کیون تمنے ایسے شوخ کو ثروت سکھائے ناز

یہ بھی نیا ستم ہے کہ ثروت کے سامنے
بیٹھے رقیب پاس تیرے اور اٹھائے ناز

مطلع اول

ہمارے حال پہ ہونگے وہ مہربان کس روز
ہماری راہ پہ آئیگا آسمان کس روز

کریگا لا کے یہان اونکو مہمان کس روز
ہمارے کام مین آئیگا آسمان کس روز

وہ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے آئینگے یہان کس روز
جلائیگا دل دشمن کو آسمان کس روز

یہان کریگا قدم رنجہ جان جان کس روز
الٰہی ہوگا دل زار شادمان کس روز

سوال وصل پہ ہمنے نہین نہین تو سنی
زبان یار سے یارب سنینگے ہان کس روز

رہین ہمیشہ پریشان یار کی نہ زلفین
گئی ہے آہ وفغان میری رائیگان کس روز

کیا ہے ملنے کا وعدہ تو یہی کہدیجے
ملین گے آپ مجھے کسطرح کہان کس روز

ہمیشہ جذبۂ دل میرا کھینچ لاتا ہے
خوشی سے آتے ہو ایجان تم یہان کس روز

دکھائی چاند سی صورت کب اس بداختر کو
ہوے وہ عاشق بیکس پہ مہربان کس روز

وہ دل بھی نذر کریگا ہے مال کیا دولت
لیا ہے آپنے ثروت کا امتحان کس روز

جسقدر ہے مجھے تیرا قد و رخسار عزیز
سرو قمری کو نہ بلبل کو ہے گلزار عزیز

کیون نہ اُس شوخ کو ہو ابروِ خمدار عزیز
جنگجو کب ہے وہ جسکو نہو تلوار عزیز

عشق سے شعلہ رخون کے نہ پہرونگا ناصح
راہ لے اپنی جلا دل نہ مرا یار عزیز

راتدن رہنے لگا صحبت اغیار مین تو
ہاے اے غیرت گل تجکو ہے خار عزیز

مغفرت حق کی خریدار ہے انکی ثروت
کیون گناہون کو نہ رکھون مین گنہگار عزیز

ردیف سین مہملہ

رشک سے کیون نہ جائے جان افسوس
جاؤ تم غیر کے یہان افسوس

نہوا یار مہربان افسوس
گئے سب نالے رائگان افسوس

یون ہی خون ہو رہا تہا دل میرا
کیا لیا تمنے اور یان افسوس

غیر کہتا تہا جان نثار ہون مین
نہ لیا تمنے امتحان افسوس

وان ملین غیر پاؤن مین مہندی
ہم ملین اپنے ہاتہ یان افسوس

اُسکے آگے جو ذکر حور کیا
ہو گیا ہم سے بدگمان افسوس

دیکھو وہ بیوفا ہے حضرت دل
اُسپہ دیتے ہین آپ جان افسوس

خط سے سب حسن کی بہار گئی
آگیا موسم خزان افسوس

کعبہ و دیر مین پھرون کبتک
تجکو ڈھونڈھون کہان کہان افسوس

بھول جاتے وہ اپنی سنگدلی
نہ سنی میری داستان افسوس

بھی پوچھا نہ اُسنے عاشق سے
کیون زبان پر ہے ہزبان افسوس

نکلے ارمان نہ دلکے اے ثروت
نوایا مہمان افسوس

لو اپنو بولو آپ سہی بے قصور بس
ڈالا ہوا ہے میرا ہی سارا فتور بس

بوسہ رقیب نے نہ لیا رعب ہیا گیا
آیا ہے کام آج تمہارا غرور بس

مرنیکی جا ہی دیتے ہین وہ مجکو گالیان
کہتا ہے ہاتہ جوڑکے غیر احضور بس

بھولیسے جو رکہدیا تم کو خطا ہوئی
اب تو معاف کیجیئے میرا قصور بس

دیتا ہے ان حسینو نسے تو جور کی مثال
آیا نہ واعظا تجھے کچھ بھی شعور بس

ناوکون سے تیرے خلق کی آفتمین جان ہے
دم آگیا لبونپہ دلِ ناصبور بس

ثروت ہے گرچہ اپنے گناہونسے شرمسار
ہے اس کو آسرا ترا رب غفور بس

ردیف شین معجمہ

کرتے ہین ہمتو تیرے تصور مین یار عیش
اسکے سوا پسند نہین زینہار عیش

اُس گل کے ہجر مین ہی مجھے ناگوار عیش
بخشتا ہے حق نے گو سرو برگ ہزار عیش

ہم پی رہے ہین خونِ دل اپنا فراق مین
کرتے ہین عیش باغ مین سب بادہ خوار عیش

بیتابی اشکریزی دل افگاری بیکسی
عاشق کیواسطے ہین جہان مین یہ چار عیش

اسکو تو ہے غمِ دلِ دلدادگان پسند
کیون چاہتا ہے تو دلِ امیدوار عیش

کچھ غم نہین جو ہجر مین رہتا ہے مجکو غم
دلکو خیالِ وصل مین ہے بیشمار عیش

کیا خاک سیر دیکھون مین باغ و بہار کی
ہے مجکو بے بہارِ رخِ یار خار عیش

حالت یہ ہجر مین ہے مری جسکو دیکھکر
روتا ہے مثلِ رنج و الم زار زار عیش

ثروت کو بہر احمدِ مرسل نصیب ہو
دونون جہان مین اے مرے پروردگار عیش

ردیف صاد مہملہ

اے صنم چھوڑ دے غیرونسی خدارا اخلاص
ورنہ اک دن یہ نکل جائیگا سارا اخلاص

آتے ہو پاس مرے غیر کو ہمراہ لیے
دل دکھاتا ہے ہمارا یہ تمہارا اخلاص

دل سے وہ دوست سمجھتے ہین عدو کو اپنا
سچ ہے کیون بھائیگا انکو ہمارا اخلاص

اہل اخلاص طلب ہوتے ہین وان سنتے ہین
کیا عجب میرا بھی چمکاے ستارا اخلاص

کیون نہ مین پیار کرون انکو خلوصِ دل سے
رکھے اغیار سے جب وہ مرا پیارا اخلاص

دلِ ثروت کو نہ ہو کیسے تنفر کیونکر
پھر کیا تمنے رقیبون سے دوبارا اخلاص

رکھو کیا مجھسے مری جان اخلاص
سچ تو ہے تم کہان کہان اخلاص

جاتے ہی انکے پاس جان گئی
بنگیا مرگِ ناگہان اخلاص

اُنکے ظاہر پہ تو نجا اے دل
دل مین رکہتے ہین وہ نہان اخلاص

اب شکایت نہین کسی جانب
ہے محبت یہان وہان اخلاص

مجکو مخلص نواز لکہتے ہین
کیا کرون اُنکا مین بیان اخلاص

اُسکے در پر رقیب کے گہر پر
لیگیا ہے کہان کہان اخلاص

سنتے ثروت کا حال پوچہا آج
نام اسکا ہے میرے جان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

اُس بیوفا سے اپنی کہے کوی کیا غرض
جو ہنسکے ناز سے کہے کیا واسطا غرض

گذرے کسیکی جان پہ کچہہ اس سے کیا غرض
تمکو تو ہے وکہانیسے ناز و ادا غرض

اُس سے ملون مین یا نہ ملون تجکو کیا غرض
بک بک کے کان کہانہ مرے ناصحا غرض

کہتا ہون جب مین جاتی ہے جان آو میرے جان
منہ پہیر کر وہ کہتے ہین کیون آئین کیا غرض

یہ عشق وہ بلا ہے جو اس سے ہوا دوچار
پہر اُسکو لطفِ زیست نہ ہرگز ملا غرض

آیا وہ راہ پر نہ خوشامد نہ عجز سے
بدبخت عاشقون سے خفا ہی رہا غرض

محشر خرامیون کا کہون اُسکے حال کیا
اک اک قدم پہ ہوتی ہین فتنے بپا غرض

بیدرد ہو کہ کوئی وفادار و رحم دل
اُس خوبرو سے کام نڈالے خدا غرض

کیسی لگی تہی کیا کہون اُس شمع رو کی لو
پروانہ وار دل کو جلایا کیا غرض

عاشق پہ رحم چاہیے مین نے کہا جو یہ
تیوری چڑہا کے کہنے لگے مجکو کیا غرض

ثروت تمہین بلایا نہ آیا کبھی یہان

بیگانہ وش رہا وہ بت بیوفا غرض

ردیف طاے مہملہ

کہنا نہ کوئی بات وہان نامہ بر غلط
لکھے کو میرے سمجھے گا وہ سر بسر غلط

اغیار آئین قتلگہ عام مین دروغ
وہ اور آئین باندہ کے تیغ و سپر غلط

وعدے کا پاس یار کرے یہ محال ہے
وہ اور آئیگا مرے گہر نامہ بر غلط

اغیار نے پڑہایا ہے ایسا سبق اُنہین
سمجہین گے اب وہ بات مری عمر بہر غلط

کہدو تمہین رقیب نے بولا ہے سچ کبہی
کاٹو مری زبان مین کہتا ہون گر غلط

اُٹہتی ہے دلمین ٹیس عدو کی یہ ہے درست
مجکو جو ہے شکایت درد جگر غلط

ثروت ڈرو اُسی سے اُسی سے رکہو امید
پہونچاے جز خدا کوئی نفع و ضرر غلط

کیون ہے آنکہ کا نہ تارا خط
مرے پیارے کا ہے یہ پیارا خط

ہے مری زیست کا سہارا خط
حرز جان کیون نہ ہو تمہارا خط

حرف ہر لفظ کے ملے ہین ہم
وصل کا کرتا ہے اشارا خط

بیقراری کا حال پڑہکے مری
کر دیا اُس نے پارا پارا خط

لطف حاصل ہے نصف ملنے کا
دیتا ہے وصل کا سہارا خط

گل عارض کی وہ بہار کہان
نکل آیا ہے رخ پہ سارا خط

بڑہ گیا کاغذون خوشی سے بدن
دیا قاصد نے جب تمہارا خط

ہے رقیبون سے نامہ و پیغام
کیون وہ پڑہنے لگے ہمارا خط

نام سنکر مرا وہ قاصد سے
نہ پڑہا ایک حرف بہی اُسنے
کہین دہوکے مین غیب کے کر شاید
ورنہ ایسی کہان مری قسمت
لاؤ دشمن کے نام سے لکہون

ق

بولے لانا نہ اب دوبارا خط
اُلٹا قاصد کے منہ پہ مارا خط
نامہ بر دے گیا تمہارا خط
کہ لکہین آپ ایسا پیارا خط
کاش پڑہ لے وہ ماہ پارا خط

شبِ وصلت کے شوق مین ثروت
لکہے اکدن مین انکو گیارا خط

غیرون کے نام بہیجتے ہو بار بار خط
کیا ناز کا مقام ہے نکلا جو یار خط
رازِ نہان کسی پہ نہ کہُل جائے نامہ بر
ہے تو ترک خط و کتابت محال ہی
ابتک جواب وانسے نہ آیا سبب ہے کیا
کہا ہے جو زہر دیکہکے سبزہ تو کیا عجب

اکبار لکہہ کر بہیجو ہمین بہی تو یار خط
مثلِ خزان ہے دشمنِ حسنِ عذار خط
دینا نہ آگے غیر کے تو زینہار خط
بہیجے نہ ہمکو گو وہ تغافل شعار خط
پہنچا نہین ہے کیا مری پروردگار خط
لایا ہے سبز رنگ پہ کیسے بہار خط

بہیجے گا وہ جواب نہ ثروت کبہی تمہین
تم لکہہ کے اُسکو شوق سے بہیجو ہزار خط

ردیف ظاے معجمہ

ہے عجب بادہ بامزا واعظ
تہی جو کہنی وہ کہہ چکا واعظ

ہاے تو نے نہین پیا واعظ
اب تو لِلّٰہ یان سے جا واعظ

ہین جو زاہد و پارسا واعظ
یہ نصیحت انہین سنا واعظ

میکدہ مین جو تونہ تہا واعظ
کیا کہون کیا مین خوش ہوا واعظ

دل تو اُس بت کو دیدیا واعظ
اختیار اپنا کیا رہا واعظ

آپ تشریف کیون یہان لائے
کہئے تو اپنا مدعا واعظ

مین نے اُس شمع بزم خوبی سے
لو لگائی تو جلگیا واعظ

سے ہے خدا انکا بخشنے والا
تو نہ میخوارونکو ڈرا واعظ

دیکھہ پایا جو اُسکے کوچہ کو
خلد کو بہول جائے گا واعظ

عشق قسمت مین تہا ازل سے لکھا
ہے قصور اس مین اپنا کیا واعظ

جائیگا صاف بہول چارون قل
شور قلقل اگر سنا واعظ

خبر تیری نہین جو ایکبار
مے کو تو نے بُرا کہا واعظ

حورون کا ذکر جب کیا تو نے
مجکو وہ یاد آگیا واعظ

ہوچکا ترک عشق ثروت سے
لاکھہ وعظ اُسکو تو سنا واعظ

نہو گا یار نہو گی شفا خدا حافظ
کہ عشق کا ہے مرض لا دوا خدا حافظ

وہ آ کے میری عیادت کو اور یہ کہکر گئے
نہ کارگر تمہین ہو گی دوا خدا حافظ

کیا ہے سیر چمن مین رقیب کو بہی شریک
یہ آج اور نیا گل کہلا خدا حافظ

اسی مین رو کون کہ تہامون اُسی غضب مین مین
نہ دل ہی قابو مین سے نہ رہا خدا حافظ

علاج حضرت عیسی سے ہو چکا تیرا
بس اب مریض محبت ترا خدا حافظ

نظر اٹہا کے کدہر دیکہئے وہ دیکہین گے
گریگی کسپہ یہ برق بلا خدا حافظ

خدا ہی ہے جو رہا ہی ہوا سے ملا سے اُسی
کسیکی زلف مین دل پہنس گیا خدا حافظ

خدا کا واسطہ وسینے پہ بہی نہین منتا
یہ روٹھنا ہے تو اے بیوفا خدا حافظ

اِس آنی جانی مین اک روز جان جائیگی
دل اُسکی بزم مین پہر لیچلا خدا حافظ

سوال بوسہ کیا تہا تو کیا بُرائی کی
ذراسی بات پہ تم ہو خفا خدا حافظ

غرور حسن سے یہ بہی کہا نہ چلتے وقت
کہ خیر جاتا ہے ثروت تو جا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

ہے کل سے سوزش دل و درد جگر شروع
آثار مرگ ہجر مین ہین سر بسر شروع

کیا عہد تہا کسی سے کیا یاد کر ذرا
پہر ظلم ہو گئے مرے بیداد گر شروع

گلشن مین آج آمد گلرو کی دہوم ہے
ہان عندلیب نغمۂ جان بخش کر شروع

زاہد نہ اُٹہے پہر کبہی رندونکی بزم سے
ہو جائے وعظ قلقل مینا اگر شروع

تقدیر سے گلا ہے کہ آئی تہی یار کے
ہے شام ہی سے نالۂ مرغ سحر شروع

اُس شعلہ رو کی یاد مین بچنا محال ہے
دل جل چکا تو اب ہوا درد جگر شروع

کس منہ سے بیوفا اُنہین کہتے تہے مجہسے آپ
جانا کیا پہر آپنے غیرونکے گہر شروع

تہک کر تری تلاش مین دم بہر لیا جو دم
دیوانے کو ہوا ترے دوران سر شروع

ثروت کے شعر سنکے یہ کہتے ہین نکتہ دان
اکبار پڑہ کے کیجیے بار دگر شروع

ردیف غین معجمہ

گل اپنی قبر کا ہوا اسے صبا چراغ
سو آندھیان چلین یون ہی جلتا رہا چراغ

مند آنکھ کی تو دیدۂ دل اپنا کھلگیا
اک بجھگیا تو جلنے لگا دوسرا چراغ

جسطرح آگے ماہ کے جگنو کی ہو چمک
یون جلوہ گر ہین پیش رخ دلربا چراغ

کچھ روشنی سی آج ہے چلمن کی اسطرف
حیران ہون یار کا رخ روشن ہی یا چراغ

ہے یہ مثال تیرے مریض فراق کی
جیسے ہوا مین ہو کوئی جلتا ہوا چراغ

گیسو کے آگے مجھپہ ترے رخ کی کیا چلے
کیونکر جلیگا کالی کے آگے بھلا چراغ

آہین جو کین تو داغ جگر کا چمک اٹھا
آندھی مین اور ہو گیا روشن سوا چراغ

انگڑائی لیکے انکا وہ کہنا وصال مین
نیند آرہی ہے سوتے ہین ثروت بجھا چراغ

وہ اور آئیگا قاصد بیان دروغ دروغ
ہزار مین کہون سے یہ بیان دروغ دروغ

یہ راز عشق کا ہوگا عیان دروغ دروغ
ہمارے بس مین ہو گی زبان دروغ دروغ

جو ذکر غیر کیا مین نے ہنسکے فرمایا
سنا ہے تمنے جو کچھ مہربان دروغ دروغ

ہے بیگناہون کا خون آشکار لب سے ترے
کہے جو کوئی کہ ہے رنگ پان دروغ دروغ

جو راست راست بھی کہتا ہو کوئی حال مرا
تو کہتا ہے وہ بت بدگمان دروغ دروغ

دوا کرا اپنی یہ کیا کہہ رہا ہے تو قاصد
وہ آئین میری عیادت کو یان دروغ دروغ

وہ رشک ماہ شب وعدہ آچکا ثروت
فلک اور آپ پہ ہو مہربان دروغ دروغ

ردیف حرف فا

جب سے دل مائل ہوا ہے زلفِ پیچاں کی طرف
ہو لی ہے ہر اک بلا نازل مری جاں کی طرف

دل مرا جاتا ہے یوں اُس زلفِ پیچاں کی طرف
جیسے یوسف کو لیے جاتی ہوں زنداں کی طرف

مدعی نے آج کیا پکڑا ہے دامن یار کا
ہاتھ میرا بڑھ رہا ہے کیوں گریباں کی طرف

دیکھ لے کوئی اگر اُس چہرۂ پر نور کو
پھر نہ دیکھے حشر تک مہرِ درخشاں کی طرف

بلبلو سر پہ اُٹھا لو چہچہوں سے باغ کو
آج جاتا ہے وہ رشکِ گل گلستاں کی طرف

مجھکو ڈالو اُڑ دل پھرتا دیکھکر کہتے ہیں وہ
ہے یہ مائل بوسۂ چاہِ زنخداں کی طرف

دیکھ پائیگا اگر واعظ ترا حسن و جمال
آنکھ ڈالیگا نہ ہرگز حور و غلماں کی طرف

میری دلجوئی پہ مائل ہیں وہ زلفیں شکر ہے
ابتو ہندو ہو گئے ثروت مسلماں کی طرف

ہوئے دو سے ہے خدائی اگر یار کی طرف
اللہ بس ہے عاشقِ ناچار کی طرف

عاشق کی سے ہے نگاہ رخِ یار کی طرف
وہ دیکھتا ہے پیار سے اغیار کی طرف

پھر کر وہاں سے آتا ہوں کس طرح دیکھئے
دل لیچلا ہے کوچۂ دلدار کی طرف

منہ کس ادا سے پھیر لیا ہنس کے یار نے
مائل ہوا جو بوسۂ رخِ یار کی طرف

خود میں نے اپنے قتل کا ساماں کیا ہے آج
جاتا ہوں آج اُس بتِ خونخوار کی طرف

ہے انتظار آمد جاناں زبسکہ آج
آنکھیں لگی ہیں روزن دیوار کی طرف

اب رند کہ رہے ہیں یہ قدرت خدا کی ہے
کیا جائیں ایسے زاہد میخوار کی طرف

ثروت نہ ہو گناہوں سے اندیشناک تم

رکھو نظر عنایتِ غفار کی طرف

ردیف قاف قرشت

جا کر پڑھا کسی نے جو میرا کلام شوق
بگڑے عجب ادا سے سنا جب پیام شوق

بیتاب ہو کے بوسۂ رخسار لے لیا
زاہد بھی اُسکو دیکھ کے بیخود سا ہو گیا

قاصد مجھے جواب ملا تجکو گالیان
پاس آ کے بیٹھنا نہ گوارا ہوا کبھی

دیدو خود ایک بوسہ ہمین ہے اسی مین خیر
بولے یہ ہے کسیکی طرف کا پیام شوق

منہ پھیر کر وہ کہنے لگے لو نہ نام شوق
ایسا ہمارے دلمین ہوا ازدحام شوق

بیچارہ کیا کرے کہ یہ ٹھیرا مقام شوق
لایا زبان پہ سامنے کیون اُسکے نام شوق

کسدن کیا حضور نے مجھسے کلام شوق
اب چھوٹتی ہے ہاتھ سے ورنہ زمام شوق

کتنے ہی بوسے عارضِ جانان کے لیجیے
ثروت نہو سکیگا کبھی اختتام شوق

جب سے اُس بت سے ہو گیا ہے عشق
پڑ چلا ابتو صبر عاشق کا

اُسکی کاکل کا دل سے ہے دیوانہ
زیست سے ہے اسمین موت سے بدتر

جسکو آشوبِ دہر کہتے ہین
ہو نہ دشمن بھی مبتلا اس مین

ہمنے جانا کہ بد بلا ہے عشق
اُنکو دشمن سے ہو چلا ہے عشق

ہائے کافر سے ہو گیا ہے عشق
کیا بتاؤن مین تمکو کیا ہے عشق

ایک حسن اور دوسرا ہے عشق
موت الفت ہے اور قضا ہے عشق

ہمکو پوچھیگا اب وہ کیا ثروت

غیر سے یار کو ہوا ہے عشق

دیکھو کسی بشر کو نہ اے کردگار عشق
دشمن ہے دین و دل کا یہ کافر شعار عشق

اللہ ری بدگمانی ہماری کہ روز حشر
ہمنے خدا پہ بھی نکیا آشکار عشق

تو اور اُسکے ظلم اٹھائے خدا کی شان
چل بوالہوس زیادہ نہ مجھسے بگھار عشق

کہنے کو تھا مین تم ہو مرے جان کے عدو
منہ سے نکلگیا مرے بے اختیار عشق

زاہد بغل سے دور کرین کیسے جام مے
رکھتے ہین دخت رز سے بہت بادہ خوار عشق

ہمتو قسم خدا کی بتونکو نہ دین گے دل
جا ہے ستائے چاہے کرے بیقرار عشق

معلوم ہے جو قیس سے اسنے کیا سلوک
ثروت نکر خدا کے لئے زینہار عشق

ردیف کاف عربی

اُنھین ذکر عاشق سے نفرت ہے یانتک
کہ سنتے نہین قیس کی داستان تک

ستالین مجھے آپ چاہین جہانتک
مین مجرم ہون گر لب پہ آئے فغانتک

پھر اے ہمدم آگے مقدر ہے میرا
خدا کے لئے مجکو لیچل وہانتک

اثر کچھہ دکھا جذب دل کیا غضب ہے
نہ وہ آئین یانتک نہ مین جاؤن وانتک

ہین اک وہ کہ رہتے ہین صحبت مین اُنکی
اور اک ہم کہ جاتے نہین آستانتک

نہ مانون گا بوسے لئے ہین کسی نے
ہین گالون پہ باقی مرے جان نشانتک

ہمین سوز الفت نے ایسا جلایا
کہ منہ سے نکلنے لگا اب دھوانتک

کہا عشق نے یہ ادب کی جگہ ہے
کبھی اُسکا شکوہ جو آیا زبانتک

اثر ان بتون پر نہین کرتے ورنہ
خدا کے لیئے عشقِ خوبان سے باز آ
حقیقت سے ہے کیا مال و دولت کی پیارے
دکھا دے اثر جذبِ دل اب تو ایسا
اٹھایا نہ آزردگی ہی کا صدمہ

پہونچتے ہین نالے مرے آسمان تک
نصیحت کرون تجکو اے دل کہان تک
مین تجھپر تصدق کرون نقد جان تک
کہ وہ ڈھونڈھتے مجکو آئین یہان تک
سنین عشقمین آپکے گالیان تک

برائیگی امید کیا اُس سے ثروت
نہ نکلی کبھی منہ سے جس بت کے ہانتک

تو مرادِ دل دکھائیگا کب تک
بخت میرے جگائیگا کب تک
جور مجھپر کیا کرے گا تو
کچھ جفا کی بھی انتہا آخر
گھر مین بے اذن اونکے جا نہ سکا
غیر بنکر بلائین گے اُسکو
صبح ہونیکو آئی من جاؤ
تم جو کہتے ہو ہم نباہین گے
یا الٰہی عدو سے ہنس ہنس کر

ساتھ غیرون کو لائیگا کب تک
ساتھ اپنے سلائیگا کب تک
اے ستم کیش پر جفا کب تک
آئیگا - یا - بلائے گا کب تک
آستان پر کھڑا رہا کب تک
دیکھتے ہین نہ آئیگا کب تک
اے مرے جان روٹھنا کب تک
دیکھین ہم بھی تو ہان ہلا کب تک
ہمکو وہ بت رولائیگا کب تک

دل تو بس مین نہین رہا ثروت
نکرون عرض مدعا کب تک

ردیف کاف فارسی

جیسے وہ شوخ تندخو رہنے لگا الگ الگ
رہنے لگے دل و جگر ہو کے خفا الگ الگ

وصل کی شب بھی یا نصیب جا نہ سکا تری قریب
رعب نے تیرے حسن کے مجکو کیا الگ الگ

مین نے بلائین یار کی پیار سے لین جو ہم ہو
پھیر کے منہ کو ناز سے کہنے لگا الگ الگ

ہوگا نہ کوئی یار سا خود غرض اور بیوفا
دل بھی دیا مگر سدا ہمسے رہا الگ الگ

غمزۂ عشق پا چکے سیکڑون ظلم اٹھا چکے
اب تو نہ عاشقو نسے رہ بہر خدا الگ الگ

بزم مین اُسکے کیون گیا ہاے یہ کیا غضب کیا
لیگئے جان و دل مرا ناز و ادا الگ الگ

ثروت اُسے نہ آیا رحم حال پہ تیری قہر ہے
زخم دل و جگر وہ بت دیکھہ چکا الگ الگ

ردیف لام

چرا کر ہاے کوئی لیگیا دل
مرا نازون کا پالا باوفا دل

بتاؤن کیا تمہین کسکو دیا دل
وہی سمجھے کہ جسنے لیلیا دل

نہین کچھہ مفت کا ظالم مرا دل
اگر دیتا نہین بوسہ تو لا دل

غضب آیا الٰہی خیر کرنا
پھر اُس کوچہ مین مجکو لیچلا دل

لگائی غیر نے وان اونکے مہندی
یہان ہاتون کو ملکر رہگیا دل

اوٹھاے صدمۂ فرقت جو مین نے
اُسے مین جانتا ہون یا مرا دل

مجھے بیدل جو دیکھا تو وہ بولے
الٰہی کس نے اسکا لیلیا دل

تمہین یون بیوفا سمجھا نہ تھا مین — عنایت کیجیے مجھکو مرا دل

گذرتی ہے تڑپتے لوٹتے رات — نہ آنکھ اک دم لگی جب سے لگا دل

دوپٹے مین چھپا رکھا ہے تمنے — لگا ہین کہہ رہی ہین ہے مرا دل

کیا شکوہ جفا و نکا تو بولے — بھلا پہر تمنے ہم کو کیون دیا دل

تمہین جانیدون اپنے پاس ہی کیون — کہین ہوتا ہے پہلو سے جدا دل

نکر بک بک کے ناصح مغز خالی — لیا کیا تیرا گر ہمنے دیا دل

عجب یہ رسم اُلٹی ہے کہ ثروت
گیا جب دل جو سمجھے آ گیا دل

بیوجہ کچھ نہین ہے مجھے انتشار دل — اُلجھا ہے پہر تجھے نہ کہین زلفِ یار دل

تجھپر کرون نثار اگر ہون ہزار دل — لیلون جو کوئی دے مجھے پیارے دو ہار دل

ناراض ہو کہین نہ بت تند خو مرا — محشر مین تو خدا کو نہ ہرگز پکار دل

بیساختہ زبان سے مرے اُف نکل گئی — اس درد سے کراہا شب انتظار دل

رسوا یہ و نکا لطف ہمین کو ملا ہے کچھ — منسوب اُسکے ساتھ تو ہے شرمسار دل

اللہ رے انتظار نہ آئے وہ رات بھر — اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہی رہا بار بار دل

ناوک نے چٹکیون سے اشارہ کیا ہے کیا — سینے مین ہو گیا جو مرے بیقرار دل

خالی نہ جائے وار کہ رک جائے دستِ ناز — بھر لو پر ایک ہاتھ کہ ہے بیقرار دل

قربان تیری شوخی و انداز و ناز کے — وقتِ وصال بھی تو رہا بیقرار دل

ہے ڈر کہ آپکو نکرے مضطرب کہین — رکھیے نہ اسکو پاس کہ ہے بیقرار دل

ثروت وہان وہ شاد ہین آغوشِ غیر مین

ناحق ہے اُنکے واسطے یان بیقرار دل

یہ کہکر لیلیا مجہسے مرا دل
کوئی کیون چہوڑ دے ملتا ہوا دل

غضب کی آنکہہ تہی اُس فتنہ گر کی
نظر ملتے ہی پہلو مین نہ تہا دل

بتائین کیا تمہین خاموش کیون ہین
اداؤن نے تمہاری لیلیا دل

مجہی سے لیکے مٹہی مین چہپایا
مجہی سے پوچہتے ہین کیا ہوا دل

اسے جوڑے مین اپنے کسکے رکہو
ستائیگا تمہین ہے چلبلا دل

ترے نقش قدم کی شوخیون پر
مرا پس پس گیا مٹ مٹ گیا دل

جہان دیکہا حسین دنیا مین کوئی
اُسی پر آگیا بیساختا دل

مرے آغوش مین آکر وہ بولے
بڑا القدر یر والا ہے ترا دل

کرین دشمن تمہارے غم کسیدکا
بلا سے جائیو جاتا رہا دل

کسیکے حسن پر صدقے ہوئی جان
جوانی پر کسیکے مرمٹا دل

بہت مشکل ہے بچنا اُس نظر سے
کہ اُس نے دیکہہ پایا ہے مرا دل

یہ ہے بے رحم ایسا وصلکی شب
نہین سنتا کسیکی التجا دل

کسی کروٹ قرار آتا نہین ہے
یہ بجلی ہے مرے پہلو مین یا دل

یہ بیتابی نہین بیوجہ ثروت
کسی پر آگیا ہے آپ کا دل

مرا دل نہین ناز اوٹہانیکے قابل
کوئی اور ڈہونڈو ستانیکے قابل

غضب ہے وہان ہم نہ جانیکے قابل
نہ وہ یان کسی طرح آنیکے قابل

میری وحشت آکر سر بام دیکہو
یہ ہے سیر تمکو دکہانیکے قابل

کہین جا کے ہین دیکھین کیونکر ادہر کو
یہ آنکھین نہین ہین ملانیکے قابل

وفا ہے رقیبون سے ہمپر جفا ہے
ہمین کیا ہین ظالم ستانیکے قابل

غرور اور اسکو نہو حضرتِ دل
نہین ہے وہ الفت جتانیکے قابل

گذرتی ہے جو ہجر مین کچھہ نہ پوچھو
مری جان نہین دل دکھانیکے قابل

لئے تیغ ہو تم رقیب اور مین ہون
یہی وقت ہے آزمانیکے قابل

یہ دل جب پہ آکر گرا کوہ فرقت
کہان ہے ترے ناز اوٹھانیکے قابل
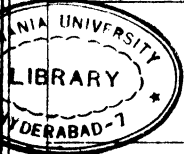
بہری عشق سے ہے غزل تیری ثروت
ہے اُس بیوفا کے سُنانیکے قابل

اللہ زلف مین نہ کسیکی پہنسائے دل
آکر پڑے نہ جان حزین پر بلائے دل

سمجھے گا اپنے چاہنے والونکی کچھہ تو قدر
اے کاش غیر ہی پہ ستمگر کا آئے دل

تصویر اپنی دیکھہ رہے ہین بغور آپ
ڈرتے ہین کہین نہ آپکا اپنے پر آئے دل

دل خود ہوا ہے جاکے گرفتار دام زلف
کیا کوئی دام زلف سے اپنا چھوڑائے دل

مستی چڑھا کے پان اگر آپ کھائیے
آنکھونکی راہ خون کی ندی بہائے دل

ایمان و دولت و دل و جان پیش سب گئے
آیا مگر پسند نہ اُسکو سوائے دل

آئے کسی پہ آپ کا دل بہی خدا کرے
کرتے پہرو ہماری طرح ہائے ہائے دل

خلوت مین وقتِ شام بلاؤ اگر ہمین
تا صبح خوب تمکو کہانی سنائے دل

دل سے نے تو ایک دن نہ تمہارا کہا کیا
تم مفت جان کہوتے ہو ثروت برائے دل

لے ہی گیا دکھا کے ادا گلعذار دل
رکھا اگرچہ ہمنے چھپا کر ہزار دل

کہا کہا کے گل ہوا ہے عجب داغدار دل / دیکھو تم آکے سیر کہ ہے پر بہار دل

سینے پہ رکھکے دست حنائی وہ ناز سے / کہنا کسی کا اب تو نہین بیقرار دل

کیسے یقین ہو آپکی صیاد ہی نگاہ / دیکھین تو آپ کرتے ہین کیونکر شکار دل

روز ازل ہین سے بڑی چوک ہو گئی / افسوس ہے لیا بہی تو پر اضطرار دل

اب ہم تو دلربائی مین مشاق ہو چلے / لائینگے ہم کہان سے مریجان ہزار دل

بیٹھو جو آکے تم مرے آغوش شوق مین / پیارے ہزار جان سے ہو تم پہ نثار دل

شانہ کیا عدو نے وہان اونکی زلف مین / الجھن مین رات بہر رہا یان بیقرار دل

ہم تو کلام ہی کبہی کرتے نہ آپسے / پہر کیا کرین ہمارا ہے بے اختیار دل

رکہو حجاب طاق پہ ایجان وصل مین / ملجاؤ آؤ سینے سے ہے بیقرار دل

گیسو پڑے ہین یار کے شانے پہ غیر کے / کیون چاک چاک ہو نہ مرا شانہ وار دل

ثروت کو ہو نہ رنج کبہی بہر مصطفےٰ / رکہہ شاد اوسکا اے مرے پروردگار دل

ردیف میم

جان و دل اک بوسہ پر تمکو صنم دیدینگے ہم / ہے گرہ مین اپنے جو کچہ یکقلم دیدینگے ہم

تار اشکو لگا نہ ٹوٹے ہجر مین اے چشم تر / خون دل تیری مدد کو یکقلم دیدینگے ہم

سر تہ خنجر ہوا اور سینہ پہ ہو زانوئی یار / شوق سے اسطرح جان با الم دیدینگے ہم

دیکھہ لو اکدن محبت کی نظر سے پہر ہمین / عمر بہر کو رخصت جور و ستم دیدینگے ہم

ہر طرح مطلب نکالین گے ہم اپنا عشق مین / جان دیدینگے بتونکو خواہ دم دیدینگے ہم

یہ نگاہِ دلربا اور یہ اداے جانستان
کسطرح تمکو نہ جان و دل بہم دینگے ہم

گر نہین رکھتے زمین پر پاؤن جب آؤ گے تم
فرش آنکھین کرنیکو زیر قدم دینگے ہم

بوالہوس کیا جان دیگا تمکو اے جانِ جہان
یہ ہمین ہین جو کہے جاتے ہین ہم دینگے ہم

سر اُٹھائینگے جو ثروت تو باقبال حضور
دشمنون کا سر تہ تیغ دو دم دینگے ہم

جب کہا ہمنے نہین دل اے صنم دینگے ہم
تھر ہے بولے کہو کھا کر قسم دینگے ہم

کہتے ہین آ جائیگا تیرا جنازہ گر نظر
سنتے تا ال چلکے کاندہا دو قدم دینگے ہم

اور تہوڑی رات ہے باقی نہ گہبرا اے قمر
گہر کے جانیکی اجازت صبحدم دینگے ہم

دل ہمارا ہے کسیکا ہمین کیا ہے اختیار
لاکھ مین کہدین کہ ہان دینگے ہم دینگے ہم

کہتے ہین ہرگز نہ گہبرانا ہمارے ہجر مین
دل لگے بہلانیکو تیرے درد و غم دینگے ہم

شکل زیبا اب تو دکھلا دے خدا کیواسطے
ورنہ اس حسرت مین اوبت اپنا دم دینگے ہم

فایدہ کیا گریہ و زاری سے بس وہ دل چکے
جان بہی رو رو کے گراے چشم نم دینگے ہم

حضرتِ دل سے نہایت تنگ ہین ہم آجکل
مفت بہی لو گے تو تمکو اے صنم دینگے ہم

دین و ایمان و دل و جان ہین اسی دن کیلئے
تو جو مانگے گا ترے سر کی قسم دینگے ہم

ہنس کے فرماتے ہین گو کچھ حق نہین ثروت ترا
بوسہ مانگیگا تو ازراہِ کرم دینگے ہم

میرے پہلو مین جو وہ رشکِ قمر ہی اسدم
اُسکے جلوے سے منور مرا گہر ہے اسدم

بیحجابانہ گلے سے مرے لگ جاؤ ذرا
کس کا ایجان تمہین خوف و خطر ہے اسدم

مژدۂ وصل کوئی اُسکا سنا دے مجکو
حال فرقت مین مرا نوع دگر ہے اسدم

بوسۂ سیبِ ذقن دے ہمین ای رشک مسیح
لب پہ آئی ہوئی یہ جان مگر ہے اسدم

اشک کیون بہتے ہین کیون آہ وفغان ہے لب پر
مرگ اغیار کی کیا آئی خبر ہے اسدم

سرد ہو جائین جو دشمن تو عجب کیا ثروت
اُنکے آنیکی یہان گرم خبر ہے اسدم

شب کم ہے بہت وصل مین جھگڑا نکرو تم
للہ شبِ وصل تو روٹھا نکرو تم

سوتے ہوے فتنے کو جگانا نہین اچھا
پازیب کی جھنکار سنایا نکرو تم

اس کہنے کے قربان اُسی نازسے ہنسکر
پھر کہنا ہمین پیار سے دیکھا نکرو تم

ہوجاے لڑائی نہ کسی سے مجھے ڈر ہے
دشمن سے بہت آنکھ لڑایا نکرو تم

دیکھو نہ اُٹھین بیٹھے بٹھائے کہین فتنے
پہلو مین رقیبون کو بٹھایا نکرو تم

اغیار سے ہنس ہنسکے مری جان سر محفل
یون عاشقِ مضطر کو رولایا نکرو تم

ہان پیار کی آنکھون سے محبت کی نظر ہو
غصے سے ہمین آنکھین دکھایا نکرو تم

یون سیتلے حیا کے نہ بنو آج تم ایجان
عاشق سے شبِ وصل مین پردا نکرو تم

ہم جانتے ہین خاک نہین دل مین محبت
منہ دیکھے کی الفت تو جتایا نکرو تم

پاس اُنکے مین روتا جو گیا ہنسکے وہ بولے
طوفان یہان نوح کا برپا نکرو تم

انصاف کرو دل مین یہ کیا رسم ہے اُلٹی
ثروت تمہین چاہے اُسے چاہا نکرو تم

ساقیا بھر دے لگالین منہ سی پیمانے کو ہم
دینگے جی بھر کر دعائین تیرے میخانہ کو ہم

یہ جبین سے ہے شانہ بنا کر اس دلِ صد چاک کا
بھیجدین اُس کاکلِ پیچان کے سلجھانیکو ہم

ہم یہ جو صدمے گذرتے ہین نپوچھو جانِ جان
جان جانا جانتے ہین دل لگے آجانیکو ہم

کیا غضب ہے غیر تو زلفین چہوے ہم ہون اسیر
جرم سر زد ہو کسی سے ہون سزا پانیکو ہم

بے ترے دیکہے نہ آئیگا یہ ہرگز ہوش مین
دیکہہ آسے آج جا کر تیرے دیوانیکو ہم

ہم تو سمجہے دل سمجہتا ہی نہین کہنا ترا
کس طرح سمجہائین ناصح ایسے دیوانیکو ہم

وصل مین بہی ہے یہ اک دلکے ستانیکا طریق
جانتے ہین خوب ظالم تیرے شرمانیکو ہم

دلمین باندہے رہتے ہین اُس بت کے جلویکا خیال
رکہتے ہین روشن ہمیشہ اپنے کاشانیکو ہم

دلکی دہڑکن کا بُرا ہو ہو گیا اُٹہنا محال
مستعد بیٹہے تہے اے ثروت وہان جانیکو ہم

کہو گیا دل کہان خدا معلوم
تمکو ہے اے بت وفا معلوم

جب کہا مین نے تمپہ مرتا ہون
ہنسکے کہنے لگے وہ کیا معلوم

دل لگایا تہا دل لگی کے لئے
یون ستاؤگے تم نہ تہا معلوم

دل ترا بہی کسی پہ آجائے
پہر ہو تجکو بہی ناصحا معلوم

دلِ مضطر پہ ہاتہ رکہکے کہا
کچہہ ہوا تمکو فائدہ معلوم

ہوتی ہے وصل سے دلکو راحت ضرور
حال تمکو نہین مرا معلوم

جب ملیگا نہ باوفا ہم سا
تب تجہے ہوگا بیوفا معلوم

نہ ملو دیکہو اوس سے حضرتِ دل
وہ تو ہوتا ہے بیوفا معلوم

کیا چہپاتے ہو میری جان مجہسے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

نہ چہپا رازِ عشق اے ثروت
میری صورت سے ہو گیا معلوم

ردیف حرف نون

شبِ وصلت تو گھونگھٹ روے انور سے اُٹھا بیٹھین
جو آئے ہین تو شرماتے ہین کیون کھلکر ذرا بیٹھین

نکلکر گھر سے وہ کیون بزم مین دشمن کے جا بیٹھین
مرے دلمین سما جائین مری آنکھون مین آ بیٹھین

ہزارون وار ہوتے ہین نگاہ شوخ کے ہمپر
ہزارون چٹکیان لیتے ہین اونکے پاس کیا بیٹھین

سنبھال کس لئے تلوار کیا دل مین ہے کہیے تو
اگر ہو امتحان منظور ہم گردن جھکا بیٹھین

لگائین داغ ہم اپنی وفا کو بے وفا بن کر
ترے ملنے سے کیونکر ہاتھ او ظالم اُٹھا بیٹھین

اُٹھا دیتا ہے جب ہر بار تو دشمن کے کہنے سے
اب اُسکے در پہ بیٹھین گے ترے کوچے مین کیا بیٹھین

ستانا ان حسینونکا نہین اچھا ہے اے ثروت
کہین ایسا نہو تم سے قسم ملنے کی کھا بیٹھین

کیون تیر یار تیری توجہ ادہر نہین
اب بہی کھو گئے آہ مین تیری اثر نہین
ہان ہان سنا سنا نہین آ گی کہین سحر تم

پہلو مین دل نہین کہ ہمارے جگر نہین
بیچین دل نہین کہ پریشان نظر نہین
یہ بہی ہے جھوٹ آپ پسینے مین تر نہین

گھبرا کے بوسے مینے جو رکھی گلے پہ تیغ
باز آ خدا کیواسطے بے موت مر نہین

دل خون ہو کے بہہ گیا مدت کا ہمنشین
اشکون سے لال اب وہ مری چشم تر نہین

ناحق گھمنڈ تمکو ہے اپنی نگاہ پر
اُسکی لگاوٹون پہ تمہاری نظر نہین

ہون مبتلائے لذتِ انکار اس قدر
سنتا ہون بار بار انہین چھیڑ کر نہین

بجلی تڑپ رہی ہے گھٹامین یہ بار بار
گھونگھٹ مین بیقرار تمہاری نظر نہین

کیا ہو گیا وہ ثروت دیدار اسے بتو
مدت ہوئی کہ حال سے اُسکے خبر نہین

ستمِ یار کا اظہار کرون یا نکرون
نالے دل کھولکے دو چار کرون یا نکرون

نہ وہ پاس آتا ہے میری نہ بلاتا ہی مجھے
شکوۂ فرقتِ دلدار کرون یا نکرون

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا
اب کہو مین گلۂ یار کرون یا نکرون

دل تو سو جان سی ہے اُسکی اداؤن پہ فدا
آنکھ کہتی ہے کہ مین پیار کرون یا نکرون

چاہ کے نام سے تجھکو تو ہی نفرت ظالم
تری تصویر کو بھی پیار کرون یا نکرون

اپنی محفل مین تو آنے نہین دیتے مجکو
کہدو نالے پس دیوار کرون یا نکرون

صبح ہوتے ہی سے چلے جاینگے اٹھکر ایدل
تو بتا مین انہین بیدار کرون یا نکرون

غیر سے چاہ بھی ہے پیار بھی ہے لطف بھی ہے
شکوہ تیرا مین دل آزار کرون یا نکرون

عشق اک پردہ نشین کا ہے مرے دل مین نہان
کہو ثروت اسے اظہار کرون یا نکرون

تجھسے بھی تو محو ادا دیکھتے ہین
ہم اپنا سا نقشا ترا دیکھتے ہین

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین
دکھاتا ہے جو کچھ خدا دیکھتے ہین

ستانیکے انداز ہر دم جدا ہین | نئی روز طرز جفا دیکھتے ہین
نہ آیا تری طرح پیغامبر بھی | خدائی کو ہم بے وفا دیکھتے ہین
تمہین آئینوالون سے فرصت کہان ہی | کہ دن رات تانتا لگا دیکھتے ہین
وہ زلفون سے اپنی اُلجھتے ہین پہرون | اُنہین خود اُنہین سے خفا دیکھتے ہین
چلے آئین وہ آج بیچین ہو کر | اثر تیرا آہِ رسا دیکھتے ہین
ندامت ہے کس بات کی وصلکی شب | پسینے مین ڈوبی قبا دیکھتے ہین
یہ موجِ تبسم کا احسان ہے ہمپر | کنول اپنے دلکا کھلا دیکھتے ہین
جھجکتے ہین آتے ہوے پاس میرے | بہت غور سے منہ مرا دیکھتے ہین
وہ چلمن سے جلوہ دکھانے لگے ہین | اثر تجھہ مین اب اے دعا دیکھتے ہین

بنائی یہ گت کسکی الفت مین ثروت
براحال مردِ خدا دیکھتے ہین

مژۂ یار کیا نظر مین نہین | کیون کھٹک اب دل و جگر مین نہین
خبرِ مرگ غیر سنکے کہا | ہیچ زرا سا بھی اس خبر مین نہین
وعدۂ وصل پر وہ آجائین | ایسا دن میری عمر بھر مین نہین
کس سے پوچھون مین راہِ ملک عدم | جان بھی ساتھہ اس سفر مین نہین
سانچے مین ڈہل رہے ہین یہ موتی | قطرۂ اشک چشم تر مین نہین
قتل کرنے وہ آج آتے ہین | جنکے تلوار بھی کمر مین نہین
تیغ ابرو سے قتل کر قاتل | نیمچہ گر تری کمر مین نہین
کیا سمجھے اب لگی مرے دلکی | چار آنسو بھی چشمِ تر مین نہین

آرہا ہے کوئی عیادت کو
مٹیں وہ درد کی جگر مین نہین

دیکھون کیونکر مین اونکو بے پردہ
تاب دیدار بھی نظر مین نہین

مین نے آواز دی تو ہنسکے کہا
کوئی کہدے کہ وہ تو گھر مین نہین

کیا کرون مین ترے سوا ظالم
کوئی جچتا مری نظر مین نہین

شام ہی سے پکارے ہے یہ پچھی
آج جوبن یہ رات بھر مین نہین

کس پتے سے کوی تجھے ڈہونڈہے
نقش پا بھی تو رہگذر مین نہین

میرے پہلو سے کیا ہوا ثبوت
دل اگر انکی زلفِ تر مین نہین

کشش پیدا ہے جسکے بانکپن مین
وہی ہے ایک ساری انجمن مین

حیا آنکھون مین ڈر سی جا چھپی ہے
شرارت تھرکی ہے بانکپن مین

کہے دیتی ہین اونکی نیچی نظرین
چھپائے دل ہین زلفِ پرشکن مین

اڑائی ہین تمہاری گھاتین اُسنے
کہان یہ بات تھی چرخِ کہن مین

بناوٹ ہے ستم کی سادگی ہین
غضب کی سادگی ہر بانکپن مین

زمانا یاد ہے تم کو ہمارا
ہمین ہم تھے تمہاری انجمن مین

وہ آئے ہین شبِ وعدہ یہ کہتے
کمی اب تو ہوئی دلکی جلن مین

اسی سے غیر سے وعدہ کیا ہے
نہ ہو جھوٹی زبان میرے دہن مین

شرارے یہ نہین اے شمع محفل
ہین پروانون کے دل تیری لگن مین

بہت اغیار وان کہو سے گئے ہین
بنے بیٹھے ہین بت سے انجمن مین

تسلی ہوگئی دل کو ہمارے
کن آنکھون سے جو دیکھا انجمن مین

یہ کہتا ہے مرا شوقِ تصور
چلو ہو آئین انکی انجمن مین

نگہ نیچی کیے بیٹھے ہین چپ چپ
زبان گویا نہین اسدم دہن مین

گلے لگ کر کسی گل سے ہو آئے
ہے خوشبو آج ثروت پیرہن مین

ہجر کی شب ہمین قرار نہین
کیا کرین تجھپہ اختیار نہین

دلکو اب تابِ انتظار نہین
ختم ہوتا ترا سنگھار نہین

ہان نمانونگا بے لیے بوسہ
تم کہے جاؤ بار بار نہین

ہین پریشان سب مرے غم مین
زلف کیا تیری سوگوار نہین

وعدہ کرتے ہین وہ قسم کہا کر
کیا کرون مجکو اعتبار نہین

داغ مرجہا گئے مرے دلکے
اس چمن کی وہ اب بہار نہین

جان دین اہل عشق کس کس پر
ستمون کا ترے شمار نہین

ہجر جانان ہے اور ہم ثروت
کوی مونس نہین ہے یار نہین

نپوچھو جو تمہارے عاشقِ ناکام کرتے ہین
سحر سے نالہ وآہ وفغان تاشام کرتے ہین

تمہارے ظلم اٹہا کر عاشقون مین نام کرتے ہین
سرِ آغاز نے اندیشۂ انجام کرتے ہین

ملو سیدہی طرح مجسے تو رسوای جہان کیون ہو
تمہارے ناز ہی صاحب تمہین بدنام کرتے ہین

نگاہِ مست ساقی دیکہکر جب مست ہوتے ہین
عجب کچہ میکدہ مین سیر مے آشام کرتے ہین

نہ چھوڑونگا محبت یار کی انکی نصیحت سے
عبث یہ حضرتِ ناصح خیالِ خام کرتے ہین

مطلع

بہروسا زیست کا کیا میری کیون ابرام کرتے ہین
اگر آنا ہے دن سر آئین ناحق شام کرتے ہین

بدی کرتے نہین رندونکی واعظ اُنکی غیبت مین
اس اپنے جبہ و دستار کو بدنام کرتے ہین

کیا شکوہ جفاؤنکا جو مین نے یار سی رو کر
کہا ہنسکر کہ مجکو آپ کیون بدنام کرتے ہین

بلا نازل ہمارے دل پہ ساری رات ہوتی ہی
خیال اون گیسوؤن کا ہم جو وقتِ شام کرتے ہین

مبارک بندہ ہو اے حضرتِ دل مرو آخر بین
جو کچھ کرتے ہین دانا سوچکر انجام کرتے ہین

یہ بت تیغ نگہ سے اے کیا کیا کام کرتے ہین
جدہر جاتے ہین خون راحت و آرام کرتے ہین

گلے مین ڈالکر زنار جاتے ہین وہان عاشق
اسی صورت سے یہ ثروت بتونکو رام کرتے ہین

گر کہیے تمکو پاسِ محبت ذرا نہین
تو کہتے ہین کسیکو نہین ہمکو کیا نہین

اس ظلم پر بہی تمسے مجہے کچھ گلا نہین
پہر بہی کبہی کہو گے کہ تو باوفا نہین

پوچھا جو مین نے دل مرا لوگے کہا کہ ہان
سینے کہا کہ بوسہ ملیگا کہا نہین

تم آؤ یا نہ آؤ بلا سے ہمین بہی اب
مطلب نہین غرض نہین کچھ مدعا نہین

ملتے ہین دشمنو نسے مگر مجہسے کہتے ہین
تیرے سوا کسی سے مجہے واسطا نہین

خود گالیان سنائین مجہے خود بگڑ گئے
مین نے تو کچھ زبان سے اپنی کہا نہین

اس نازنین کا عرش پہ کیونکر نہ ہو دماغ
چلتا ہے اور زمین پہ کوئی نقشِ پا نہین

معشوق ہین بہت بتِ بیداد گر مگر
عاشق پہ اسطرح یون کوئی کرتا جفا نہین

مین پاؤن پر گرا تو کہا اُسنے ناز سے
ثروت مین تیرے سر کی قسم کچھ خفا نہین

ہر گہڑی اضطراب ہے دلمین
وہی خانہ خراب ہے دل مین

ہر طرف میکشون کا مجمع ہے
کیسا زاہد کباب ہے دل مین

ہجر مین آپکے خدا کی قسم
نہ تو طاقت نہ تاب ہے دل مین

شیخ بہی اُسکو پیار کرنیلگے
بوسے وہ بیحساب کر کے ستم
روئے جاناں کی یاد اسمین نہین

ابہی جوشِ شباب ہے دل مین
خوفِ روزِ حساب ہے دل مین
جلوۂ ماہتاب ہے دل مین

آئے کیونکر خوشی یہان ثروت
عشق خانہ خراب ہے دل مین

جانیکا قصدیار کے گھر کچہہ مرا نہین
ملجائیگا سراغ جدہر کو وہ جائینگے
بولے وہ وصل مین مجہے کہتا تہا سنگدل
مر کر بہی تو نہ جائیگا دلسے مرا خیال
خاموش کیون ہو حضرتِ دل نالے کیجیے
آ آ گیا مزا اُنہین اصرارِ وصل پر

پر کیا کرون کہ دل تو مرا مانتا نہین
کیا اُنکے نقشِ پا مجہے دینگے پتا نہین
ظالم تو اپنی سنگدلی دیکہتا نہین
معلوم ہے کہ روحکو میری فنا نہین
یہ جاگنا ہے ہجر کا کچہہ رتجگا نہین
کہتے ہین پہر کہو ابہی ہمنے سنا نہین

ثروت کے دلکو دیکہ کر کہتے ہین ہنسکے وہ
کیون یہ بہی کیا تمہارا کہا مانتا نہین

آپ غیرونکو منہ لگاتے ہین
دل ہے جوڑہین یا گلاب کا پہول
شب کی باتین جو یاد آئی ہین
میری صورت کو دیکہکر دمِ قتل
بےسبب کچہہ ہنسی نہین میری
جب سے دیکہا ہے ابرائے واعظ

اور پہر ہمکو منہ دکہاتے ہین
کیون وہ پہولی نہین سماتے ہین
رو دیتے ہین چہپ جاتے ہین
ہاتہ قاتل کے تہرتہراتے ہین
دلمین بیٹہے وہ گدگداتے ہین
پاؤن توبہ کے لڑکہڑاتے ہین

مر گئے پر بھی ہمکو چین نہین
اور بھی اب وہ یاد آتے ہین

آہی جائینگے وہ کبھی ثروت
آپ کیون ایسے تلملاتے ہین

مسکرا کر دلِ نالان کو جلا دیتے ہین
ہے غضب آگ وہ پانی مین لگا دیتے ہین

کشتۂ ہجر کو فی الفور جلا دیتے ہین
زلف شکین جو دم نزع سونگھا دیتے ہین

بدزبانی کا وہ جب رنگ جما دیتے ہین
ایک کہتا ہون تو سو مجکو سنا دیتے ہین

باندہ کر زلف مین لٹکاتے ہین دلکو میرے
بیخطا اسکو وہ پھانسی کی سزا دیتے ہین

کہتے ہین وہ تجھے گھر اپنے بلاؤن کیونکر
تیرے نالے تو مرے ہوش اڑا دیتے ہین

آتے ہی گھر مرے کہتا ہے کہ لو جاتا ہون
یہی انداز تو ظالم کے مزا دیتے ہین

پوچھتے کیا ہو کہ ہے کیسی طبیعت ثروت
جیتے ہین آپ کو ایجان دعا دیتے ہین

وہ خوبی ہے مرے گل پیرہن مین
کہ چرچے جسکے ہوتے ہین چمن مین

وہی کہتے ہو جو کہتا ہے دشمن
زبان کیا اسکی رکھہ لی ہے دہن مین

نہین آسان جوئے شیر لانا
پڑا رعشہ ہے دستِ کوہکن مین

کئے جاتے ہین وہ گرمی پہ گرمی
کمی ہو کیا مرے دلکی جلن مین

ندیکھو آئینہ للہ دیکھو
نہ یکتائی رہیگی بانکپن مین

مین کشتہ ہون کسی گل پیرہن کا
لگاؤ عطر گل میرے کفن مین

نکل بھاگے دلِ وحشی تو کیا ہو
گرہ دو کسکے زلف پرشکن مین

مجھے آتے ہین بیٹھے بیٹھے چکر
مزا غربت کا ملتا ہے وطن مین

تمہین سے کیون مخاطب ہون وہ ثروت
انو کے کیا تمہین ہُوا انجمن مین

سوال وصل جو ہم اُن سے ایکبار کرین
نہین نہین وہ بگڑ کر ہزار بار کرین

گلہ یہ وعدہ خلافی کے وہ یہ کہتے ہین
ہماری بات کا کیون آپ اعتبار کرین

بتونکی سنگدلی اور جائیگی تو یہ
ہزار عجز کرین لاکھ انکسار کرین

نہین نہین تو دلا اونکی بات بات مین ہر
ہم اپنی جان کس امید پر نثار کرین

ہم اُسکے عشق سے ناصح نہ باز آئین گے
اگرچہ منع ہمین آپ لاکھ بار کرین

کہان نصیب ہے ایسا کہان مقدر ہے
گلے لگا کے جو ہم اُس پری کو پیار کرین

صفائی آپ سے دم بھر مین آج ہو جائے
حضور دل سے ذرا دور اگر غبار کرین

ہم اور شکوۂ وصلِ عدو کرین اونسے
یہ ہم سے ہو نہین سکتا کہ شرمسار کرین

بڑی خطا ہوئی حور آپکو جو مین سمجھا
قصور عفو مرا پھر کردگار کرین

وہ کہتے ہین جو ملا غیر سے تو خوب کیا
یہ ذکر مجھسے نہ اب آپ بار بار کرین

بہار عارضِ جانان جو دیکھ لین ثروت
ہم اپنے جیب و گریبان کو تار تار کرین

اک جگہ پر نہین ملتا بتِ خود کام کہین
صبح ملتا ہے کہین اور سرِ شام کہین

ہمنشین مین ہون کہین اور دلِ آرام کہین
کہیے کیا خاک ملیگا مجھے آرام کہین

لیچلے دل مرا آئے تھے عیادت کو مری
اپنے مطلب سے نہین چوکتے خود کام کہین

بات کیا ہے جو ملاتے نہین آنکھین مجھسے
وصل کا غیر نے بھیجا ہو نہ پیغام کہین

یہ سمجھلو کہ قیامت ہوئی پھر رندون پر
عین گردش مین اگر ڈوب گیا جام کہین

ماہ گردوں پہ نمایاں ہوا سب کہتے ہیں　　آ کے بیٹھا ہو شبکو وہ لب بام کہیں

وجد میں آ گئے اشجار چمن کیوں ثروت
سیر گلشن کو نہ آیا ہو وہ گلفام کہیں

کسی سے لو ہم لگا چکے ہیں چراغ ہستی بجھا چکے ہیں
نتیجہ الفت کا پا چکے ہیں کہ جان و دل تک جلا چکے ہیں
عدو کے کہنے میں آ چکے ہیں یہ بُت مجھے آزما چکے ہیں
مٹا چکے ہیں جلا چکے ہیں رولا چکے ہیں ستا چکے ہیں
کسی کی جان کو جلا چکے ہیں کسیکے دل کو ستا چکے ہیں
ہزاروں عاشق نبا چکے ہیں وہ لاکھوں فتنے اوٹھا چکے ہیں
نقاب منہ سے اٹھاؤ صاحب یہ کیسی ہے شرم آؤ صاحب
نہ ہم سے آنکھیں چراؤ صاحب کہ صدمۂ ہجر اٹھا چکے ہیں
کہاں انہیں خواب ہو میسر گزارتیں جو رات تارے گنکر
کھلے لگے آنکھہ اونکی کیونکر جو آنکھہ تمسے لگا چکے ہیں
وہی ہے عشق اور وہی محبت وہی ہے دلمیں تمہاری الفت
اگرچہ ہم آپکی بدولت ہزاروں ایذائیں پا چکے ہیں
نہ کیوں پھنسے مرغ دل ہمارا ہے دام اور دانہ سب مہیا
کہ خال عارض پہ آج اپنا وہ دام گیسو بچھا چکے ہیں
غبار دلمیں نہ رکھہ ستمگر ملا لے اب تو مکاں کے اندر
کہ تیرے کوچے کی خاک دلبر بہت دنوں ہم اڑا چکے ہیں

بتائین کیا اُس گھڑی کا عالم سنا تہا قاصد سی ہمنے جسدم
اب آئے کرتے ہوے وہ چھم چھم کہ مہندی سر پہ لگا چکے ہین

نہین ہے لکھنے کا کچھہ نتیجا زبانی سب اُنسے حال کہنا
پڑہین سے گے قاصد نہ خط وہ میرا رقیب اُنکو پڑہا چکے ہین

ہو جنکے تیر نگہ کے گہائل ہو جنکی تیغ ادا کے بسمل
فدا ہو تم جن پہ حضرتِ دل وہ اور سے دل لگا چکے ہین

شبِ وصال اب کرو نہ جھگڑا سحر نہو جائے ڈر ہے اسکا
یہ روٹھنا بار بار کیسا ابھی تو تمکو منا چکے ہین

کہا جو اُس بت سے حال دلکا غضب ہی تیوری چڑہا کے بولا
کہ کیا کہی بات کا ہے کہنا یہ قصہ ہم سن سنا چکے ہین

کلامِ شیرین مین اپنے ثروت بہری ہے کیا کوٹ کر لطافت
نہین ہے کم اشتیاقِ خلقت غزل بھی گو ہم سنا چکے ہین

جھوٹ ہی غیر سے الفت وہ کہان رکھتے ہین
اُسنے کیون حضرتِ دل ایسا گمان رکھتے ہین

غیر کیا چیز ہے گردون کو جلا دین دم مین
دل مین وہ آگ ترے سوختہ جان رکھتے ہین

چال چلتے ہین قیامت کی بتانِ خوش قد
حشر ہوتا ہے بپا پاؤن جہان رکھتے ہین

کیا مری نعش کو ٹھکراتے ہین ہو لین پس سی
آپ ابتک مری جینے کا گمان رکھتے ہین

کہتے ہین جھوٹ ہے سب دعوی مہر و الفت
جاننے والون پہ اپنے یہ گمان رکھتے ہین

کیون نہو تجھہ پہ دل و جانسے خلایق صدقے
یہ ادا حور و پریزاد کہان رکھتے ہین

بے زبان بنتے ہین گرمانگیے بوسہ اُنسے
گالیان دینے کو ہان منہ مین زبان رکھتے ہین

جو خریدار ہین سودائے محبت کے ترے
ہوسِ سود نہ کچھ خوفِ زیان رکھتے ہین

اِس کو پُر داغ جو رکھتے ہین تو اُسکو افگار
جگر و دل مین ہم الفت کا نشان رکھتے ہین

گالیان اونکی سنے جائین کہانتک ثروت
بیزبان ہم بہی نہین منہ مین زبان رکھتے ہین

بغیر اُنکے فغان ہم صبح سے تا شام کرتے ہین
وہ خلوتخانۂ اغیار مین آرام کرتے ہین

نہ ہمکو دربدر بہٹکا پڑا رہنے دے اُس در پر
بہلا کیا ہم ترا اے گردشِ ایام کرتے ہین

نہ لکہنے پر جوابِ خط کے جسکو ہمنے چھوڑا تہا
پہر اُس بت سے شروعِ نامہ و پیغام کرتے ہین

موے اپنی قضا سے ہم ہر اس مین کیا قصور اُنکا
ہمارے سوگوار اُنکو عبث بدنام کرتے ہین

لگا یا وصلکی شب مین سے نے ہاتہ اُنکو تو فرمایا
نچھیڑو نیند آتی ہے ہمین آرام کرتے ہین

ہزارون مر گئے ایسے نہین جنسے کوئی واقف
جو اُسکے نام پر مٹتے ہین وہ گمنام کرتے ہین

جو کہتا ہون بدولت آپکے اس حال کو پہونچا
تو فرماتے ہین مجکو آپ کیون بدنام کرتے ہین

گریبان چاک کرنے پر ہماری طعنہ زن کیون ہو
یہ اک پردہ ہے جسمین ہم تمہارا نام کرتے ہین

بڑہی ہے چشمِ بد دور اتنو ایسی مشق سفاکی
نظر وہ جس طرف کرتے ہین قتلِ عام کرتے ہین

گلون کو بلبلِ شیدا بنا لیتے ہین حیرت ہے
جو گلگشتِ گلستان جا کے یہ گلفام کرتے ہین

نہ نکلی گی زبان سے بات بہی اُس شوخ کے آگے
عبث یہ حضرتِ ناصح خیالِ خام کرتے ہین

وہی لے جو بڑے ہے غمزہ ہو یا شوخی ہو یا عشوہ
دلِ شیدا کا ثروت اپنے ہم نیلام کرتے ہین

اب ایسے مرے کہنے مین وہ آئی ہوئے ہین
اغیار سے ملنے کی قسم کہائی ہوئے ہین

وہ ایسے پریشان ہین مرے نالونکو سنکر
دل تہامے ہوئے پہرتے ہین گہبرائے ہوئے ہین

ارمان مرے کیا خاک نکالینگے شبِ وصل
منہ پھیرے ہوئے بیٹھے ہین شرمای ہوئے ہین

آئے تو ہین وعدہ پہ مگر حال ہے ایسا
منہ زرد ہے لب خشک ہین گھبرائے ہوئے ہین

ظالم ہین محبت نہ مروت نہ وفا ہے
دل دیکے بہت ہم اوسی پچتای ہوئے ہین

ملنے کو گیا اونسے تو گھر مین سے وہ بولے
فرصت نہین اک دوست یہان آئی ہوئے ہین

ہوتے ہین مجھے دیکھتے ہی آگ بگولا
کچھ ایسے وہ اغیار کے بھڑکائی ہوئے ہین

کیون آج مزاج آپکا ثروت نہین ملتا
کیا عطر ملا اوسنے جو اترائے ہوئے ہین

نپاؤگے مریجان ایک بہی مجھسا ہزارونمین
نظیر اپنا نہین رکھتا تمہاری جان نثارونمین

بہت گنتے ہین اپنے آپکو پرہیزگارونمین
مزہ ہو شیخ صاحب آپ نہین گر بادہ خوارونمین

یہ مانا مین نے تمکو غیر سے الفت نہین لیکن
ہوا کرتی ہین ہر دم اونسے کیا باتین اشارونمین

وہ کہتے ہین کہ ہم دل لیکے بوسہ آپکو دینگے
غضب ہے کیا ہم ایسے ہو گئے بے اعتبارونمین

قیامت ہے ترا ٹہوکر لگا کر ناز سے چلنا
سبہی مردے تہے جی اٹہین کہین مردی مزارونمین

ادا سے پھیر کر منہ مسکرا کر دیکھ لو ہمکو
کھڑے ہین ہم نگاہِ ناز کے امیدوارونمین

کرے کسپر بھروسا کوئی اب تو وہ زمانہ ہے
نہ دلداری ہے دلدارونمین یاری ہے نہ یارونمین

کرینگے یاد کیون مجکو کہین گے مجھسے کیون مطلب
ہوے اغیار اب انکے ایدل غمگسارونمین

ہمارے سامنے سرگوشی اوس سے ہوتی ہے ثروت
خدا کی شان اب دشمن ہے اونکے رازدارونمین

ردیف حرف واو

ذرا افسانہ مجھے ہجر کا سنانے دو
وہ پھر کہین تو مین جانون اسے نہ آنے دو

حسین نزع مین بھی چھوڑتے نہین مجکو
ہین پائینتی جو مرے چار تو سرہانے دو

چھپاؤ منہ نہ ڈوپٹے مین وصلکی شب ہے
خدا کو مانو ادہر آؤ شرم جانے دو

خدا کیواسطے مانو کہا عزادارو
اُسے نہ اشک مری نعش پر بہانے دو

رقیب اُسنے یہ کہتا ہے دیکھکر مجکو
یہ جالیا ہے بڑا تم اسے آنے دو

تمہارے ہو کے رہین وہ تو بات ہے ثروت
عدو جو بزم مین جاتا ہے اونکی جانے دو

عبث کہتے ہو ہر دم ہم یہ کوئی مبتلا کیون ہو
یہ حسن عالم افروز آپ کا جلوہ نما کیون ہو

خفا ہو زندگی سی اپنی جو اُس سی خفا کیون ہو
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسپر اے صاحب جفا کیون ہو

سمجھتا ہو جو بازی توڑنا عشاق کے دلکا
تم ایسے سنگدل کی حضرت دل مبتلا کیون ہو

قیامت ہے ہزارون گالیان دین سیکڑون طعنے
کہا مین نی جو اُسنے میری جان مجھسے خفا کیون ہو

شکایت کی جو مین نے بیوفای کی تو فرمایا
جو ایسا جانتا ہو وہ کسیکا مبتلا کیون ہو

گلی مین اونکی جائیگی ہوا کی سنو تمین اوڑکر
تری ممنون میری خاک اے باد صبا کیون ہو

جو میرا پیار کرنا ان بتونکو ناگوارا ہے
تو میرے سامنی پھر غمزہ و ناز و ادا کیون ہو

بلا کر ہم کو خلوت مین نہ کہیے یاد دشمن کو
جہان ہم اور تم دو ہون وہان تیسرا کیون ہو

کہون غیرونکو اچھا کیون نہ ثروت اونکی خاطر سے
بھلا انکو برا کہکر کوئی اونکا برا کیون ہو

ستم یار کا شکوہ نہ کرو
حضرت دل مجھے رسوا نہ کرو

ہے جو عیسے سے شفا ناممکن
تم علاج دل دیوانہ کرو

قبر پر عاشق جانباز کے تم
ساتھ اغیار کو لایا نہ کرو

ہو گئی شام یہین رہجا ؤ
گھر کے جانیکا ارادہ نہ کرو

دلِ شیدا ہے تمہارا مفتون
تم خیال اسکا کرو یا نہ کرو

دیکھہ خونِ دلِ عاشق ہوگا
مہندی ایجان لگایا نہ کرو

ابھی کٹ جائینگے لاکھونکے گلے
دیکھو ابروکا اشارا نہ کرو

دل وہل جائیگا اُسکا ثروت
دردِ دل اسکو سنایا نہ کرو

عاشق یہ کر رہا ہے جور و جفا بہت تو
یہ بیوفائی ظالم ہے بیوفا بہت تو

کھینچی جو آہ مین نے دل تہام کرکے بولے
اُف تو نے پہونک ڈالا ہے دلجلا بہت تو

آنکھین لڑا رہا ہے دشمن سے میرے آگے
بیحیائی ظالم ہے بیحیا بہت تو

چہوڑینگے کہول کرہی گستاخ ہاتھہ میرے
جہگڑالو ہے یہ ناناب دِ قبا بہت تو

اُٹھی نہ آنکھہ اونکی جب وصل مین تو شوخی
بولی نثار تجہپہ ہے زری حیا بہت تو

جانا سنبھل کر ایدل اس بزم مین وگرنہ
مارا پڑیگا ظالم ہے منچلا بہت تو

حسرت بہری نظر سے دیکھا جو مین نے بولے
کیا گھورتا ہے مجکو او بیحیا بہت تو

اُلجھن مین ہمکو ڈالا اُلجھا کے انکی زلفین
چل ہی بنا نہ باتین بس او ہوا بہت تو

بوسے لئے ہین شاید اُس زلفِ مشکبو کے
اتراتی پہر رہی ہے بادِ صبا بہت تو

حورون کے غم مین گہلکر یہ شکل ہوگئی ہے
اب کرنہ یاد اُنکی اے پارسا بہت تو

صدمہ اُٹھایا ایسا کیا ان بتون سے ثروت
کرتا ہے رات دن اب یادِ خدا بہت تو

پری تم ہو حسین تم ہو مہ کنعان مہ لقا تم ہو
مگر افسوس بس یہ ہے عدو کا مدعا تم ہو

عدو کی بزم مین تنہا نڈر ہو کر نہ جانا تم
ابھی کمسن بہت نام خدا اے مہ لقا تم ہو

سر بالین جو آجاؤ تو صحت مجکو ہو جائے
مرے دلکی تسلی ہو مرے دل کی دوا تم ہو

تمہاری بہولی صورت کی زمانہ قدر کرتا ہے
کسیکی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

نکل جائین دل بسمل کے ارمان وصل ہو جائے
مری حاجت ہی بر آئے اگر حاجت روا تم ہو

وہ میرا بوسۂ رخ باتون ہی باتون مین لے لینا
وہ کہنا اُسکا شرما کر بڑے ہی پُر دغا تم ہو

ہمین تو چھپ کے بزم غیر مین راتونکو جاتے ہین
بہت ہی متقی تم ہو بڑے ہی پارسا تم ہو

وہ دیدینا سمجھکر غیر مجکو بوسۂ عارض
پھر اُنکا جھیپ کر کہنا بڑا دہوکا ہوا تم ہو

ہم ان پر جان دیتے ہین تمکو پیار کرتا ہون
تمہاری آرزو دشمن ہین میرا مدعا تم ہو

خطا ساری ہماری ہے کہ کیون تم سے محبت کی
تمہاری کچھ نہین اسمین خطا ہان بے خطا تم ہو

زمانے کے حسینون مین تمہین بس ایک ہو صاحب
کوئی ثروت سے پوچھے اُسکے جی سے مہ لقا تم ہو

ردیف ہائے ہوز

وہ کہتے ہین کرنا نہ الفت زیادہ
کہین بڑھ نہ جائے عداوت زیادہ

وہ کرتے ہین مجھسے محبت زیادہ
مرے حال پر ہے عنایت زیادہ

ہے کیون غیر سے تمکو الفت زیادہ
کرونگا مین اُس سے اطاعت زیادہ

ہے اونکو عدو سے محبت زیادہ
نہ کیون ہو مجھے یاس و حسرت زیادہ

کہین جی نہ اُٹھے وہ اے رشک عیسے
نہ ٹھکراؤ عاشق کی تربت زیادہ

بگڑ جانیکا اُنکے دھڑکا لگا ہے
کرون جور کی کیا شکایت زیادہ

وہ کہتے ہین اچھا نہین روز ملنا
کہین ہو نہ جائے محبت زیادہ

کہان پائیگی وہ یہ محشر خرامی
بھلا تم سے ہوگی قیامت زیادہ

شب ہجر جو جو گذرتی ہے ہمدم
بگڑتی ہے میری طبیعت زیادہ

جو شبکو مقابل کیا مہ سے تمکو
تو نکلے تمہین خوبصورت زیادہ

ترقی پہ ہے سن کے ہمراہ شوخی
جوانی مین ہوگی شرارت زیادہ

مرے پاس سے اُٹھگئے ہوکے ناخوش
جو کی وصل مین مینے منت زیادہ

گلے پر رقیبون کے فرمایا مجھہ سے
بس اب کچھہ نہ کیجے شکایت زیادہ

وہ عرضِ تمنا پہ اُس گل کا کہنا
بگاڑو نہ بس اپنی نیت زیادہ

مری بزم مین آج آیا ہے وہ گل
نہ کیون ہو رقیبون کو کلفت زیادہ

مزا دیگئی اونکو الفت کچھہ ایسی
وہ کرنے لگے ہین محبت زیادہ

ملے دولتِ دید اُس حور وش کی
نہین ہمکو درکار ثروت زیادہ

بتاؤن کیا تجھے مین ناصحا ہون اُسکا دیوانہ
یہ دل ہے جسکے جلوی کے تصور سے پریخانہ

پلادے آج جو جی بھر کے ساقی اپنے رندونکو
ترے میخانہ کی ہو خیر بھر دے اُنکا پیمانہ

نکلتا ہے دم اُسپر میرا اسپر جان جاتی ہے
ادا بانکی ہے جسکی شوخ چتون چال مستانہ

محبت اُٹھگئی دنیا سے اب یہ وہ زمانہ ہے
نہ غمخوارونمین غمخواری نہ یارونمین ہے یارانہ

نہ کیون دیوانگی پر اپنے مین قربان ہو جاؤن
وہ مجکو دیکھکر کہتے ہین میرا ہے یہ دیوانہ

نظر شاید لگی ہے حضرت زاہد کی ای ساقی
نظر آتا ہے خالی مے سے جو ہر ایک پیمانہ

نہ زلفین اسقدر اُلجھین نہ یون بگڑو بناؤ مین
دلِ صدچاک کا میرے بنالو تم اگر شانہ

رقیب روسیہ سے گرمجوشی کرکے تم ہر دم
سر محفل جلاتے ہو مجھے کیون مثل پروانہ

پریزادان عالم کی زبس رہتی ہی یاد اسمین
ہمارا خانۂ دل بن گیا ہے اک پریخانہ

بکھرنا خال عارض پر غضب ہی تیری گیسو کا
پھنسے کیونکر نہ مرغِ دل جو ہو یہ دام یہ دانہ

ہر ایک شعر اسکا سنکر وجد آتا ہی ہمین ثروت
غزل تمنے سنائی مرحبا کیا خوب مستانہ

ردیف یاے تحتانی

اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی
صورت دکھائی ہم کو تمہارے شباب کی

سیخ کباب آتشِ غم نے ہمین کیا
ملتی ہے شکل دل سی ہمارے کباب کی

گردون نے دیکھکر تری عارض کو یون کہا
وقعت ہے اسکے سامنے کیا ماہتاب کی

دیکھا تھا صبح اُٹھکر رقیبون کا ہمنے منہ
معلوم وجہ ہوگئی اونکے عتاب کی

امید مغفرت کی ہو کس طرح ہمین
الفت بھری ہے دل مین رسالتماب کی

ثروت کو نسخۂ عرقِ یار سے ہے کام
خواہش نہین ہے نکہتِ عطرِ گلاب کی

ناقوس صفت نالہ و فریاد کرین گے
اُس بت کی اداؤن کو جو ہم یاد کرینگے

کاٹی ہین مصیبت کی تری ہجر مین راتین
ہم کیا صفتِ تیشۂ فرہاد کرینگے

جب کوئی ستمکش نہ ملیگا اُنہین ہمدم
اُسدن مری الفت کو بہت یاد کرینگے

کیون صید کی ہو طائر دل کی تجھے تکلیف
خود اُسکو حوالے ترے صیاد کرینگے

کیا خاک بچینگے یہ اسیرانِ محبت
گر اپنی غلامی سے وہ آزاد کرینگے

ہمدم مرا دل اور یہ بت ہاتھ مین لینگے — کیا رحم مرے حال پہ جلاد کرینگے
مجنون ہین ترے عشق مین اے غیرت لیلے — اب ہم کسی ویرانے کو آباد کرینگے

یاد آئیگی اُس روز تمہاری اُنہین ثروت
جب کوئی نیا ظلم وہ ایجاد کرینگے

وہ جو راضی ہون ہمارے پاس آنیکے لئے — ہم ہین حاضر راہ مین آنکھین بچھانیکے لئے
حالِ دل ہم اُنسے کہتے ہین تو فرماتے ہین وہ — جھوٹی باتین ہین یہ سب میرے سنانیکے لئے
وان سے آئین تو کرتے ہو بہت لیت و لعل — ہوگئے تیار فوراً یان سے جانیکے لئے
عشوہ و ناز و ادا و غمزہ و جور و جفا — سب یہ گھاتین اونکی ہین عاشق بنانیکے لئے
گرم رکھکر رات بھر غیرونسے صحبت صبحدم — مسکراتے آئے یان میرے جلانیکے لئے
آپ تو محفل مین بیٹھے شمع بنکر رات کو — وان بلایا مجھکو پروانہ بنانیکے لئے
غش پہ غش آیا مجھے اُسنے کہا جب نازسے — لخلخہ لانا ذرا انکے سونگھانیکے لئے

دیکھئے کیا کیا پریشانی ہو ثروت کو نصیب
بال اُس کافر نے کھولے ہین نہانیکے لئے

فتنہ گر قد کی طرح نرگسِ دلدار بھی ہے — میرے ایمان کی دشمن یہ سیہ کاری ہے
حسن ہی صرف نہین ہر دل و دین کا دشمن — اونکا انداز بھی گفتار بھی رفتار بھی ہے
واہ کیا کہنا ہے اس آنکھ پہ نازان ہو تم — کہ جو مخمور بھی بدمست بھی بیمار بھی ہے
اے مسیحائے زمان جلد خبر لے میری — دل ہی پر سوز نہین کچھ جگر افگار بھی ہے
جس جگہ یار ہو وان غیر نہو کیا معنی — سچ ہے جس باغ مین ہے پھول وہان خار بھی ہے
اب مرے قتل سے انکار کروگے کیون کر — مین بھی ہون تم بھی ہو اور ہاتھ مین تلوار بھی ہے

ہوش اُڑائے نگہ یار نے دنیا بھر کے	سب ہین اس بزم مین بیخود کوئی ہشیار بھی ہے
اُسکی ظاہر کی محبت پہ نجانا اے دل	ہم کہے دیتے ہین وہ شوخ دل آزار بھی ہے

دل ہیلا اُس سے کہان جائیگا بچکر ثروت
کہ وہ ظالم ہی ہر نٹ کھٹ بھی ہے عیار بھی ہے

یہ تیری لو نہین ہے ستمگر لگی ہوئی	ہے تن بدن مین آگ سراسر لگی ہوئی
اُسکی نہین نہین سے نہین ہو نہین ناامید	آس اُسکے وصل کی ہے برابر لگی ہوئی
کیا ہووے بن کر پوچھتے ہین وہ کہو تو کچھہ	دل بیقرار کرتی ہے کیونکر لگی ہوئی
وعدہ کیا ہے رات کے آنے کا یار نے	ہے آنکھہ ابھی سے اپنی سُو در لگی ہوئی
مانیگا بات اہل محبت کی کیا وہ بت	کافر کے دل پہ مُہر ہے یکسر لگی ہوئی
اے شیخ ترک مے کوئی آسان نہین ہی کام	کیا کیجئے ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

شاید ہے آج قتل کسی بیگناہ کا
ثروت ہے بھیڑ یار کے در پر لگی ہوئی

جب جبے او مہر لقا تجھہ پہ طبیعت آئی	مثل شبنم کے مری جان پہ آفت آئی
وصل مین یاد جو مجھکو شب فرقت آئی	سانس ہمدم مرے سینے مین بدقت آئی
بہر گلگشت گلستان جو گیا وہ خوش قد	بولی شمشاد سے قمری کہ قیامت آئی
جسقدر آپکو غرا ہے ہو وہ سب زیبا ہے	آپکے حصے مین ہر حسن کی دولت آئی
عاشق رخ کو تری زلف کا سودا اوچھلا	یہ مصیبت پہ نئی اور مصیبت آئی
چھو لیا زلف کو اونکی تو بگڑ کر بولے	یہ سمجھہ لیجے کہ اب آپکی شامت آئی

خوبرویون کو سبھی پیار کیا کرتے ہین

اُکیا ہوا مَیہ جو ثروت کی طبیعت آئی

کیسی نگاہ پڑتی ہے اُنکی غرور کی
گویا پچیگی جان نہ مجھہ ناصبور کی

بجلی یہ کوندتی ہے کہ چہرہ کی تاب ہے
روشن چراغ ہے کہ تجلی ہے طور کی

آتا ہے تذکرہ جو مرا اُنکی بزم مین
کہتے ہین بس اُنہین تو محبت ہے دور کی

کیونکر نہ آے غش مجھے حسن اُسکا دیکھکر
اک شمع نور ہے کہ تجلی ہے طور کی

دشمن کو بہیجدون کہ نہ آئے پہر اُسکو پیار
تصویر کھینچدے کوئی تیرے غرور کی

آسے جو خواب مین مرے اللہ ری ناز کی
تہک جائینگی عدو سے شکایت ضرور کی

یہ چاند کی کرن نہین معلوم ہو گیا
موباف کی کرن ہے کسی رشک حور کی

اپنی غزل گوائینگے ثروت ضرور ہم
پائی ہے اوس پری نے بہی آواز نور کی

پہر مرے گہر وہ آنے جانے لگے
پانون توبہ کے لڑکہڑانے لگے

غیر کے گہر وہ آنے جانے لگے
پہر وہ دیکھو ہمین ستانے لگے

دیکھی الفت تو منہ چہپانے لگے
دل بڑہا حوصلہ گہٹانے لگے

اپنے در سے اُٹھا نہ پہر خدا
یہین مٹی مری ٹہکانے لگے

غیر کی بات اور ہے ہمدم
ہمکو بیوجہ کیون منانے لگے

کوئی ہمدم نہین رفیق نہین
دوست بہی اب تو منہ چہپانے لگے

یاد اُسنے کیا جو محفل مین
ہاتہہ گویا مرے خزانے لگے

کہ رہے تہے برا بہلا مجکو
مین جو پہونچا تو مسکرانے لگے

ہنسنے اونکا جو لے لیا بوسہ
مارے غصہ کے تہرتہرانے لگے

روئے خندان جو اُسکا دیکھ لیا / پھول گلشن مین کھل کھلانے لگے

اپنے عشاق کی خبر جو سنی / بولے اچھا ہوا ٹھکانے لگے

اچھی توبہ تھی ابر آتے ہی / میکدہ کے خیال آنے لگے

خود بخود آ گئی ہنسی لب پر / کسکے ارمان گدگدانے لگے

پُر اثر ہے مری غزل ثروت / ہو مزہ گر کہین وہ گانے لگے

چاہیے دیر ابھی گھر سے نکلنے کیلیے / ابتو بیٹھے ہین وہ پوشاک بدلنے کیلیے

چال اچھی ہے کہ پانو نہین لگا لی مہندی / دو قدم ساتھ جنازے کے نہ چلنے کیلیے

تجکو دلہن تو جگہ دی ہے مگر نخل امید / چاہیے عمر ابھی پھولنے پھلنے کیلیے

مجھسے کہتے ہین کہ تصویر ہماری لے لو / خوب تدبیر ہے یہ دل کے بہلنے کیلیے

گدگدی اُٹھتی ہے رہ رہ کے پئے وصلِ بتان / دل مین بیچین ہین ارمان نکلنے کیلیے

گر پڑین کاتبِ اعمال نہ بیخود ہو کر / اس ادا سے نہ اُٹھو تم کہین چلنے کیلیے

اُسنے کہدے کوئی آئے ہین تو جلد آ جائین / دم مری آنکھو نمین اٹکا ہے نکلنے کیلیے

بولے وہ دیکھ کے خونِ شہدا کی رنگت / ایسی مہندی ہو مرے ہاتھو نمین ملنے کیلیے

بزم سے اپنی عدو کو جو نکلواتے ہو / کیا نہین ہین مرے ارمان نکلنے کیلیے

شمع رکھوائی ہے کسواسطے تونے ظالم / مین ہی کیا کم ہون تری بزم مین جلنے کیلیے

نزع کا وقت ہے ارمان ہون دے باہر / راستہ ڈھونڈھتی ہے جان نکلنے کیلیے

آؤ آج اونکو تصور مین بلائین ثروت / شغل بھی چاہیے کچھ جی کے بہلنے کیلیے

آپ سے مجکو محبت نہ سہی
آپکو مجہسے عداوت نہ سہی

چاہنے والے ہین لاکہون اسکے
دلکی تمکو نہین حاجت نہ سہی

نظرِ لطف عدو پر ہی رہے
ہم سزاوار عنایت نہ سہی

گل رخسار سونگہا دو مجکو
نہین جو اسمین ہو نکہت نہ سہی

دل کو لیجاؤ مری خاطر سے
گر نہین تم کو ضرورت نہ سہی

دل کبہی مانگ تو دیکہو ہمسے
نہی ہمکو مروت نہ سہی

اے ستمگار محبت مین ترے
کونسی ہمنے مصیبت نہ سہی

دشمنی کی بہی کوئی وجہہ نہین
آپکے دوست وہ ثروت نہ سہی

جی چاہتا ہے خلد کا بازار دیکہئے
چلکر بہارِ حسنِ رخِ یار دیکہئے

چلنا ذرا خدا کے لئے دیکہہ بہال کر
پامال ہو نہ کوئی دلِ زار دیکہئے

پرہیز کیون ہے آپکو اے غیرتِ مسیح
آکر کبہی تو حالتِ بیمار دیکہئے

نظارۂ پری کی ہوس ہے نہ حور کی
جی چاہتا ہے یار کا دیدار دیکہئے

اقرار کرلیا تہا ستائینگے اب نہ ہم
پہر آپ ہمسے ہوگئے بیزار دیکہئے

ثروت بناؤ دید کے قابل ہے یار کا
گہنے کے ساتہہ پہنا ہے زنار دیکہئے

سمینے ایجان کیا برائی کی
ہان بس اتنی کہ آشنائی کی

عرضِ مطلب پہ کیون ہوے ناراض
بات کیا ایسی تہی برائی کی

ہاتہہ آئی نہ اسکی زلفِ دراز
بخت نے اپنے نارسائی کی

شکوہ ہاے عدو یہ کہتے ہین
اُسنے کیا تجھسے بیوفائی کی

دل لگائین بتون سے کیا ممکن
دہوم ہے اپنی پارسائی کی

اب تو ہیر خدا ملا او کافر
تاب دلمین نہین جدائی کی

غیر سے وہ ملے مرے آگے
اُنکی ہر بات سے ہے صفائی کی

بزم خوبان مین حضرت ثروت
تمنے پیدا عجب رسائی کی

کوئی تدبیر نہین اُسکے یہان آنیکی
اور نہ ہے تاب مجہے ہجر مین غم کہانیکی

آج ترسا نہ مجہے جام لگا دے مُنہ سے
ہے دعا خیر ہو ساقی ترے میخانیکی

آج اے آہ رسا تیرا اثر دیکہین گے
کہ ہے رٹ اونکو لگی شام سے گہر جانیکی

تمنے اک بوسہ دیا مین تمہین دو دیتا ہون
اور کیا وجہ ہے صاحب کے مرے دہکانیکی

خیر گر چاہتے ہو جبہ و دستار کی تم
شیخ اب کیجیو نہ غیبت کسی مستانیکی

بس خدارا نہ ستا اے بت کافر اتنا
اب دل زار مین طاقت نہین غم کہانیکی

آج ثروت کی مسرت سے گمان ہوتا ہے
کچہہ خبر پائی ہے دلدار کے آجانیکی

ستم تو نے کیا مجہپر جفا کی
ہوا آزردہ خاطر مین نہ شاکی

دیا دل ہمنے جان اپنی فدا کی
نہ تو نے قدر او ظالم ذرا کی

کیا شکوہ جفاؤن کا تو بولے
بہلا پہر تمنے کیون ہمسے وفا کی

بت بیداد گر نے لے لیا دل
خطا اُسکی نہین مرضی خدا کی

جلایا ناز سے مارا ادا سے
انوکہی شان ہے اُس دلربا کی

ڈسا زلفِ سیاہ یار نے دل
سزا بہی تہی یہی اس ناسزا کی

یہ ہے رنگ حنا یا خونِ عاشق
عجب رنگت کہلی ہے دست و پا کی

چلا دل لیکے پہر اُسکی گلی مین
آلٰہی خیر جانِ مبتلا کی

کسیکا قد مجہے جب یاد آیا
قیامت مین نے آہون سے بپا کی

نہ ہونچا ہاے اُس زلفِ رسا تک
یہ کوتاہی ہے دستِ نارسا کی

بُرے ٹہرے ہمین اُسکی نظر مین
رقیب اچہے ہوئے قدرت خدا کی

خط اپنا طائرِ دل لے اُڑیگا
خوشامد کیون کرون بادِ صبا کی

غزل سرکار کو ثروت سناؤ
ملیگی داد یان طبعِ رسا کی

الفت تری اے یار مرے دل کیلئے ہی
سچ ہے کہ یہ لیلیٰ اسی [illegible] لئے ہی

اُڑکر نہ پڑے چہینٹ کوئی خون کی میرے
یارب یہ دعا اور یہی قا[illegible] لئے ہی

سو وار کئے تونے مگر جان نہ نکلی
اب وقت دعا کا ترے بسمل [illegible] ہی

ہو جلوہ گری حسن کی تیری مرے دل مین
یہ شمع تو موزون اسی محفل کے لئے ہی

الفت کا گنہگار ہے زلفون مین جگہ دو
دیوانہ دلِ زار سلاسل کے لئے ہی

کافور و کفن ساتہ نجائینگے عدم مین
سامان یہ سب پہلی ہی منزل کے [illegible]

اللہ رہے اسکا مددگار ہمیشہ
ثروت کی دعا یہ شہ عادل کیلئے ہی

اغیار سے گفتگو بہت ہے
دہیڑ بہی جنگ جو بہت ہے

امید وصال کچہہ نہین ہے
دیدار کی آرزو بہت ہے

گردش مین ہو تپلیو یہ کیون تم
زاہد کی طرح ہوس نہین ہے

کہتے ہین وہ مجھسے رو نہ دنیا
کسکی نہین جستجو بہت ہے

دنیا مین حسین گو ہین لاکھون
سیکش کیلیئے سبو بہت ہے

وعدہ نکر و وصال کا تم
ہنسنے کی ہماری خو بہت ہے

نازک وہ مزاج ہے کہ ساقی
میرے لیئے ایک تو بہت ہے

اتنی ہی سی گفتگو بہت ہے
میرے لیئے مے کی بو بہت ہے

سرکار کا دم رہے سلامت
ثروت کی یہ آرزو بہت ہے

سب ہان مین ہان ملاتے ہین اُس شنگ حور کی
سنتا ہے کون میرے دل ناصبور کی

بہولی جو خواب مین تو ہین نیل پڑ گیا
نازک کلائی ایسی ہے اُس شنگ حور کی

آتے تو ہین وہ جلوہ دکھانیکو بام پر
موسیٰ نہ کر کری ہو کہین برقِ طور کی

پہیلی ہے روشنی ترے گہر مین اسقدر
دہوکا یہ ہو رہا ہے تجلی ہے طور کی

جنت کا عیش مجکو عذابِ جحیم ہے
صورت جو یاد آتی ہے اُس شنگ حور کی

نگہی کے ساتہہ صبا ہی چنور لیئے
گلگشت کو چلی جو سواری حضور کی

مجکو جتا کے غیر کو بوسہ عطا کیا
مجھسے عداوت آپ نے ظاہر ظہور کی

بیوجہ ہچکیان مجھے آتی نہین کبھی
غیرون سے اُسنے میری شکایت ضرور کی

ثروت کو ان بتونکی خوشامد سے کیا غرض
سیدہی نگاہ چاہیے ربِ غفور کی

روح قالب سے تھی پرواز پہ چلے جانیسے
جان آئی ہے مری جان ترے آنیسے

اتنی الفت سے پس مرگ بھی پیمانے سے
کہ نکلتی نہین مٹی مری میخانے سے

آپ خوش ہون کہ خفا بوسہ تو مین لونگا ضرور
کون ڈرتا ہے بھلا آپ کے دھمکانے سے

چارہ گر تجھ سے نہ ہوگا دلِ بیمار اچھا
ہان شفا ہوگی ابھی یار کے آجانے سے

امتحان مدِ نظر ہے تو یہ سر حاضر ہے
مین تو باہر ہی نہین آپ کے فرمانے سے

سختہ کارانِ محبت کو نہ سمجھا ناصح
یہ نہ سمجھین گے کبھی اب ترے سمجھانے سے

کھل کے بیٹھو زرا اے جانِ حیا جانے دو
دل سے بیتاب بہت آپ کے شرمانے سے

جذبِ دل کھینچ ہی لایا تمھین آخر دیکھا
کھچ کے بیٹھے تھے بہت غیر کے بھڑکانے سے

وصلِ اغیار پہ للہ اُٹھاؤ نہ حلف
فایدہ کیا ہے بھلا جھوٹی قسم کھانے سے

دیکھو۔ دیکھو نہ سرِ بزم رقیبونکی طرف
تم کو ملجائیگا کیا اس مرے تڑپانے سے

آتے جاتے ہین وہان غیر ہمیشہ ثروت
تم تو اب عہد کرو یار کے گھر جانے سے

یہ تعلق تھا صبا کو ترے دیوانے سے
کھینچ لائی ترے در پر اُسے ویرانے سے

وعظ کہنے مین بہکتا ہے بہت تو واعظ
آج کیا پیکے چلا آیا ہے میخانے سے

قصۂ ہجر لکھا تو ہے مگر ڈرتا ہون
دل تڑپ جاے نہ اُسکا مرے افسانے سے

چشمِ مخمور زرا اپنی دکھا دے ساقی
نہ بھرے گی مری نیت ترے پیمانے سے

ساقیا رہتا ہے یہ ہوش مجھے مستی مین
گرتے گرتے مین لپٹ جاتا ہون پیمانے سے

نہ وہان ایسی لطافت ہے نہ یہ دلچسپی
خلد کمتر ہے کہین آپ کے کاشانے سے

سنکے آواز مرے نالونکی جھنجلا کر کہا
پھٹ گئے کان کے پردے ترے چلانے سے

راہ پر ہم تو لگا لائے تھے باتون مین اُنہین
پھر گئے ہاے مگر غیر کے بہکانے سے

شیخ لیتے تھے بہت دونکی ہنسی لیکن
آج آتے ہین بہکتے ہوے میخانے سے

بندۂ عشق ہون مطلب ہے درِ جانان سے
نہ مجھے کعبے سے کچھہ کام نہ میخانے سے

جذب الفت نے دکھایا یہ اثر ای ثروت
نہین گھبراتے ہین اب وہ مرے افسانے سے

ہم تو دشمن اور ہین اغیار پیارے آپکے
جائیے بس ہنہ چکی الفت ہماری آپکے

ہو گئے ہمپر عیان اطوار سارے آپکے
فیصلہ ہو جائے بس صاحب ہماری آپکے

پہر اثر دکھلا دیا جذبِ محبت نے مرے
رحم کچھہ کچھہ آگیا ہے دلمین پیاری آپکے

وعدہ ہم سے کرکے دشمن کی یہان شب بہر رہے
کیون یہی اقرار تہا صاحب ہماری آپکے

عشوہ و ناز و ادا و شوخی و غمزہ حیا
منتخب ہین جانمن انداز سارے آپکے

آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھہ حال ہمنے کہدیا
پردے پردے مین ہوئین باتین ہماری آپکے

تل رہی ہین سرمگین آنکھین ہمارے قتل پر
خوب ہم پہچانتے ہین یہ اشارے آپکے

کیون پریشان ہو گیا دل میرا انکو دیکھکر
کیا عدو نے گیسوے پرخم سنوارے آپکے

نکلے ہین اغیار کے ارمان بیشک رات کو
ق
کہہ رہے ہین جان جان انداز سارے آپکے

چولی مسکی ہے مسی چہوٹی ہے آنکھین سرخ ہین
نیل بوسون کے بنے ہین رخ پہ پیارے آپکے

آج تو بیساختہ اُنکی زبان پر آگیا
اب محبت ہو گئی ثروت ہمارے آپکے

عدو ہین دور ہی سے کج ادای دیکھنے والے
تمہارے ہاتھ کی ہم ہین صفائی دیکھنے والے

حسینو مین ہمارا خون بٹجاتا تو اچہا تہا
لہو روئے تہبت دستِ حنائی دیکھنے والے

دمِ آخر تو قاتل اپنے بسمل سے نہ پہیر آنکھین
ادہر بھی دیکھہ او نازک کلائی دیکھنے والے

شعاعِ پنجۂ خورشید سے آنکھیں جھپکائیں
نظر ہیں یہ تیر دستِ حنائی دیکھنے والے

اشارے جلوہ گاہِ ناز میں کوئی یہ کرتا ہے
بچائیں اپنی اپنی پارسائی دیکھنے والے

اجازت دیکھنے کی عام اگر ہوتی تو اے موسیٰ
دکھا دیتے کسیکی دلربائی دیکھنے والے

جو دیکھا نامۂ ثروت تو برہم ہو کے فرمایا
ذرا دیکھیں تو یہ اُنکی ڈھٹائی دیکھنے والے

جاں بلب ہوں جو عنایت کوئی ساغر ہو جائے
مشکل آسان مری ساقیِ کوثر ہو جائے

سے ہے تری چشمِ سیہ مست وہ کافر ظالم
مست و سرشار جسے دیکھے ساغر ہو جائے

کہتے ہیں وصل کا اقرار تو کر لوں لیکن
ڈر یہ لگتا ہے کہیں تو نہ مرے سر ہو جائے

قدم آہستہ پڑے اُسنے حیا کہتی ہے
نقشِ پا کوچۂ دشمن کا نہ رہبر ہو جائے

چھیڑتا ہوں جو شبِ وصل تو وہ کہتے ہیں
اسطرح بھی نہ کوئی آپے سے باہر ہو جائے

اوس پڑ جائے وہیں سوکھ کے کانٹا ہو جائے
گر مقابل ترے گالوں سے گلِ تر ہو جائے

باہیں گردن میں جو ڈالیں تو جھٹک کر بولے
بات کیوں ایسی کرے کوئی جو دوبھر ہو جائے

حشر پر دعویٰ خوں میں نے اُٹھا رکھا ہے
کیا کرونگا جو اُدھر داورِ محشر ہو جائے

مانگتا ہوں یہ دعائیں میں شبِ وصل عدو
میرے دشمن سے الٰہی وہ مکدر ہو جائے

ہے ستم وصلکی شب اُسکا یہ کہنا ثروت
تم جو کچھ چاہتے ہو ہائے وہ کیونکر ہو جائے

کہتے ہیں تربتِ عاشق پہ گذرنیوالے
ہائے کس چین سے سوتے ہیں یہ مرنیوالے

جوبن ابھرا تو حیا سے یہ کہا شوخی نے
تجکو بدنام کرینگے یہ اُبھرنیوالے

کسطرف دیکھئے گرتی ہے یہ بجلی ایدل
آج بیطرح سنورتے ہیں سنورنیوالے

دیکھ کر آئینہ مین عکس یہ ارشاد ہوا
مجھپہ اک آپ بھی ہین غیر سے مرنیوالے

وصل کا یہ ابھی کس منہ سے ہوا تہا اقرار
کچھ تو شرمائین ذرا جی مین مکرنیوالے

موت سے میری وہ کہتے ہین یہ اب کیون آئی
جان تو اپنی مجھے دیچکے مرنیوالے

لاکہ دہرائے دوپٹے کو کوئی سینے پر
کہین چھپتے ہین چھپائے سے ابھرنیوالے

آج یہ کس کا نصیبا ہے چمکنے والا
کسکے گھر جائینگے بن ٹھن کے سنورنیوالے

صاف انکار ہو دل لیکے بھری محفل مین
ایسے بھی ہوتے ہین دنیا مین مکرنیوالے

کشتۂ ناز کی تربت پہ وہ کہنا اُس کا
مین فدا تجھپہ مرے نام پہ مرنیوالے

گہنا۔ پہولونکا پہن کر وہ ہم آغوش ہوئی
بنگئے پہول مرے داغ ابھرنیوالے

خوب جھنجھلائے شب وصل وہ سلجھا نہین
دیکھئے آج مزہ بال بکھرنے والے

کیسی ارمانون سے ہلچل ہے مرے سینے مین
کہ اب آنکھون سے ہین وہ دلمین اترنیوالے

سرکشی دیکھکے جوبن کی وہ اسنپے بولے
مجکو بدنام کرینگے یہ ابھرنیوالے

رات دن رہتی ہے غیرونسے اب انکی خلوت
کیسے کھل کھیلے ہین یہ بات نکرنیوالے

جھوٹے وعدون سے ہو کیا خاک تسلی دل کو
چتونین کہتی ہین تیور ہین مکرنیوالے

سب بے تکلف یہ کیا نشۂ مے نے ثروت
پاس بیٹھے ہین مرے بات نکرنے والے

کہتے ہین وصل سے ارمان وصال اچھا ہے
پاس رہنے سے مرے میرا خیال اچھا ہے

تیرے ان ہونٹونکے صدقے کبھی یہ بھی کہدے
چوم لو چوم لو بوسون کا سوال اچھا ہے

کہتے ہین مر نہین چکتے کہین مرنیوالے
دیکھو جب جا کے بھلے چنگے ہین حال اچھا ہے

دیکھہ لیتا ہون وہ گدرائی ہوئی شے جو کبھی
گدگداتا ہے مرا دل کہ یہ مال اچھا ہے

مجھسے کہتے ہین شبِ وصل وہ کروٹ لیکر
یہ کہچاوٹ ہی بہلی اس سے ملال اچھا ہے

رخ و ابرو کو ترے دیکھکے کہتے ہین ملک
بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے

کہتے ہین ہجر کی شب چین سے کاٹی عاشق
دلکی تسکین کیلئے میرا خیال اچھا ہے

فیض ہو جس سے جہان کو وہ بشر بہتر ہے
جس سے پہل پاے زمانا وہ نہال اچھا ہے

آپ ناحق بہی کہنچے جاتے ہین مانندِ کمان
کون کہتا ہے کہ ابرو سے ہلال اچھا ہے

یونتو ہر سال جوانی کا ہے اچھا لیکن
وصل جس سال مین ہو بس وہی سال اچھا ہے

مینے منہ چوم لیا بسترِ غم سے اوٹھکر
خوش ہوے کہکے مریجان کہ حال اچھا ہے

آنکہہ کہتی ہے کہ دیدار کی حسرت ہی بہلی
دل کا ہے قول کہ ارمانِ وصال اچھا ہے

ہو گئے پہول بہی ایجان مریضِ غم کے
اور تم اب پوچہنے آئے ہو کہ حال اچھا ہے

بولے وہ دیکھہ کے تصویر مہِ کنعان کی
ہم تو سنتے تھے بہت حسن و جمال اچھا ہے

موت سے ہے ترے مریضونکو حیاتِ ابدی
جسقدر اونکا برا حال ہے حال اچھا ہے

تیرا بوٹا سا یہ قد دیکھکے کہتے ہین حسین
باغِ عالم مین یہی ایک نہال اچھا ہے

ضبط کہتا ہی تڑپتا ہون جو مین فرقت مین
صبر کر صبر کہ الفت کا مآل اچھا ہے

کون ساقی کی خوشامد کرے ساغر کیلئے
ٹوٹا ہوتا یہ مرا جامِ سفال اچھا ہے

مجھسے کہتا ہے شبِ وصل وہ ظالم ثروت
دلکو تہامے ہوے کیون بیٹھے ہو حال اچھا ہے

ہاے یہ کہکے مجھے اوسنے لٹا رکہا ہے
کہ تو کمبخت مزا وصل مین کیا رکہا ہے

دل مرا مٹھی مین ظالم نے دبا رکہا ہے
اور پہر پوچھتا ہے مجھسے یہ کیا رکہا ہے

چشمِ میگون مجھے دکھلا کے یہ بولا ساقی
لے ترے واسطے شیشہ یہ بہرا رکہا ہے

شب وعدہ بھی تصور مین نہین وہ آتے
بولے وہ سرمگین آنکھونمین لگاکر کاجل

دیکھکر وصل کا ارمان مرے دلمین کہا
وعدۂ وصل کا طالب ہون تو فرماتے ہین

شکوۂ جور یہ ظالم کا وہ جہلکر کہنا
ہمدمون سے کہا سنکر مرے نالونکی صدا

ہجر مین ہے یہ بہت جی کے بہلنے کا سبب
دم اُلجھتا ہے جو چہرے پہ بکھرنیسے حضور

آنکھین ملنا تو کجا اب نہین ملتا ہے مزاج
جان و دل دونون ہوی حسرت دیدار مین خون

کیا رقیبون نے اُنہین دلمین چہپا رکہا ہے
ہمنے سوتے ہوے فتنونکو جگار کہا ہے

میرے دشمن کو مرے گہر مین بسا رکہا ہے
حشر پہ ہمنے تو جہگڑا یہ اُٹھا رکہا ہے

تمنے پہر کسلئے دل مجہسے لگا رکہا ہے
کسنے دروازے پہ یہ شور مچا رکہا ہے

تیری تصویر کو سینے سے لگا رکہا ہے
سر پہ کیون گیسوے پیچان کو چڑھا رکہا ہے

روبرو یار کے آج آئینہ کیا رکہا ہے
دیکھتے کیا ہو مرے سینے مین کیا رکہا ہے

پوچھتے کیا ہو پریشانی کا باعث ثروت
اک پریزاد نے دیوانہ بنا رکہا ہے

ہوتی ہے غیر اُسے دیکھکے حالت میری
آپ احسان جتا کر نہ چڑھائین دو بہول

کیا وفادار ہے اللہ سلامت رکہے
جب کبھی میری وفا یاد اُنہین آتی ہے

تو شگفتہ جو ہوا کھل گئین باچھین میری
وصلکی شب بھی نکلنے نہین دیتا ظالم

جا بجا تذکرے ہوتے ہین میری الفت کے
جان جاتی ہے کہ آتی ہے طبیعت میری

کہ دبی جاتی ہے اس بوجھسے تربت میری
غیر کے گہر نہین جاتی شب فرقت میری

آکے سینے سے لگا لیتے ہین تربت میری
سے ہے تری دلکی طرح یار طبیعت میری

دلمین گھبرای ہوئی پھرتی ہے حسرت میری
انکو بدنام کئے دیتی ہے شہرت میری

موت کو جان لی آپ کو دل غیر کو عیش
کیسے گھبرائے ہوئے آئے ہو کچھ خیر تو ہے

میرے حصے مین رہی ایک مصیبت میری
کیا اثر کر گئی کچھ یار محبت میری

جان و دل نذر ہوئے دولت و ایمان بھی گئے
اسپہ بھی قدر نہ کی یار نے ثروت میری

کہتی ہے یہ تیغ جنگجو کی	پیاسی برسون سے ہون لہو کی
آنکھین اپنی دکھا دے ساقی	ہم کو حاجت نہین سبو کی
ارمان نہین ہین میرے دلمین	کلیان ہین یہ نخل آرزو کی
دست رنگین مین تیرے قاتل	بو آتی ہے کچھ مرے لہو کی
آنکھون ہی مین سمجھے کہہ گیا سب	پردے ہی مین اُسنے گفتگو کی
پونچھے آنچل سے اُسنے آنسو	رونیسے ہمارے آبرو کی
شرما کے جھکا لین اپنی آنکھین	جب ارسی ہمنے روبرو کی
کھو کر دل گم شدہ نپایا	سارے عالم مین جستجو کی
کیون آتے ہین میکدہ مین زاہد	حاجت ہے انہین بھی کیا سبو کی
پایا نہ ہمارا جسم لاغر	لاکھہ انکی نظر نے جستجو کی
ہٹتا نہ تھا انکے رخ سے جمکر	افسوس مری نگاہ چو کی

آنکھین وہ لگا لیتے ہین ثروت
کیون دید کی ہم نے آرزو کی

نگاہون سے عہد وفا ہو رہا ہے
مرا دل جو تڑپا تو گھبرا کے بولے

اشارے مین مطلب ادا ہو رہا ہے
الٰہی یہ زلفون مین کیا ہو رہا ہے

مرے ہی تو کہنے پہ چلتے ہو اب تم
مجھی سے تو عہدِ وفا ہو رہا ہے

مرے ہی تو پہلو مین بیٹھے ہو آکر
مجھی سے تو وعدہ وفا ہو رہا ہے

شبِ وصل کہتے ہین کس ناز سے وہ
خدا کی قسم دم فنا ہو رہا ہے

خلش تیرے آنیسے کم ہوگئی ہے
مگر درد دل مین سوا ہو رہا ہے

ادائین جوانی کی توبہ شکن ہین
فدا اُنپہ ہر پارسا ہو رہا ہے

دعائین وہ دشمن کو دیتے ہین شاید
بلند آج دستِ دعا ہو رہا ہے

علاجِ تپِ غم کو آتا ہے عالم
مکان تیرا دار الشفا ہو رہا ہے

لکھو کچھ نہ ثروت کو اب اے بتو تم
کہ وہ محو یادِ خدا ہو رہا ہے

پہوکا جاتا ہے دل سوزِ نہان سے
الٰہی الامان عشقِ تپان سے

اثر ڈرتا ہے شاید آسمان سے
کہ ہلسکتا نہین میری فغان سے

وہ کہتے ہین اُٹھا کر آستان سے
کلیجا پک گیا تیری فغان سے

نکرنا وصل کا اقرار پورا
مگر تم ہان ذرا کہدو زبان سے

پریشان مضطرب بیچین مدہوش
تم آئے ہو خدا جانے کہان سے

نہ ہوگا ایک بھی اقرار پورا
ہے ثابت آپکے طرزِ بیان سے

پئے تسکین نہ لکھا ایک خط بھی
شکایت ہے کسی نامہربان سے

قیامت لاکھ اُٹھے لاکھ اُٹھائے
نہین اُٹھنے کے ہم کوے بتان سے

تسلی دلدہی تسکین تشفی
وہ میرے واسطے لائین کہان سے

سمجھکر ایدل آج اُس درپہ جانا
عدو کچھ کہہ رہا تھا پاسبان سے

وہ سن کر وردول مجھ سے یہ بولی | مجھے نفرت ہے ایسی داستان سے

خدا کیواسطے سچ سچ بتا دو
تم اس وقت آے ہو ثروت کہان سے

ہجر مین ہے جان ہی جانی مری | ہے شبِ غم دشمنِ جانی مری
رات دن ہے زلفِ پیچان کا خیال | پوچھتے کیا ہو پریشانی مری
گریہ سیلاب اشکو نکار ہا | مجکو لے ڈوبیگی طغیانی مری
ہین اشارے کاکل پر پیچ کے | سنبلِ پیچان ہے دیوانی مری
حرف مطلب کیون کہا وہ اُٹھ گئے | مجکو تڑپاتی ہے نادانی مری
شعلہ حسن اپنا دکھلا شعلہ رو | ہے جو دل لگی آگ بھڑکانی مری
نالے اک شب کھینچ لائین گے اُنہین | رنگ لائیگی عمل خوانی مری
پوچھتے ہین کر کے لاکھونکو شہید | کیا نہین شمشیر لاثانی مری
وصلکی شب چاہتی ہے ہو ہوا | جان بھی ہے دشمنِ جانی مری
غمزے سے کہتی ہے عصمت یار کی | کیجیے کچھہ دن نگھبانی مری
گر رہے ہین رونمین موتی آنکھہ سی | دیکھیے یہہ گوہر افشانی مری
ہجر کی شب اور یادِ زلفِ یار | کیون نہو دونی پریشانی مری
بولے جب رُک کر چلی گردن پہ تیغ | جھومتی چلتی ہے مستانی مری
رحم کہا کر دے دیا ملبوسِ خاص | کام آئی میرے عریانی مری

شہرہ ہے ثروت سخن مین دور دور
لے اُڑی مجکو سخندانی مری

جب سے کہے کہ اب مرتے ہین باز آ جفا سے
فرماتے ہین مر جاے کوی میری بلا سے

ہر سے ہے دل مضطر کو پڑا کام قضا سے
اللہ لڑی آنکھہ یہ کس شوخ ادا سے

کہلتے جو نہین وصل مین وہ شرم و حیا سے
دیتا ہون بڑی پیار سے منت سے دلا سے

کہتی ہے تری نیچی نظر چپکے جگر مین
باز آتے ہین ظالم بہی کہین جور و جفا سے

رہتے ہین کہنچے ہمسے ترے خنجر و پیکان
یہ جانکے دشمن ہین تو وہ خونکے پیاسے

فرماتے ہین آہونکا اثر ہمپہ نہو گا
ہم بچکے نکلتے ہین تری گہرکی ہوا سے

دل لینے پہ آتے ہین تو لیلیتے ہین دلکو
غمزہ سے لگاوٹ سے کرشمہ سے ادا سے

آکر وہ شب وصل بہی بچ جاتے ہین کوری
شوخی سے نزاکت سے شرارت سے حیا سے

بڑہ چڑہ کر ہین ظلم و ستم مین تری آنکھین
فتنے سے قیامت سے چھلاوے سے بلا سے

تیوری ہی چڑہی سر سے جہکا چین جبین ہین
آئے ہین شب وصل تو بیٹہے ہین خفا سے

فریاد و بکا آہ و فغان نالۂ ثروت
سب دور ہین گوش صنم ناشنوا سے

سو جان سے نثار ہر حسین ہے
تصویر تری وہ نازنین ہے

کیا بات حضور یاد آئی
کیون وصلکی شب نہین نہین ہے

نظرین نہ ملاؤ دل ملاؤ
آنکھین ہین یہان تو دل کہین ہے

بوسہ ہے لیا کسی نے شاید
چہپی ہوی چشم شرمگین ہے

سنکر مری داستان وہ بولے
قصہ یہہ بہت ہی دلنشین ہے

دربان سے کہا جواب دیدئے
گہر مین کوئی آجکل نہین ہے

جاؤن گا کہان مین اٹہکے ظالم
چوکہٹ ہے تری مری جبین ہے

کیون بات بگڑ نہ جاے میری
دشمن مرا تیرا ہمنشین ہے

زاہد کو چکھا دو تم زرا آج
ثروت کبھی اسنے پی نہین ہے

بیوفا تم سے مری جان بڑی مشکل ہے
تم نکالو مرے ارمان بڑی مشکل ہے

وہ نکالین مرے ارمان بڑی مشکل ہے
ہو یہ مشکل کبھی آسان بڑی مشکل ہے

وصل کیا دور سے دیدار بھی ممکن ہی نہین
غیر ہین اُنکے نگہبان بڑی مشکل ہے

قتل دشمن سے مجھے دیکھکے خوش وہ ظالم
میرے سر رکھتا ہے احسان بڑی مشکل ہے

ساتہ غیرون کو لیے وعدے پہ وہ آئے ہین
نکلے اب وصل کا ارمان بڑی مشکل ہے

جب کہا آپ پہ مرتا ہون تو فرماتے ہین
جان دینا نہین آسان بڑی مشکل ہے

نہ قضا آتی ہے فرقت مین نہ وہ آتے ہین
کشمکش مین ہے مری جان بڑی مشکل ہے

کسطرح وعدۂ فردا کو مین سمجھون جھوٹا
ہاتہ مین اُنکے ہے قرآن بڑی مشکل ہے

مرگ دشمن سے جو حال اُنکا پریشان دیکھا
ہو گئے ہم بھی پریشان بڑی مشکل ہے

بے نقاب آج مری بزم مین وہ آتے ہین
اب سلامت رہین اوسان بڑی مشکل ہے

کسطرح رازِ محبت مین بیان اُنسے کرون
غیر کے بھی ہین ادہر کان بڑی مشکل ہے

قبر مین کوئی نہین مونس و ہمدم اپنا
دل مین حسرت ہے نہ ارمان بڑی مشکل ہے

اُنکی محفل مین رسائی مری آسان نہین
سیکڑون در پہ ہین دربان بڑی مشکل ہے

بزم خلوت مین بھی جاتے نہین اونکے غمزے
ساتہ رہتے ہین نگہبان بڑی مشکل ہے

خواہشِ وصل عبث ہے دلِ نادان تجکو
اُنسے ملنا نہین آسان بڑی مشکل ہے

وصفِ مہ اُنسے نکرنا تہا مجہے اے ثروت
طعنے دیتے ہین وہ ہر آن بڑی مشکل ہے

گر وہ ملے تو ناز نگہبان اٹھائیے
مطلب جو نکلے غیر کا احسان اٹھائیے

دربان کی سنین کوئی کب تک بھلا کرے
پھر اب اپنے در سے مری جان اٹھائیے

جوشِ جنون سے کہتی ہے دیوانگی مری
شورِ فغان سے سر پہ بیابان اٹھائیے

کل رات آپ غیر کے گھر رہین نہ گئے
اچھا اگر یہ سچ ہے تو قرآن اٹھائیے

بل کہانہ جائین آپکی نازک کلائیان ملو
خنجر نہ میرے قتل پہ ایجان اٹھائیے

لذت اٹھا کے درد کی کہتا ہے دل مرا
تا زیست اب تو جورِ حسینان اٹھائیے

لطفِ وصال پہلے اٹھایا ہے مدتون
کس دل سے ہائے اب غمِ جانان اٹھائیے

عاشق سے اپنے وصل مین پردا نکیجیے
للہ نقاب رخ سے مری جان اٹھائیے

ہین دیر سے گہن مین یہ رخسار چاند سے
رخ پر سے اپنے گیسوے پیچان اٹھائیے

پہلو مین وہ رقیب کے سوتے ہین چین سے
رو رو کے کیون نہ رشک سے طوفان اٹھائیے

کیا کیجیے کہ لطفِ ملاقات ہو نصیب
کیونکر مزہ وصال کا ایجان اٹھائیے

جو مانگنا ہو اپنے خدا ہی سے مانگیے
ثروت کسی بشر کا نہ احسان اٹھائیے

ٹوٹنا دم کا کسی بسمل سے پوچھا چاہیے
لذتِ زخمِ جگر گھایل سے پوچھا چاہیے

میرے سینے مین رہے ہین دونون برسون ایکساتھ
حال سوزِ ہجر میری دل سے پوچھا چاہیے

قیس بیچارے کو کیا معلوم کیسی شکل ہے
حسن لیلےٰ پردۂ محمل سے پوچھا چاہیے

کیون ہے مشتاقِ شہادت سر کہاوٹ اسقدر
اسکا باعث خنجرِ قاتل سے پوچھا چاہیے

آنکھ ہی بتلائیگی باعث وفورِ اشک کا
وجہ طغیانی لبِ ساحل سے پوچھا چاہیے

آکے قبرِ غیر پر کہنے لگے مجھسے وہ آج
سو رہا ہے کیون یہ اس غافل سے پوچھا چاہیے

آرسی ششدر ہی آئینہ ہی حیران کیا کہے
حسن اوس مہوش کا میرے دل سی پوچھا چاہیے

دیکھکر در پر کھڑے مجکو کہا اغیار سے
کیا طلب کرتا ہے اس سایل سی پوچھا چاہیے

خضر بیچارے ہین اس کوچہ سی بالکل نابلد
راہ الفت کی کسے کامل سی پوچھا چاہیے

جب مین کہتا ہون کہ مجہسے کسلئے ناخوش ہین آپ
ناز سی فرماتے ہین یہ دل سے پوچھا چاہیے

جس سے وہ آہوی وحشی رام ہوجاے مرا
چٹکلا ایسا کسے کامل سے پوچھا چاہیے

کیون کھڑا ہی تیغ کہینچے کیون نہین ہوتا مرا
کیا ارادہ دلنشین ہے قاتل سی پوچھا چاہیے

صیقل الفت ازدونون کو کیا ہے آئنہ
حال اونکی دلکا ثروت دلسے پوچھا چاہیے

بالخیر تمت

قطعہ تاریخ دیوان تاج الکلام مصنفہ سرکار ابد قرار نواب شاہجہان بیگمصاحبہ کرون آف انڈیا ئیس ولاو طبقہ اعلائی ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا

طرفہ پری لقا ہے تاج الکلام ایسا ۔۔۔ دلچسپ اور دل آرا جسکی ہر اک ادا ہے

وہ کونسی ہے خوبی جو ہو عیان نہ اسمین ۔۔۔ دیوان ہے اے خدایا جام جہان نما ہے

ہے اسکا صفحہ صفحہ رشک چمن سراسر ۔۔۔ دیوان کہو نہ اسکو باغ سخن کھلا ہے

معنی ہین وہ ضیا ہے نقطون مین جو چمک ہے ۔۔۔ عارض مین کب پری کے یہ تاب یہ صفا ہے

ہر بیت مین فصاحت ہر شعر مین بلاغت ۔۔۔ بندش ہے سب نرالی انداز سب نیا ہے

مصرعہ ہر ایک اس کا ہے سحر کا سا پتلا ۔۔۔ شعرون مین شوخیون سے جادو بھرا ہوا ہے

پیاری ہین سب استعارے تشبیہین ساری دلکش ۔۔۔ زیبا محاورونکا عالم ہی کچھ جدا ہے

ہین چلبلے مضامین الفاظ سب انوکھے ۔۔۔ ترکیب کی نزاکت کچھ حد سے ہی سوا ہے

کب پہلے شاعرونمین شیرین زبانی ایسی ۔۔۔ سرکار عالیہ کے شعرونمین جو مزا ہے

ثروت یہ تاجور کی نازک خیالیان ہین ۔۔۔ تعریف اسکی جتنی کیجئے وہ سب بجا ہے

تاریخ طبع اسکی دل نے کہی ہے زیبا

دیوان تاجور کا لاریب دلکشا ہے

۱۳۱۵ھ

ایضاً

ہے تاج الکلام ایک محبوب دلکش ۔۔۔ نئی اسکی سج دھج نرالی پھبن ہے

لکھا ہے ہر اک شعر چوٹی کا اسمین ۔۔۔ غضب سادگی ہے عجب بانکپن ہے

مضامین اچھوتے ہین شرم و حیا کی ۔۔۔ کہ بیٹھے کوئی سر جھکائے دولھن ہے

ہے اک باغ گویا یہ دیوان سارا
فدا اسپہ ہر ایک غنچہ دہن ہے

کہا دل نے ثروت کہ تاریخ لکھدے
کہ تو بھی تو مشہور اہل سخن ہے

کہا مینے اللہ کا نام لیکر
بہار سخن ہے بہار حسین ہے
سنہ ۱۳۱۵ھ

ایضاً

تاج الکلام ایک طبق موتیوں کا ہے
نایاب بھی ہین جسمین گہر لاجواب بھی

معشوق زرنگار ہے اسکا ورق ورق
دکہلا رہا ہے حسن رقم آب وتاب بھی

ہر دائرہ ہے دائرۂ آسمانکی شکل
ہر نقطہ آفتاب بھی ہے ماہتاب بھی

افشانکی ہے چمک تو سیاہی کی ہر ورق
ہے آسمان صفحہ پہ برق وسحاب بھی

دیکھو تو نقطہاے مسلسل کی آب وتاب
پانی ہے جسکے سامنے موتی کی آب بھی

ہر شعر سے عیان قد معشوق کی ادا
آنکھونمین شرم بھی ہے نظر مین حجاب بھی

تاریخ بھی حسین یہ ثروت نے ہے لکھی
حسن سخن کیساتھ ہے حسن کتاب بھی
سنہ ۱۸۹۷ع

ایضاً

کلام ایسا دنیا مین کسکا بھلا ہے
ہین بھولے سخنور بیان لنترانی

کوئی کیا کہے گا کوئی کیا سنے گا
نہین کوئی دنیا مین ایسی کہانی

مسلسل مضامین اگر دیکھہ پائین
کرین پھر نہ شاعر کبھی گلفشانی

ہوئی فکر تاریخ فصلی کی مجھکو
کہ یہ بھی رہے ایک میری نشانی

باآواز ہاتف نے مصرع پڑھا یہ

چھپا تاجور کا یہ دیوان ثانی
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ مثنوی صدق البیان مصنفہ حضور سرکار عالیہ والیہ بھوپال دام اقبالہا

سرکار کی مثنوی چھپی ہے — ہر دل کی کلی کلی کھلی ہے
انداز نرالا طرز انوکھا — تازہ ہے روش ادا نئی ہے
دلچسپ سخن لطیف مضمون — گر حور ہے یہ تو وہ پری ہے
کہتا ہے جو دیکھتا ہے اسکو — اعجاز ہے یا یہ شاعری ہے
یون مثنویان ہوئین ہزارون — یہ چیز مگر کچھ اور ہی ہے
ہر فرد بشر ہے سنکے شیدا — اشعار مین کیا ہی دلبری ہے
سب حال بیان کئے ہین سچے — بس نام اسی کا شاعری ہے

ثروت کہو دل سے طبع کا سال
کیا خوب دلا یہ مثنوی ہے
۱۳۱۰ھ

در تقریب جشن بسم اللہ نور چشم میان قدر محمد خان طول عمرہ

قدر کی تو نے جو کی آج شہا بسم اللہ — للہ الحمد زبانو پہ ہے یا بسم اللہ
آج پڑھتا ہے جو دلبند ترا بسم اللہ — رکھتی ہے ورد زبان خلق خدا بسم اللہ
اے خوش اقبال پڑھ اسکو کہ ملے دولت علم — گنج ہر علم کی ہے قفل کشا بسم اللہ
کشور علم کی تسخیر ہو آسان تجھکو — ہے مددگار تری نام خدا بسم اللہ
آج وہ دن ہے کہ انعام ہے سرکار تمام — ہے پئے خلق خدا فضل خدا بسم اللہ

جسکو دیکھو دُرِ مقصود بدامن ہے وہ
ہے عجب عقدۂ امید کشا بسم اللہ

فیض سرکار کی تقسیم ہے آئے حاتم
وہ بہی اس خوان کا ہو زلہ ربا بسم اللہ

قیصری جشن سنا کرتے تہے افسانوں مین
جشن آنکھوں نے ترا دیکھہ لیا بسم اللہ

پہولا جامے مین سمائے کوئی کیا شادی سے
ہے تری توگل دولت کی شہا بسم اللہ

تمبہ اور قدر یہ اور جمبلہ ہوا خواہوں پر
سایہ گستر رہے ہر صبح و مسا بسم اللہ

واصفِ جشنِ جم اس جشن کو دیکہے آکر
ہاتہہ کنگن کیلئے آرسی کیا بسم اللہ

اہلِ تاریخ مقر ہین کہ سلف سے تا حال
کبہی ایسی نہین دیکہی بخدا بسم اللہ

حضرت شاہجہان کو ہو مبارک ثروت
یہ نشاط و طرب و عیش فزا بسم اللہ

قصیدہ

در تہنیت بسم اللہ میان قدر محمد خان سلمہ

جہانمین غل ہی بسم اللہ کا شہرت ہو تو ایسی ہو
زمانا ہی نشاط آگین مسرت ہو تو ایسی ہو

یہ وہ جشنِ طرب ہے آج کے دن جسکی شادی مین
کرم ہے تاجور کا عام ہمت ہو تو ایسی ہو

زہے شاہجہان جسکے حشم کا دیکھکر عالم
سلاطینِ زمان کہتے ہین شوکت ہو تو ایسی ہو

شہا آسودہ ہے خلقِ خدا تیری زمانے مین
کہ ومہ شاد و خرم ہین فراغت ہو تو ایسی ہو

کیا یہ جشن ایسا تو نے گر جمشید بہی دیکہے
کہے واقع مین بزمِ عیش و عشرت ہو تو ایسی ہو

عطائے خلعت و شال و زر و سیم و جواہر سے
کیا تو نے غنی سبکو سخاوت ہو تو ایسی ہو

تری باغ بہار افزا کا لکھون وصف کیا شاہا
فدا ہے تازگی جسپر نظارت ہو تو ایسی ہو

یہی کہتے ہین قیصر باغ کو بھی دیکھنے والے
کہ اسکا نام آرایش ہے زینت ہو تو ایسی ہو

نگارین کمرۂ زرکار اوس کا دیکھے گر مانی
کہے انصاف سے واللہ صنعت ہو تو ایسی ہو

بنا ہے یہ مکان دلچسپ و دلکش بینظیر ایسا
نہین ثانی کہین اسکا عمارت ہو تو ایسی ہو

بلند اس درجہ تیرا عتبۂ ایوان دولت ہے
فلک بھی دیکھکر کہتا ہے رفعت ہو تو ایسی ہو

جہا سے نام حاتم مٹگیا تیرے زمانہ مین
جو بخشش ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو

شجاعون کے بھی دل تھراتے ہین دربار مین تیرے
شکوہ و فر کے یہ معنی ہین صولت ہو تو ایسی ہو

ہزبران قوی تن کو غزال آنکھین دکھاتے ہین
زہے نصفت ضعیفونکی حمایت ہو تو ایسی ہو

ترے ایام مین بیخوف ہے دراج شاہین سے
اسی کہتے ہین انصاف اور عدالت ہو تو ایسی ہو

شمیم خلق سے تیرے معطر ہے جہان یکسر
جو خوشبو ہو تو ایسی ہو جو نگہت ہو تو ایسی ہو

سخن کی تیرے ارباب سخن یون داد دیتے ہین
فصاحت ہو تو ایسی ہو بلاغت ہو تو ایسی ہو

جو آیا شہر مین تیرے وطن اُسکا ہوا گویا
نوازش ہو تو ایسی ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

ہوے منقاد تیرے جتنے تھے سرکش زمانہ مین
ریاست یا سیاست در حقیقت ہو تو ایسی ہو

یہ جشن فرخی دیکھا تو ثروت نے دعا یون دی
مبارک حضرت آقا کو عشرت ہو تو ایسی ہو

دعا دی حضرت شاہجہان بیگم کو اے ثروت
کرم ہر دم ہے تجھپر مہر و شفقت ہو تو ایسی ہو

خمسہ جات

خمسہ بر غزل علیا حضرت حضور سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا

بزم دشمن مین تذکرا ہو گا
ہمدمو اک عجب مزا ہو گا
کوئی چپ چپ سکے تاکتا ہو گا
مہربان جب وہ پر جفا ہو گا
حال میرا خوشی سے کیا ہو گا

ہے جو شمشیر ہاتھہ مین اُنکے
منہ سے گو اپنے وہ نہین سکتے
قتل کرنے ضرور ہین آئے
ہاتھہ رنگین نہین ہے مہندی سے
خون کسی بیگناہ کا ہو گا

عاشقون کا تو ہے یہی شیوہ
ہے تقاضا یہی محبت کا
حال پروانہ کیا نہین ہے سنا
ایدل اسپر فدا ابھی ہو جا
آخر اک روز تو فنا ہو گا

جور کی تیرے خلق مین ہے دہوم
جب رہے گا تو رات دن مغموم
ظلم سہتا ہون بنکے مین مظلوم
قدر ہو جائیگی مری معلوم
تو کسی کا جو مبتلا ہو گا

طور انداز ہین سنئے سارے
کبھی آتے نہین بلانے سے
کوہی کیا جان نثار تمسے ملے
بچکے چلتے ہو میرے سایہ سے
کوئی تمسا بھی پارسا ہو گا

وصل ایسی ہی چیز ہے اے یار
چتو نین کہتی ہین پکار پکار
کوہی کرتا نہین کبھی اقرار
گو بظاہر ہے وصل سے انکار

دل مین شوق آپکے بہرا ہو گا

پہر یہ ثروت مجھے ستاتی ہین
وصل کی یاد کیا دلاتی ہین
کیون مرے لب پہ لوٹ جاتی ہین
تا جو ہچکیان جو آتی ہین

یاد اُسنے مجھے کیا ہو گا

ایضاً

طلسم اک دکہاتا ہے نقشا کسیکا
لکھون کیا مین ثروت سراپا کسیکا
نظر مین جمے خاک چہرا کسیکا
وہ ہے حسن مین آج شہرا کسیکا

کہ ایسا ہوا ہے نہ ہو گا کسیکا

پڑی آجکل ایک ہلچل ہے گہر گہر
کرے وار دیکہین وہ کسپر ستمگر
ہر اک شخص کو جان اپنی ہے دوبہر
بکف تیغ کین گہر سے نکلا ہے باہر

خدا جانے کیا ہے ارادا کسیکا

ہنسی۔ قہقہہ۔ ناز و شوخی کرشما
کسی مین نہ دیکھے یہ انداز اصلا
ستم ہے بلا ہے غضب کا ہے غمزا
کہون کیا کہ کیا حال کرتا ہے دلکا

چرا کر نظر مسکرانا کسیکا

کبھی رونا دہونا جو شبکو سنینگے
اوترکر فلک سے زمین پر رہینگے
شکایت مسیحا بھی میری کرینگے
ملک الامان کے سوا کیا کہین گے

فلک پر جو پہونچے گا نالہ کسیکا

نظر سوے گلشن جو ہمنے اوٹھائی
گلون کے تبسم نے بجلی گرائی
تو غنچون نے صورت کسیکی دکہائی
نسیم سحر ناز کرتی جو آئی

تو یاد آگیا ہمکو آنا کسیکا

ستم ہے سختی یہہ دل مین تری جیسی واعظ
ہر اک کی طبیعت نہین ویسی واعظ
کڑی سے زبان اُف تری کیسی واعظ
جہڑک کر نہ گفتگو ایسی واعظ
مرا دل ہے نازو نکا پالا کسیکا

نہ بہلی پہر اُسکی طبیعت کسیدن
گئی دل کی اُسکے نہ وحشت کسیدن
ملا پہر نہ آرام ثروت کسیدن
ملی اُسکو دم بہر نہ راحت کسیدن
ہوا تا جو رجب سے شیدا کسیکا

ایضاً

آگیا اب لبون ہی پر دم ہے
اور توقع بہی زیست کی کم ہے
جسکو دیکہو اُسے مرا غم ہے
چشم اغیار بہی تو پرنم ہے
ترے بیمار کا یہ عالم ہے

اے دلِ درد مند ہوش مین آ
دوست دنیا مین کون ہے تیرا
پاس کوئی کہڑا نہین ہوتا
اک غمِ ہجر کا ہے کیا شکوا
یہ جہان تو سرا سے پرغم ہے

چاند نکلا ہے ہے مزے کی شام
مٹ گئی آج گردشِ ایام
میرے حصے مین تہا کہان آرام
شاید آتا ہے یار کا پیغام
دلِ مضطر کی کچہہ تڑپ کم ہے

تہی ابہی خوب چاندنی چہٹکی
ہوگئی صبح ہاے کیا جلدی
بات کوئی نہین ہوئی پوری
نکلین کیا خاک حسرتین دلکی

وصل کی رات ہوتی ہی کم ہے

دل مین ثروت نے ہے یہ ٹھان لیا
ہے خیال آپ کا درست و بجا

بات لب تک نہ آئیگی اصلا
راز دل تا جو ر ہو ا فشا

عشق مین ضبط ہی مقدم ہے

ایضاً

یہہ تو مانا وہ ستم پیشہ جفا کار بہی ہے
اسکو کیا کیجئے سب کچھ ہے مگر یار بہی ہے

فتنہ پرداز دغا باز ستمگار بہی ہے
دل لیا اُسنے تو لینے دو وہ دلدار بہی ہے

غم دیا اُسنے تو کیا غم ہے وہ غمخوار بہی ہے

تیرے صدقے نگہ لطف ادہر بہی ہو ذرا
دیکہہ تو کب سے ہے یہ آس لگائے بیٹہا

تیرے قربان ذرا آکے گلے سے لگ جا
کبہی اسکو بہی عنایت ہو ذقن کا بوسا

دم تیری چاہ کا بہرتا یہ گنہگار بہی ہے

دیکہو تم قہر بہری آنکہہ سے سو بار اگر
اوپری دل سے تمہاری خفگی ہے مجبہر

نہین چہپنے کی میرجان محبت کی نظر
کیون بناوٹ سے جہکتے ہو بنا کر تیور

باتین غصے کی ہین نظر ونسے عیان پیار بہی ہے

عشق کا کہیل کسی روز جو ہمنے کہیلا
لطف بوسہ کا اُٹہایا کبہی دل کا صدما

جیتے بہی ہارے بہی ہر بار لگا چسکا پایا
دل کبہی دیکے اُٹہے لیکے کسیدن بوسا

جیت بہی بازی الفت مین ہے اور ہار بہی ہے

تمنے کب عشق کے بیمار کو یا قوتی دی
جہوٹے بیمار کو مکار کو یا قوتی دی

کون سے دن جگر افگار کو یا قوتی دی
بوسۂ لب کی جو اغیار کو یا قوتی دی

مستحق اُسکا یہ عاشق ہے کہ بیمار ہی ہے

دمبدم نالۂ پر زور جو مین کرتا ہون
منہ کو آجائے کلیجا نہ کہین ڈرتا ہون
آہ اب جینے کے آثار نہین مرتا ہون
کچھ فقط آہ مسلسل ہی نہین بھرتا ہون

رات دن ہجر مین اشکونکا بندھا تار ہی ہے

چھیڑ کیا ن دیتا ہے دل لیکے وہ ظالم بدخو
کیا غرض جان بھی دو رنج کی باتین بھی سنو
کیا یہ ثروت نے کہا تھے ادہر تو دیکھو
تا جو رد ل کبھی دنیا نہ خدا را اسکو

گرچہ دلدار ہے لیکن وہ ستمگار ہی ہے

ایضاً

بستِ دید کا پیاسا ہون پلاتے جاؤ
تم جب آئے ہو تو صورت بھی دکھاتے جاؤ
پردۂ شرم مری جان اُٹھاتے جاؤ
وقتِ رخصت مجھے سینے سے لگاتے جاؤ

آگ جو دل مین لگی ہے وہ بجھاتے جاؤ

خیر سے قطع تعلق تو نہین مدِ نظر
نہ عنایت کی نظر ہے نہ غضب کے تیور
نہ سہی مہر و وفا ظلم و جفا ہو اسپر
چشم الفت سے نہین دیکھتے عاشق کو اگر

آنکھہ غصے ہی کی تم اسکو دکھاتے جاؤ

جب کبھی مجمع عشاق مین وہ آتے ہین
دوش پر ڈال کے زلفونکو غضب ڈھاتے ہین
دلِ وحشی کے لئے جال یہ پھیلاتے ہین
کھولکر دام وہ گیسو کا یہ فرماتے ہین

عاشقو طائر دل اسمین پھنساتے جاؤ

کون مانع ہے مری جان ستاؤ لیکن
شوق سے تم مجھے دیوانہ بناؤ لیکن
اوٹھ کے پہلو سے مرے دلکو بٹھاؤ لیکن
روکتا کون ہے جاتے ہو تو جاؤ لیکن

دل کے بہلانیکے اسباب بتاتے جاؤ

ہر ادا ہوتی ہے معشوق کی عاشق کو پسند
ہین محبت کے گرفتار تمہارے پابند
ٹھہر یا مہر ہو ہر بات کے ہین خواہشمند
باز آئیگا نہ دل چاہ سے ہمت ہے بلند

کم سے کم جاؤ کرم جور بڑہاتے جاؤ

آج پورے ہوے ارمان دل مضطر کے
اتنا احسان کرو اور تمہارے صدقے
شکر صد شکر کہ ساقی نے کیا یاد مجھے
جام مے دیتے ہو مجکو تو گزک کے بدلے

ذائقہ بوسۂ لب کا بھی چکھاتے جاؤ

اللہ اللہ وہ کس درجہ ہین ہٹ کے پورے
ماجرا رات کا پوچھو تو ذرا اثر و تے ہے
ایسے ضدی تو زمانہ مین نہ دیکھے نہ سنے
تا سحر شب مری روکے سے وہ رکتے ہی نہ تھے

جب کہا جاؤ تو بولے نہین جاتے جاؤ

خمسہ بر غزل جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

یہ کیا جال وہ زلف پھیلا گئی
وہ شوخ آنکھہ نقش اپنا بٹھلا گئی
کہ بل کھا کے دل پر مرے چھا گئی
وہ صورت تصور مین کیا آ گئی

پری آ کے تصویر کھچوا گئی

یہ عیار ہے جان کی تاک مین
یہ آفت ہے ظالم تری تاک مین
لگی رہتی ہے ہر گھڑی تاک مین
قیامت ہے زاہد اسی تاک مین

ادہر تو نے پی اور ادہر آ گئی

نئی اک مصیبت ہے آٹھون پہر
اٹھے کیون نہ رہ رہ کے درد جگر

یہ اندہیر تازہ ہے اے چارہ گر | کُھلا اُنکا جوڑہ تو دشمن کے گھر

اندہیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

ہوی ناامیدی جو دلکو مرے | مٹے حوصلے لذتِ وصل کے
وہ حسرت وہ ارمان جاتے رہے | قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے

مری شاخ امید مرجھا گئی

یہ کہتے ہین مایوس تیور مرے | کوی خواہشِ وصل کبتک کرے
غضب ہین یہ انداز حسرت بھرے | قیامت ہین ای یاس جہونکے ترے

مری شاخ امید مرجھا گئی

مرے غم مین یہ بھی ہے کیا بیقرار | یہ آتی ہے ہونٹون پہ کیا بار بار
بتا تو یہ کیا رنگ ہے گلعذار | تری طرح یہ بھی ہے کیا سوگوار

ہنسی میرے پہلو مین کیون آ گئی

ملی ابتدا ہی مین ایذا بڑی | خزان بنکے سر پر مصیبت پڑی
نہ دیکھی بہارِ چمن دو گھڑی | مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی

چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

یہ کیا دلمین ثروت کے آی امیر | کیا آپ سا یار کو بھی امیر
قیامت ہے جوشِ جوانی امیر | اُدہر شرم ادہر توبہ ٹوٹی امیر

شکست آج دونون طرف آ گئی

ایضاً

جاتی ہے مری جان وہ دلبر نہین آتا | یہ طرفہ ستم ہے کہ ستمگر نہین آتا

سب آتے ہین وہ فتنۂ محشر نہین آتا — پرسش کو مری کون مری گور نہین آتا

تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

اغیار نے بوسے بھی لیے ہونٹھ بھی چوسے — ظاہر ہین یہ انداز سبھی زردی رو سے

ملتی سی ہے کچھ بوئی بدن غیر کی بو سے — تم لاکھ قسم کھاؤ نہ ملنے کی عدو سے

ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

آنکھونکو نظر دی ہے زبانون کو تکلم — گل بوٹے دیے خاک کو افلاک کو انجم

جاری ہے ہر اک شے کیلئے فیض کا قلزم — بھول اُسنے کھلائے کہ بتو یہ نکھو تم

اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

افسوس مرے دید کے پاتا نہین ناصح — کچھ لذت دیدار اُٹھاتا نہین ناصح

وہ پیاری ادا دیکھنے پاتا نہین ناصح — چوٹ اُس نگہ ناز کی کھاتا نہین ناصح

یہ صید کبھی تیر کی زد پر نہین آتا

وہ آنکھ پھری کیا کہ پھرا ہم سے اک عالم — سب کی نگہ مہر گھٹی لطف ہوا کم

کیا کیجیے ہر بات سے محروم ہین اب ہم — قاتل ہی کے کھنچنے کی شکایت نہین ہمدم

خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

ہین دید کی دشمن رخ روشن کی شعاعین — ہو جاتی ہین رہزن رخ روشن کی شعاعین

پھیلاتی ہین دامن رخ روشن کی شعاعین — بنجاتی ہین چلمن رخ روشن کی شعاعین

آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

ممکن ہی نہین دیکھنا اُسکا ہو میسر — ثروت کیطرح در سے اُٹھی بیٹھ کے دریر

ہو سامنا کس شکل سے ملنا ہو تو کیونکر — ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر

وہ پردہ نشین گھر سے بہی باہر نہین آتا

ایضاً

دے وہ شے زیبا ہو جو جنکے لئے
جو کبھی رکھہ چھوڑی ہے کسدن کیلئے
خیر ہے کیا پہلا کن کے لئے
تند ہے اور ایسے کمسن کیلئے
ساقیا ہلکی سی لا ان کے لئے

حسن کے گلشن مین آئی ہے بہار
گل رخِ رنگین یہ ہوتے ہین نثار
دل اُڑا لیتا ہے جوبن کا اُبھار
ہے جوانی خود جوانی کا سنگار
سادگی گہنا ہے اس سن کیلئے

طبع نازک مین ہے اتنی نازکی
ناپسند اُسکو ہے رنگِ شوخ بہی
دے نہ دینا پہول سوسن کا کبہی
باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی
بہیجنا ہے ایک کمسن کیلئے

میرے پاس آکر وہ گل بیٹھا ادہر
ہو گئے آثار شب ظاہر ادہر
شام کو ہمراہ لائی ہے سحر
وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کیلئے

شہرے تھے عالم مین جنکی عقل کے
جو کسی کے دام مین پہنستے نہ تھے
وہ بہی فقرو مین ہمارے آ گئے
بوسہ بازی مین انہین دہوکے دے
سب بے گنے دن بنے - دس گن کیلئے

کیا کہی تہی بات یہ سینے بڑی
آپکو زیبا نہین بے پردگی
وہ بگڑ بیٹھے یہ دیکھو دل لگی
کہتے ہین چھپنے کی بہی اچھی کہی

پر دم مین بیٹھین گے ہم ان کے لئے

بیوفا ہین بیوفا ہین بیوفا
پرجفا ہین پرجفا ہین پرجفا
ایسون سے کیا رکھے کوی آسرا
ساری دنیا کے ہین وہ میرے سوا

مین نے دنیا چھوڑ دی جنکے لئے

دیکھ پچتائیگا اے خانہ خراب
دن گذر جائینگے یہ مانندِ خواب
پھر کہان تو اور کہان عہدِ شباب
پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب

عمر بھر ترسے گا اِس دن کیلئے

خود ہی ستھے ثروت مین جو اپنی نظیر
مر گئے پر ہین کفن کو بھی فقیر
کیا ہوا وہ مال و سامان کثیر
لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر

آے تھے دنیا مین اِس دن کیلئے

ایضاً

ہوتے ہی سر پر بلا نازل گیا
ڈھونڈھنے سے اب کیا حاصل گیا
ہاتھ سے کیا ہمدمِ کامل گیا
کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا

خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

ہے حسینون کا یہ اندازِ سخن
گر گئے آنکھون سے نسرین نسترن
کھلکھلایا آنکھون کے آگے اک چمن
مسکرا ئیں کھلا کیا وہ دہن

غنچۂ تصویر گویا کھلگیا

ہاے لطفِ ذبح کیسا کھو دیا
رحم میرے حال پر کیون آگیا
سنگدل تھا وہ یہ پھر ہی کیا ہوا
اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا

گہر تلک روتا ہوا قاتل گیا

غم نہین گر سر پہ ہو شور و نشور
ہان مگر اتنا تو ہوتا ہے ضرور
گو سمجھتے ہین کہ ہم ہین بے قصور
اپنی دم پر جہان بگڑے حضور

لب ہلاے آپنے دل ہلگیا

یون تو نازک ہوتے ہین ساری حسین
کچہہ نزاکت کی بہی حد ہے نازنین
ایسے نازک وہ ہین دیکہے نہین
خوابمین آنکہین جو تلوؤن سے ملین

بولے اُف اُف پانون میرا چہلگیا

بزم مین بیٹہا تہا بے وسواس مین
عزم کو اپنے نہ آیا راس مین
کچہہ رجا دلمین بہرے کچہہ یاس مین
اُٹہکے جا بیٹہا جو اُنکے پاس مین

بولے کچہہ مل بیٹہنے سے ملگیا

ہین وہ بیشک صاحب تاج و سریر
مہربان اُنپر ہے خلاق قدیر
کوی بہی ثروت نہین اُسکا نظیر
حل مرے مشکلکشا نے کی امیر

لیکے کیسی ہی کوی مشکل گیا

ایضاً

طرفہ گل یار کہلا جاتا ہے
رنگ ہر اک کا اُڑا جاتا ہے
اچھے اچھونکو چہپا جاتا ہے
چاندنی مین جو وہ آ جاتا ہے

چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کوی دیکہا نہین لاغر ایسا
ہے نزاکت مین کمر سے بہی سوا
ہو کے دنیا مین نہین ہے گویا
کسقدر زار ہے عاشق تیرا

رنگ کیساتھہ اُڑا جاتا ہے

قتل پر اُسنے اُٹھایا ہے حلف
پھر ضرور آئیگا وہ میری طرف
قتلگہ مین نہ بچیگی کوی صف
سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف

فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

طالب دید کو ترسائین نہ آپ
جو ہو بیتاب اُسے تڑپائین نہ آپ
زلفین رخسار و نپہ بکھرائین نہ آپ
آئینہ دیکھکے شرمائین نہ آپ

دیکھیے کوئی کہا جاتا ہے

رنگ الفت ہے زمانیسے جدا
دور ہی رہنا ہے اس سے اچھا
ملگیا خاک مین جو اسمین پھنسا
دل لگی سمجھے ہو آنا دل کا

جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

آجکل جوش پہ ہے نشۂ حسن
ہے مگر لطف کی شے نشۂ حسن
بن نہ انگور کی مئی نشۂ حسن
اتنی تیزی نکرا ے نشۂ حسن

کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

وصل کی اب نہین کوی تدبیر
کچھہ عجب اپنی ہے ثروت تقدیر
چپ رہے کیون نہ وہ مثلِ تصویر
کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر

سنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

خمسہ بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا مصیبت تھی شبِ تار کہون یا نکہون
کس بلا مین تہا گرفتار کہون یا کہون

قصۂ ہجر مین اے یار کہون یا نکہون
حال دل تجھسے دل آزار کہون یا نکہون

خوف سے مانع اظہار کہون یا نکہون

سخن سخت زبان پر مری جان لاتے ہو
بید لرزان کیطرح غصے سے تھراتے ہو
قتل کیواسطے جلاد کو بلواتے ہو
نام جب آتا ہے ظالم کا بگڑ جاتے ہو

آسمان کو بھی ستمگار کہون یا نکہون

گالیان سیکڑون دین آپنے مجکو اب تک
پر شکایت نہین آئی کبھی میرے لب تک
ضبط اس درجہ کیا ہو سکا مجھسے جبتک
آخر انسان ہو نہین صبر و تحمل کب تک

سیکڑون سنکے بھی دو چار کہون یا نکہون

چپ مرے پہلو مین بیٹھے ہو یہ کیا عقدہ ہے
بت بنے رہنے سے مطلب نہین بر آتا ہے
کچھ زبان سے تو کہو تم یہ مرا منشا ہے
ہاتھ کیون رکھتے ہو منہ پر مرے مطلب کیا ہے

باعث رنجش و تکرار کہون یا نکہون

بزم مین یہ بھی چلے آتے تھے ہمراہ مرے
پر ہوی انکی طرف یار تو جھپ سے پہلے
شوق سے کان لگا کر سنے قصے انکے
کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے

مجکو کیا حکم ہے سرکار کہون یا نکہون

ہجر جانا نمین ہوی زار یہ اپنی حالت
اب نہین ضبط کی دلمین ہے مرے بالکل طاقت
لب پہ ہر دم ہے فغان زرد ہے رخ کی رنگت
نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت

سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

سب پہ روشن ہے جو ہے ہند مین شوکت میری
ہون وہ استاد زمانہ مین ہے شہرت میری
نہین پوشیدہ ہے ثروت یہ حقیقت میری
داغ سے ہے نام مرا برق طبیعت میری

گرم اس طرح کے اشعار کہوں یا نکہوں

ایضاً

مجبور کبھی ظلم سے قاتل نہین ہوتا	بے ذبح کیے کیا کوی بسمل نہین آتا
کیا اور کوی جور کے قابل نہین ہوتا	کیا لطف ستم یون اُنہین حاصل نہین ہوتا

غنچے کو وہ ملتے ہین اگر دل نہین ہوتا

کچھ قول کیا تھا کبھی تم یاکرو تو	ایسا نہو پھر وعدہ خلافو نمین نہ ٹھہرو
یہ بھی نہ سہی جانے دو لو اسکو تو مانو	انکار تو کرتے ہو۔ مگر یہ بھی سمجھ لو

بے وجہ کسی سے کوی سائل نہین ہوتا

کہیے تو ذرا کسنے سکھائے یہ طریقے	دنیا سے ہین سرکار کے انداز نرالے
ہے اتنی حیا وصل مین عاشق سے تو اپنے	کھل کھیلے وہین آپ جہان چار مین بیٹھے

یہ شرم یہ پردہ سر محفل نہین ہوتا

بیمار سے بھی کرتے ہین غمزے پئے تسکین	انداز نکالے ہین یہ اچھے پئے تسکین
کیا خوب دئے جاتے ہین فقرے پئے تسکین	بنجاتے ہین نادان وہ کیسے پئے تسکین

رکھتے ہین وہان ہاتھ جہان دل نہین ہوتا

ہے تیری طرح یار مرا دل بھی ستمگر	دشمن یہ مری جان کا ہو جاتا ہے اکثر
مینے بھی یہی ٹھانی ہے اب جی مین مقرر	رکھ لون ترے پیکانکو کلیجے سے لگا کر

اپنا کبھی ہوتا ہے کبھی دل نہین ہوتا

آزار محبت مین یہان جان ہی دیدی	تکلیف سہی صبر کیا آہ نہ کھینچی
اسپر بھی کوی خوش نہین تعریف تو کیسی	یہ داد ملی اونسے مجھے کاوش دل کی

جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہین ہوتا

ثروت عجب حیرت مین ہون کچہ بن نہین آتی
مجبور محبت مین ہون کچہہ بن نہین آتی

مین کیسی مصیبت مین ہون کچہہ بن نہین آتی
ای داغ کس آفت مین ہون کچہہ بن نہین آتی

وہ چھینتے ہین مجہہ سے جدا دل نہین ہوتا

ایضاً

خواہش وصل اُسی پہلو مین بٹھالون تو کہون
رنجشین دل کی ذرا پہلے مٹالون تو کہون

داستان ہجر کی اپنے مین سنالون تو کہون
درد دل کا کوئی پہلو جو نکالون تو کہون

اپنے روٹھے ہوئے دلبر کو منالون تو کہون

کیا کہون حسن مین ہے وہ ستم آرا کیسا
حور کی شکل ہے ایسی نہ پری کا نقشا

ہمدمو- یون نہ تمہین اسکا یقین آئیگا +
پوچھتے کیا ہو کہ کیسا ہے کتابی چہرا

پہلے مین ہاتہہ مین قرآن اُٹھالون تو کہون

ہمنشین پاس تو بیٹھے ہین وہ جلدی کیا ہے
راہ پر لاکے مین کہہ لونگا جو کچہہ کہنا ہے

ہاے یہ پوچھہ نہ مجھسے مرا کیا منشا ہے
جو مرے دل مین ہے کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے

گدگدالون تو کہون پانون دبالون تو کہون

کوئی کہتا ہے کہ ہے مہر و وفا مین لذت
کوئی کہتا ہے کہ ہے شرم و حیا مین لذت

خود وہ کہتا ہے کہ ہے جور و جفا مین لذت
مین نے جو پائی ہے اُس تیغ ادا مین لذت

سامنے خضر و مسیحا کو بٹھالون تو کہون

چھپ گئین دل مین مرے اسکی نکیلی گاتین
بھولی بھالی ہے نہین جانتی چالین گھاتین

یاد آتی ہین مجھے اسکی وہ پیاری راتین
شب ہجران مین جو کچہہ اس سے ہوئی ہین باتین

تری تصویر کو سینے سے لگا لون تو کہون

تاب وہ تذکرۂ غم کی نہین لائینگے
رفتہ رفتہ مگر اس راہ پہ وہ آئینگے
ابھی بچپن ہے وہ ناوان ہین گھبرائینگے
ایک بیک سنکے مرا حال اُکھڑ جائینگے

ہمنشین مین اُنہین باتو مین لگا لون تو کہون

تھک گیا دور سے آیا ہون مین ای داور حشر
کیا کرون عشق کا بندہ ہون مین ای داور حشر
اپنے بیگانے سے چھوٹا ہون مین اے داور حشر
رات بھر ہجر مین جاگا ہون مین اے داور حشر

حالِ دل کوی گھڑی آنکھہ لگا لون تو کہون

جان و دل جنکے لئے ہاتھہ سے یان کھو بیٹھے
ناصحو کیا مین کہون کیسے اُٹھائے صدمے
وہی کمبخت مرے خون کے پیاسے نکلے
جو گذرتی ہے مرے دم پہ نہ پوچھو مجھسے

گالیان عشق و محبت کو سنا لون تو کہون

پوچھو گلچین سے ترا اُسنے بگاڑا کیا تھا
واہ اچھی کہی اب صبر و تحمل کیسا
کونسے جرم مین ثروت سے ہے گرفتار بلا
داغ پابند قفس ہون نہین کچھہ کرسکتا

دامِ صیاد سے مین چھوٹ کر جا لون تو کہون

ایضاً

ہمنے بگڑ کے کیا کہا اے جان جائیے
لیتے نہین ہم آپ کا احسان جائیے
دل مین نہین ہے ملنے کا ارمان جائیے
اب وہ یہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے

اللہ تیری شان کے قربان جائیے

گھر غیر کے نہین گئے مہمان جائیے
کہتا ہون ہاتھہ جوڑ کے اے جان جائیے
بیوجھہ زلف و رخ ہین پریشان جائیے
بگڑے ہوے مزاج کو پہچان جائیے

سیدھی طرح نہ مانیے گا مان جائیے

سرکار اذن دیتا رہونگا مین تابہ کے — بزمِ عدو مین جائیے یون کرکے جھگڑا ٹے
کہہ دیجیے کہ تیری اجازت ہے کون شے — کس کا ہے خوف روکنے والا ہی کون ہے

ہر روز کیون نہ جائیے مہمان جائیے

دنیا مین کون صاحبِ باطن ہے آپ سا — روشن ہے حال آپ پہ سارے جہان کا
کچھ تو زبان سے کہیے کہ ہے کیا یہ ماجرا — محفل مین کس نے آپ کو دل مین چھپا لیا

اتنو نمین کون چور ہے پہچان جائیے

ملنے کی وہ بیچ نکالی ہے یہ آپ نے نئی — ایسا بھی کوئی ملتا ہے عاشق سے اے پری
ماتھے پہ ہے شکن تو کمر مین ولایتی — ہے تیوری پہ بل تو نگاہین پھری ہوئی

جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جائیے

فرقت مین جی بہلنے کا کچھ آسرا تو ہے — تسکینِ دل کے واسطے اک مشغلہ تو ہے
جاسے ہے وفا نہو یہ امیدِ وفا تو ہے — گو وعدۂ وصال ہو جھوٹا مزا تو ہے

کیونکر نہ ایسے جھوٹ کے قربان جائیے

آتی ہے دل مین آپکی صورت کبھی کبھی — خالی مکان مین وہ نہ گھبرائے اے پری
کچھ کچھ کھٹک تو چاہیے ہر دم ضرور ہی — رہجائے بعد وصل بھی چٹک لگی ہوئی

کچھ رکھیے کچھ نکال کے ارمان جائیے

باہر حضور دائرۂ عقل سے نہو — نادان اب نہین ہو زرا آدمی بنو
صاحب کدھر ہو ہوش کی اپنے دوا کرو — اچھی کہی کہ غیر کے گھر تک زرا چلو

مین آپکا نہین ہون نگہبان جائیے

ہے یہ چالین ہے یہ فقرے جناب کے — ارشاد ہے کہ دیکھنے آئے ہین ہم تجھے
اور وسنے جا کے آپ یہ باتین بنائیے — آئے ہین آپ غیر کے گھر سے کھڑے کھڑے
یہ اور کو جتائیے احسان جائیے

اتنا اثر تو میری محبت مین یار ہو — شب بھر نہ میرے نالون سے چین آئے آپکو
بیتاب ہو کے ہاتون سے دل آپنا تھام لو — دلکو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

جھگڑے مین عشق کے مجھے برسون گذر گئے — لیکن حضور نے نہ کبھی طے کیا اسے
مدت کے بعد آج اکیلے ملے مجھے — جانے نہ دونگا آپکو بے فیصلہ کئے
دل کے مقدمے کو ابھی چھان جائیے

ہمتو سوال کرتے رہے اونسے رات بھر — بات اسقدر بڑہی نہ ہوئی ختم تا سحر
اک بات کہہ کے اونسے کیا قصہ مختصر — یہ مختصر جواب ملا عرض وصل پر
دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

اچھی یہ عادت آپکی رشک پری نہین — کوئی کہے ہزار مگر سنتے ہی نہین
ثروت یہ ٹیک کہتے ہین کچھ دل لگی نہین — وہ آزمودہ کار تو ہے گرولی نہین
جو کچھ بتائے داغ اوسے مان جائیے

خمسہ بر غزل حضرت امیر مینائی

میری بلا سے شوق سے مہمان جائیے — بڑہتی ہے وان کے جانے نہین بلا شان جائیے
لیکن جتا کے مجھپہ نہ احسان جائیے — گھر غیر کے مزے سے مری جان جائیے

شوخی و شرم دو ہین نگہبان چاہیے

عاشق کے دفن کرنیکو ایجہان چاہیے — جانی ہے اسمین آپکی کیا شان چاہیے
ضد کا محل نہین ہے کہا مان جائیے — رتبہ شہید عشق کا گرجان جائیے
قربان ہونیوالے پہ قربان جائیے

عاشق کے قتل سے نہ پریشان جائیے — حورون کے گہر سے اب تو وہ مہمان جائیے
ثروت جو کہہ رہا ہے اُسے مان جائیے — رتبہ شہید عشق کا گرجان جائیے
قربان ہونیوالے پہ قربان جائیے

گزری ہین آتے جاتے یہان مدتین — کین خود کبھی نہ آپنے ایسی عنایتین
بیجا کیا کسے سے نکالین جو حسرتین — اچھی نہین اطاعت عاشق کی عادتین
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

زیبا نہین حضور کو ایسی اطاعتین — اللہ رہنے دیجیے اپنی عنایتین
معشوق مین نہ چاہیے اتنی مروتین — اچھی نہین اطاعت عاشق کی عادتین
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

لیکر بلائین سینے سے جو آغوش مین لیا — پہلے تو دل ہی دل مین وہ مجہپر ہوے خفا
غصہ بڑہا تو پہر مرے پہلو سے ہو جدا — خنجر کمر سے کہینچکے گردن پہ رکہدیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

اک لفظ تہا کہ پیار مین منہ سے نکل گیا — گالی خدا نخواستہ یا کوسنا نہ تہا
جامے سے تم تو ہو گئے باہر کیا یہ کیا — خنجر کمر سے کہینچکے گردن پہ رکہدیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

حالِ مرض نہ سنئے دلاسا نہ دیجیے
مرجاؤن تو جنازے کو کاندہا نہ دیجیے
پانی کا نزع مین مجھے قطرہ نہ دیجیے
مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے

اچھا مِلا کے خاک مین ارمان جائیے

گھبرا کے آچکے مجھے فقرا نہ دیجیے
اچھا مرے جنازے کو کاندہا نہ دیجیے
ایسا پس فنا بھی دلاسا نہ دیجیے
مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے

اچھا ملا کے خاک مین ارمان جائیے

اُسکی خطا نہین مین ہی غفلت مین پڑ گیا
عاشق کا دل تو اب اسی حسرت مین پڑ گیا
خود اُسکو منہ لگا کے مصیبت مین پڑ گیا
کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑ گیا

رَٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

ارمان جو میرے دلمین شہادت کے تھے بھرے
ہمت وہ میری دیکھکے حیران ہوگئے
خنجر سے خود لپٹ کے مرے وصل کے لئے
اس بانکپن سے قتل ہوا مین کہ کہہ اُٹھے

ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

کہتے ہین وہ کہ جاتے ہین اب صبح ہے قریب
ڈرتا ہون راہ مین نہ کہین گھیر لین رقیب
منہ اونکا دیکھ دیکھکے روتا ہون مین غریب
یہ رشک بد بلا ہے ہو دمِ رخصت حبیب

کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

وہ اور یون ملول ہون عاشق کی مرگ سے
ہم وہ جال کرتے ہین پر ومین سوگ کے
باور نہ آئیگا کوی گو لاکھ کچھ کہے
آئے ہین بال کھولے دمِ نزع اسلئے

دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

اتنا دم اخیر ذرا مجھ پہ ہو کرم
مرثیہ کا میری آپ بہت کیجیے نہ غم

گھبرا رہی ہے جسم مین اب جان پر الم — بالین پہ آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم

مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

اب اختیار مین دلِ اندوہگین نہین — ضبط فغان ہو مجھسے یہ مجکو یقین نہین

یہ وقت ضد کا آپکی اے نازنین نہین — آخر ہے رات وصل کی کبتک نہین نہین

بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

بوسہ ملا نہ وصل کی نکلی کوئی سبیل — نادان مفت جاکے بنا آپ سا عقیل

بولے وہ جائیے کہ ہے فرصت مجھے قلیل — آخر ہوے نہ حضرتِ دل جاکے وان ذلیل

ہان اور دوڑ دوڑ کے مہمان جائیے

یہ کیا کہ آہ آہ کئے جائیے امیر — قصد اُسطرف کا ہو تو چلے جائیے امیر

ثروت کی اتنی بات سنے جائیے امیر — خلوت مین اُسکے دلکو تو لیجائیے امیر

پر دلمین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

ایضاً

دلدہی کیلئے اتنا ہی خیال اچھا ہے — بیقراری کا مرے دلکے مآل اچھا ہے

جانکر بنتے ہو نادان یہ کمال اچھا ہے — بھولے پن سے دمِ رخصت یہ سوال اچھا ہے

ہاتھ سینے پہ ہے کیون دلکا تو حال اچھا ہے

ٹھان لی جبسے کہ اب اوس سے کرونگا نہ کلام — بس مرادوں ہی سے ایسی محبت کو سلام

کیا غضب ڈھائے خدا جانے جو لون وصل کا نام — مانگیے بوسہ تو کہتا ہے وہ دیکر دشنام

کیون جواب اچھا ہے اسکا کہ سوال اچھا ہے

جان و دل دو ہی مرے پاس تھین چیزین ایسی — کہ زمانے مین کہین انکا نہین ہے ثانی

نظر آئی نہین پر اتو کوئی بہی بجستی ۔ ناز کو جان کی ہے فکر ادا کو دل کی
دونون خوش نکہین دونو نکا خیال اچھا ہے

کیون نہ قربان ہون سو جان سے تصویر پہ تیرے ۔ با وفا ہوتے ہین دنیا مین حسین کب ایسے
دیکہکر اسکی وفا ہو گئی نفرت تجہسے ۔ روز آتا ہے مرے دلکو تسلی دینے
تجہسے اے دشمنِ جان تیرا خیال اچھا ہے

خوبرو سیکڑون دنیا مین ہین اچھے اچھے ۔ ڈہونڈہے کوئی تو ہزارون ملین ہمسر تیرے
دم نہ یکتائی کا اب بہر نا کسیکے آگے ۔ چلکے دیکہہ آئینہ خانے مین ہین کتنے تجہسے
تجکو سوجہی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

ہائے برگشتہ ہوی میری کچہہ ایسی تقدیر ۔ وصفِ ابرو کی جگہ کر گیا کیا کچھ تحریر
اب نہ پوچھو کہ ہے کسواسطے تروت دلگیر ۔ رشک سے بوسہ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

خمسہ بر غزل جنابہ ہمشیرہ معظمہ مرحومہ المتخلص بہ ستمر

دلکی تسکین نگار کرتا ہے ۔ جھوٹے وعدے ہزار کرتا ہے
روز قول و قرار کرتا ہے ۔ وعدہ وصل یار کرتا ہے
کون یان اعتبار کرتا ہے

کیا سنائین فراق کا قصہ ۔ مدتون ہم رہے ہین برق آسا
بارے صد شکر وقتِ وصل آیا ۔ ہجر کی دیکہین اب تلافی کیا
وہ تغافل شعار کرتا ہے

لے لیا روئے یار کا بوسہ
ہون گنہگار اگر تو ہون اُسکا

دے سزا یا معاف کر دے خطا
کیا کیا مین نے اسکا جو غمزا

جبر سے بے اختیار کرتا ہے

کچہ بہت دن ابہی نہین گزرے
دو ہی دن مین بہلا دیئے ایسے

کہہ گئے تہے وصال کے وعدے
کہتے ہین وعدہ کب کیا تہنے

کیون کوی انتظار کرتا ہے

ایک بار اُسنے کہکے دیکھہ لیا
اب بہی کیا جی نہین بہرا تیرا

کہ ہوا مبتلاے رنج و بلا
پہر کیا قصد عرض مطلب کا

کیا دل بیقرار کرتا ہے

اسکو جی دینے کی تمنا ہے
تیغ پر خود نثار ہوتا ہے

کیسا بے ڈر ہے ڈہیٹ کتنا ہے
میرے دلکا بہی کیا کلیجا ہے

اُسکے ابرو کو پیار کرتا ہے

کر دیا تیغ یار نے گہائل
ثروت اب بہی نہین ہے پر غافل

سانس لینا بہی ہو گیا مشکل
اے مسرت ہزار رنج مین دل

شکر پروردگار کرتا ہے

ایضاً

مضطرب دلکو نہ تڑپاؤ خدا کیواسطے
سامنے دم بہر کو آجاؤ خدا کیواسطے

کچہہ تسلی اسکی فرماؤ خدا کیواسطے
چہرۂ پرنور دکہلاؤ خدا کیواسطے

جان بلب ہون اب نہ ترساؤ خدا کیواسطے

اک بلا لاتے ہو میری بزم مین آتے ہو کیا ۔۔۔ کرتے ہو میری مذمت غیر کی مدح و ثنا
رہتی ہے ورد زبان اغیار کی مہر و وفا ۔۔۔ ذکر کر کے غیر کا کیون دل جلاتے ہو مرا

جاؤ جاؤ بس وہین جاؤ خدا کیواسطے

تا سحر مین راستہ دیکھا کیا اے رشکِ ماہ ۔۔۔ انتظارِ دید مین آنکھین تھین وا ای رشکِ ماہ
پر نظر آیا نہ چہرہ آپ کا اے رشکِ ماہ ۔۔۔ پکا وعدہ اسکے آنیکا تھا اے رشکِ ماہ

کیون نہین آئے یہ بتلاؤ خدا کیواسطے

جب غمِ فرقت کا آیا لب پہ میری تذکرہ ۔۔۔ روبرو اُسکے تغافل کا کیا مینے گلا
ہوگیا فرطِ غضب سے لال چہرہ یار کا ۔۔۔ شکوۂ جور و ستم پر کیا ہی جھنجھلا کر کہا

بس زبان میری نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

مدتون فرقت کے ہمنے رات دن صدمے سہے ۔۔۔ بعد برسون کے خدا کا شکر اپنے دن پھرے
رحم کھا کر کیا ملنے کا وعدہ آپ نے ۔۔۔ انتظار اب ہو نہین سکتا دلِ بیتاب سے

جلد آؤ جلوہ دکھلاؤ خدا کیواسطے

دیکھکر ہر دم تنے ابرو نگاہِ خشمگین ۔۔۔ کھچ کے آنکھون ہی مین آخر آگئی جانِ حزین
ابتو ہو جائے نگاہِ رحم اے زہرہ جبین ۔۔۔ ہمسے کر کے گرمیان دکھلا کر وئے آتشین

عشق کی آتش نہ بھڑکاؤ خدا کیواسطے

شکل دکھلائے نہ جب تک وہ حسین اے ہمدمو ۔۔۔ رک نہین سکتی مری جانِ حزین اے ہمدمو
یون لگی دلکی بھی بجھتی ہے کہین اے ہمدمو ۔۔۔ میرے سمجھانیسے کچھہ حاصل نہین ہے ہمدمو

اُس بتِ کافر کو سمجھاؤ خدا کیواسطے

پاکدامانی جو بہکاتی ہے بہکانے ہی دو ۔۔۔ کچھہ اگر گاتی ہے عصمت تو اسی گاڑ ہی دو

کہولدو منہ گر حجاب آتا ہے تو آنے بہی دو ۔ آئے ہو وعدہ پہ تو ارمان نکل جانے بہی دو

آجکی شب تو نہ شرماؤ خدا کیواسطے

وجہہ کیا ہے راتدن اشکوں سے منہ دہوتے ہو کیون ۔ کیا سبب ہے جان اپنی مفت مین کہوتے ہو کیون

کچہہ نہین ثروت یہ کہلتا مضطرب ہوتے ہو کیون ۔ آہ مین کیون بہر تے ہو ہر دم روز و شب روتے ہو کیون

اے حسرت کچہہ تو بتلاؤ خدا کیواسطے

خمسہ بر غزل خود

کسی پہلو ٹہرتا ہی نہ تہا دل ۔ تڑپنے مین تہا بجلی سے سوا دل

دہڑکتا کیون نہین اب چلبلا دل ۔ چرا کر ہاے کوی لیگیا دل

مرا نازون کا پالا با وفا دل

سے جا کر ستم اکبار کیا کیا ۔ نہین تہا جان بچنے کا سہارا

نہ چہوڑا پہر بہی لیکن ڈہنگ اپنا ۔ غضب آیا الٰہی خیر کرنا

پہر اُس کوچے مین مجکو لیچلا دل

مرے دیدار کے لیتا ہے کوی ۔ غم فرقت مین دیتا ہے کوی جی

پہر اسکا کیا ہے قسمت اپنی اپنی ۔ لگای غیر نے وان اُنکے مہندی

یہان ہاتون کو ملکر رہگیا دل

وہ خود ہی لیگئے پہلو سے میرے ۔ بنے ہین آپ ہی انجان کیسے

غرض یہ ہے کوی پوچہے نہ اُن سے ۔ مجہے بیدل جو دیکہا تو وہ بولے

الٰہی کس نے اسکا لیلیا دل

نہین چلنے کے ایسے مجہسے چلکے　　بناؤ حیا کے اورون سے یہ فقرے
نہین سے ہے سینے پر جوبن تمہارے　　ڈوپٹہ مین چہپا رکہا ہے تمنے
نگاہین کہہ رہی ہین ہے مرا دل

اٹہائے سیکڑون ہی ناز اُسکے　　سہے جور و ستم لاکہون ہی ہمنے
ملے پہر بہی ہمین الزام اُلٹے　　گیا شکوہ جفاؤن کا تو بولے
بہلا پہر تمنے ہمکو کیون دیا دل

مریجان تم ہو رخصت مانگتے کیون　　پڑے ہو پیچہے میری جان کے کیون
ستاتے ہو بہلا ہر دم مجہے کیون　　تمہین جانے دون اپنے پاس سے کیون
کہین پہلو سے ہوتا ہے جدا دل

اثر اتنا دکہایا جذبِ دل نے　　کہ خود ہی وصل کے خواہان وہ ہوگئے
چلے آئے مرے گہر بے بلائے　　مرے آغوش مین آکر وہ بولے
بڑا تقدیر والا ہے ترا دل

کرون کس کو مین اے ثروت نصیحت　　اسی مین مبتلا ہے ساری خلقت
جسے دیکہو اُسی کی ہے یہ عادت　　عجب یہ رسم الٹی ہے کہ ثروت
گیا جب دل تو بولے آگیا دل

ایضاً

آگیا غش چشمِ فتان کی شرارت دیکہکر　　ہوگیا سکتا مجہے اُس رخ کی طلعت دیکہکر
بنگیا تصویر عارض کی لطافت دیکہکر　　مجکو یہ حیرت ہوی اُس بت کی صورت دیکہکر
ہوگیا آئینہ ششدر میری حیرت دیکہکر

اُسکے انداز و ادا جور و جفا ظلم و ستم | داغِ فرقت زخم دل تیر مژہ تیغِ دو دم
بیقراری جانکنی وحشت جنون رنج و الم | سوزش و بیتابی و اندوہ درد و سوزِ غم

گھر کیا ہے سب نے میرے دلمین وسعت دیکھکر

راہ کعبے ہے نہ راہِ خانۂ خمار ہے | شیخصاحب تجربہ یہ آپ کا بیکار ہے
سخت مشکل رہبریِ کوچۂ دلدار ہے | خضر چلنا راہِ الفت مین بہت دشوار ہے

پانون رکھیئے گا ذرا حضرت سلامت دیکھکر

تجکو بیٹھا دیکھتا ہے جب وہ پہلو مین مرے | ہوتے ہین اُسوقت کن کن آفتونکے سامنے
ایکدم بہی بیٹھنے پاتا نہین وہ چین سے | رشک کیا کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کے

میری الفت دیکھکر تیری محبت دیکھکر

سر سے پا تک چہائی ہے میرے پیامی پر اُداس | ننگے سر ہے ننگے پاون پارہ پارہ ہے لباس
رنگ فق ہے چشم نم ہے اور چہرہ ہے اوداس | خیر ہو اُسکی گلی سے آرہا ہے بدحواس

مجکو وحشت ہوتی ہے قاصد کی حالت دیکھکر

بنگیا ہے آئینہ تو کس کے رعب حسن سے | آکے چپ سادھے ہوئے بیٹھا ہے میرے سامنے
کیون نہین کرتا ملامت دل لگانے پر مجھے | ناصحا اب وہ ترے پند و نصائح کیا ہوے

چھا گئی تجھپر یہ حیرت کسکی صورت دیکھکر

جان و دل اپنے ہوئے ہین جب سے بندی حسن کے | تب سے نفرت ہوگئی ہے دولتِ کونین سے
جسکی حاجت تہی دیا ثروت مجھے اللہ نے | یار کے آگے نہین حاجت کسی شے کی مجھے

دل غنی ہے اپنا اس دولت کو ثروت دیکھکر

ایضاً

ہو کبھی وصل کا سامان بڑی مشکل ہے
گھر مرے آئین وہ مہمان بڑی مشکل ہے
بیٹھین پہلو مین کوی آن بڑی مشکل ہے
وہ نکالین مرے ارمان بڑی مشکل ہے

ہو یہ مشکل کبھی آسان بڑی مشکل ہے

آجکل غیر کے کہنے مین وہ کچھ ایسے ہین
میری ہر بات سے بیزار خفا مجھ سے ہین
طنز کرتے ہین کبھی طعنے کبھی دیتے ہین
جب کہو آپ پہ مرتا ہون تو فرماتے ہین

جان دینا نہین آسان بڑی مشکل ہے

سوز فرقت نے کیا تھا جو مرا حال زبون
جی مین آیا مرے یہ چلکے بیان اُنسے کرون
آکے وہ حال بیان دیکھا کہ اشب ستند ہون
کسطرح راز محبت مین بھلا اُنسے کہون

غیر کے بھی ہین ادہر کان بڑی مشکل ہے

یون تو ممکن ہنین نکلین کبھی ارمان میرے
آکے محفل مین شب وصل الگ ہین بیٹھے
فائدہ کیا ہوا وعدے پہ چلے آنے سے
بزم خلوت مین بھی جاتے نہین غمزے اُنکے

ساتھ رہتے ہین نگہبان بڑی مشکل ہے

کیا کہون ہجر مین جی پر مرے کیا صدمے ہین
شعلے رہ رہ کے کلیجے سے مرے اُٹھتے ہین
دل جگر آتش ہجران سوز کے پرکالے ہین
نہ قضا آتی ہے بالین پہ نہ وہ آتے ہین

کشمکش مین ہے مری جان بڑی مشکل ہے

دیکھکر جنکو مہ و مہر کبھی جاتے ہین
شرم سے شکل مہینون ہنین دکھلاتے ہین
حضرت موسیٰ بھی جس جلوے سے غش کہاتے ہین
بے نقاب آج مری بزم مین وہ آتے ہین

اب سلامت رہین اوسان بڑی مشکل ہے

مجکو معلوم نہ تھی پہلے سے یہ کیفیت
ورنہ ہو لیسے بہی کہتا نہ اُنہین مہ طلعت
کہ اُنہین ذکر سے ہے چاند کی ایسی نفرت
وصف مہ اُسنے نکرنا تہا مجہے اے شروت

طعنے دیتے ہین وہ ہر آن بڑی مشکل ہے

خمسہ بر غزل حضرت غالب

باندہ کے جوڑا ناز سے بات نہ تو بتا کہ یون
مجکو بتا دے برملا چوم کے مُنہ مرا کہ یون
کرنہ اشارے ہونٹہ سے آمرے دلربا کہ یون
غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکہا کہ یون

بوسے کو پوچہتا ہون مین منہ سے مجہے بتا کہ یون

دیکہے نہین ہین صاف دل دونون جہان مین یار کے
ایسے سے کہنا ہی عبث جو دے جواب آپ سی
جان گیا وہ مدعا شکل ہماری دیکہہ کے
پرسش طرز دلبری کیجئے کیا کہ بن کہے

اوسکے ہر اک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یون

ملکے مین اپنے یار سے لوٹون مزے وصال کے
پر مین یہ سوچتا ہون پہر شرکت رشک غیر سے
دیکہہ کے مدعی مرا آتش رشک سے جلے
رات کیوقت مے پئے ساتہہ رقیب کو لیے

آے وہ یان خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یون

بگڑے جو خود سی ہر گہڑی اُس سے بنے تو کیا بنے
پہر تو بہی کہدے ہمنشین سنکے یہ کیون نہ جی جلے
بات بہلی بہی گر کہو تو وہ اُسے بُری لگے
غیر سے رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکہئے

سامنے آن بیٹہنا اور یہ دیکہنا کہ یون

رہتے نہین حواس ٹہیک جاتے ہی اُسکے سامنے
کیجئے پہر عرض مدعا کوی کرے تو کیا کرے
ہوتے ہین ہوش بہی ہوا چہرۂ یار دیکہہ کے
بزم مین اوسکے روبرو کیون نہ خموش بیٹہیے

اُسکی تو خامشی مین بہی ہے یہی مدعا کہ یون

آتا ہے جی مین بار بار لے لون بلائین یار کی
دیکھیئے اُسکی شوخیان دیکھیئے اُسکی دلگی
صدقے ہون اس ادا مین کے خوب ہی یہ ادا ہوئی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجکو اُٹھا دیا کہ یون

ہوتے ہین تیرے نالوسے گنگ یہ گوش کسطرح
کرتا ہے میرے ہجر مین آہ و خروش کسطرح
دل سے زبان پہ آتا ہے عشق کا جوش کسطرح
مجہہ سے کہا جو یار نے جاتے ہین ہوش کسطرح
دیکھہ کے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یون

پہلے کبھی تو قفل لب تھی نہ یہ میری خامشی
آکے یہان کی رسم و راہ مین نے یہین یہ سیکھلی
رہتی نہ تھی زبان بند لب پہ تھی ہر گھڑی ہنسی
کب مجہے کوے یار مین رہنے کی وضع یاد تھی
آئینہ دار بنگئی حیرت نقش پا کہ یون

لاکھہ کہون مین ٹہیک ہے بات یہ ثروت آپکی
اسکو کرونگا کیا مگر اگلونکا قول ہے یہی
میرا کلام جہوٹ ہے میرا گمان غلط سہی
جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشک فارسی
گفتۂ غالب ایکبار پڑہکے اُسے سنا کہ یون

ایضاً

روئین نہ کیون فراق مین صبر ہو دلکو ہی کیون
شیشۂ دلکو ظلم کا ہاتہہ کوئی لگاے کیون
ضبط کا حکم ہے تو پہر ہم سے نظر چرائی کیون
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون
روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

راہ مین ہین پڑی ہوی گہر نہین یہ مکان نہین
قید مکان سے چہٹ گئے قید کوئی یہان نہین
خوف رقیب کا نہین منت پاسبان نہین
دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین

بیٹھے ہین رہگذر پہ ہم کوئی ہمین اُٹھائے کیون

جنبش چشم تیغ کین تیر قضا تری نگاہ — دام بلا ہے سر بسر دوش پہ گیسوی سیاہ

دشمن جان ہر ادا کیون نہو حالِ دل تباہ — دشنۂ غمزہ جانستان ناوکِ ناز بے پناہ

تیرا ہی عکس رخ سہی سامنے تیرے آئے کیون

کہتے ہین اُسکو پر جفا خیر وہ پر جفا سہی — دشمنِ جانِ عاشقان دوست رقیب کا سہی

اچھی کہی بُرا ہے وہ یون ہی سہی بُرا سہی — ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی

جسکو ہو دین و دل عزیز اسکی گلی مین جائے کیون

محفل ناز ہے وہی لاکھون نیاز مند ہین — نعرۂ عیش اوسیطرح شام و سحر بلند ہین

پوچھے ثروت اوسنے پھر کیون وہ انہین پسند ہین — غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہین

روئیے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیون

خمسہ بر غزل حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا

عشق کرکے ہون پشیمان بڑی مشکل ہے — اُس سے ملنا نہین آسان بڑی مشکل ہے

اسلیے ہون مین پریشان بڑی مشکل ہے — دل لگے آتے ہی گئی جان بڑی مشکل ہے

نکلا کوئی بھی نہ ارمان بڑی مشکل ہے

دل لگاکر ہون پشیمان بڑی مشکل ہے — ابتدا مین ہین یہ سامان بڑی مشکل ہے

میرے اوڑ جاتے ہین اوسان بڑی مشکل ہے — سخت ہے عشق کا میدان بڑی مشکل ہے

ہون ابھی سے مین پریشان بڑی مشکل ہے

کیسے نادان سنے جاتے ہین وہ نام خدا — جیسے واقف ہی نہ تھے سمجھے کبھی وہ گویا

بہول جائینگی مگر خوب نکالی ہے ادا
جب مین جاتا ہون تو وہ پوچہتے ہین نام مرا
جانکر بنتے ہین انجان بڑی مشکل ہے

غیر کے دم مین وہ آجاتے ہین ہمدم اکثر
میری الفت کا زرا ولیہ نہین اونکے گذر
میری تسکین کو یہ بات ہی اونکے لب پر
مین نے دعویٰ کیا چاہت کا تو بولا ہنسکر
نہین آسان یہ نادان بڑی مشکل ہے

خیر کرنا مرے اللہ یہ کیا ظلم ہوا
آج بن ٹہن کے وہ آیا ہے یہان ہوش ربا
کیون نہ بیتاب ہو دل دیکہکے اوسکو میرا
بت کافر نے دکہائی ہے قیامت کی ادا
اب چلا ہاتہ سے ایمان بڑی مشکل ہے

لطف کے نام سے واقف ہی نہین وہ دلبر
نہ عنایت نہ مروت نہ محبت کی نظر
اُلٹا ر کہتے ہین پہر الزام وہ میرے دلپر
قہر ہے کرتے ہین بیداد وستم وہ مجہپر
اور پہر رکہتے ہین احسان بڑی مشکل ہے

ثروت اُس شوخ ستمگر پہ جو دل مائل ہے
مرغ بسمل کیطرح سینہ مین یہ بسمل ہے
سخت زخمی ہے تڑپتا ہے بڑا گہائل ہے
تاجور حسن بتان آفتِ جانِ ودل ہے
عشقبازی نہین آسان بڑی مشکل ہے

خمسہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

رُکی ہوئی نہ کچہہ آواز ہی نکلتی ہے
لبی ہوی نگہ ناز بہی نکلتی ہے
نئی ادا مین نزاکت نئی نکلتی ہے
یہ بات بات مین کیا نازکی نکلتی ہے
دبی دبی ترے لب سے ہنسی نکلتی ہے

جلا کے خاک نکر او ستم شعار نہ پھونک
یہ گرمیان ہین عبث اسکو زینہار نہ پھونک
نہ پھونک دفعتہً ای برق حسن یار نہ پھونک
ٹھہر ٹھہر کے جلا دل کو ایک بار نہ پھونک
کہ اسمین بوئے محبت ابھی نکلتی ہے

دکھا تو دون اثر آہ نارسا اسکو
چکھا تو دون ستم و جور کا مزا اسکو
مگر وہ جان سے ہے میری کہو نہین کیا اسکو
بجائے شکوہ بھی دیتا ہون مین دعا اسکو
مری زبان سے کہون کیا وہی نکلتی ہے

یہ سرخ چہرہ ترا چشم خشمگین دیکھی
دم عتاب تری ہر ادا حسین دیکھی
غضب کی شان جو دیکھی تو دلنشین دیکھی
خوشی مین ہمنے یہ شوخی کبھی نہین دیکھی
دم عتاب جو رنگت تری نکلتی ہے

دعائین مانگنے سے روز فائدہ حاصل
کہ وقت خاص مین ہوتا ہے مدعا حاصل
عبث عبث ہین یہ باتین یہ فعل لاحاصل
ہزار بار جو مانگا کرو تو کیا حاصل
دعا وہی ہے جو دل سے کبھی نکلتی ہے

یہ بات بات مین چڑھتی ہے تیوری کیون اب
غضب مین جان ہے کھلتا نہین کچھ اسکا سبب
کہون جو کچھ تو دکھاتے ہین آپ چشم غضب
سمجھ تو لیجیے کہنے تو دیجیے مطلب
بیان سے پہلے ہی مجھپر چھری نکلتی ہے

جو کہیے جی سے گزر جاؤنگا تو کہتے ہین
اجل کے گھاٹ اتر جاؤنگا تو کہتے ہین
یہ کام ہجر مین کر جاؤنگا تو کہتے ہین
کہا جو مینے کہ مر جاؤنگا تو کہتے ہین
ہمارے زائچے مین زندگی نکلتی ہے

ارے خموش بھی ہو مین نے بس سنی تقریر
فریب و دام سے خالی نہین تری تقریر

مین سمجھا پیچ مین لانیکی سے ہے یہی تقریر
سمجھنے والے سمجھتے ہین پیچ کی تقریر
کہ کچھہ نہ کچھہ تری باتو مین نئی نکلتی ہے

یہ بھولی بھولی سی صورت یہ چاند سا چہرہ
یہ پیاری پیاری سی رنگت یہ عارضِ زیبا
کھچا ہوا ہے نگاہو مین کیا پری نقشا
دم اخیر تصور ہے کس پریوش کا
کہ میری روح بھی بنکر پری نکلتی ہے

یہ کیا کہا کہ نکالو بھی آرزو دل کی
اجی کہان مرے قابو کی آرزو دلکی
تمہارے کہنے کی ہے اپنی آرزو دلکی
مرے نکالے نہ نکلیگی آرزو دل کی
جو تم نکالنا چاہو ابھی نکلتی ہے

خراب حال ہے دل مضطرب جگر بیتاب
اشارے کرتی ہین آنکھین کہ ہر نظر بیتاب
رہا ہے ہجر مین ثروت بھی رات بھر بیتاب
غم فراق مین ہو داغ اس قدر بیتاب
ذراسے رنج مین جان آپکی نکلتی ہے

تمت بالخیر

❖ * ❖

قطعہ تاریخ دیوان خود

دیوان چھپ گیا مرا اب ہے یہ آرزو — پیدا کرے کچھ اپنا زمانہ مین نام یہ

تاریخ اسکے طبع کی ثروت دعا مین لکھا

مقبول خاص وعام ہو یارب کلام یہ

۱۳۱۶ھ

دیگر در سال مسیحی

ہوا چھپ کے ہر ہفت دیوان میرا — ترا شکر اے خالق دوسرا ہے

کہا عیسوی سال کی سیر جسنے

گلستان ثروت عجب جانفزا ہے

۱۸۹۹ سنہ ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتائج افکار بلند و ثمرات خیالات ارجمند کامگار و کامور میان قدر محمد خانصاحب متخلص بہ نامور فرزند دلبند مصنفہ گرامی قدر سلمہا اللہ تعالی

دیوان ہوا ہے حضرت ثروت کا منطبع — پہونچے نہ کیون فلک پہ دماغ سخنوری

دلکش ہے کیا بساط جو اسپر نہ لوٹ ہو — ایک ایک شعر حسن مین ہے غیرت پری

وہ کون ہے جو دل سے نہین اسکا خواستگار — یوسف یہ ایک اور زمانہ ہے مشتری

روشن بیانیون کی ذرا دل سے داد دین — آئین ادھر کہان ہین ضیائی و انوری

ہاتھ آیا سال طبع دل آویز نامور

یہ دلفریب ساحری ہے کیسی شاعری
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتایج طبع وقاد و ذہن نقاد از نونہال گلستان ستودہ اخلاق میان سید عبد الباقی متخلص بہ باقی نبیرہ نجابی بی صاحبہ خواہرہ عزیزہ سرکار نامدار و جاگیردار سلمہ اللہ تعالی

گلستانِ ثروت کے چھپنے سے دل
نشاسندِ عیش و مسرت ہوا

ہوئے یونتو دیوان ھزاروں مگر
یہ بیمثل حضرت سلامت ہوا

کہی اسکی باقی نے تاریخ یون
کہ مطبوع دیوان ثروت ہوا
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع و اندیشہ بدیع توکل ریاض سخنوری خجستہ سیر میان حافظ سید عبد الاحد متخلص بہ افسر نبیرہ نجابی بی صاحبہ موصوفہ سلمہ اللہ تعالی

دل یہ کہتا ہے پڑھے جاؤ اسے
واقعی دیوان یہ کیا خوب ہے

کان کہتے ہین سنائے جائیے
روزمرہ کچھہ عجب مرغوب ہے

ہر سخنور دیکھکر کہنے لگا
یہ مرا مقصد مرا مطلوب ہے

طبع کی تاریخ افسر یون کہو
جو غزل اسمین ہے اک محبوب ہے
۱۳۱۶ھ

ثانی عیسوی

سخنور نکیون شاد و خرم ہون آخر — چھپا للہ الحمد دیوان ثروت

لکھا عیسوی سال خامہ نے میرے
عجب جانفزا ہے گلستان ثروت
سنہ ۹۹ء

قطعہ تاریخ تدوین وطبع دیوان از رشحات قلم بلاغت رقم چمن آرائی گلشن سخندانی منشی سید جمیل احمد صاحب سہسوانی منشی روبکاری سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا وملکہا

بہار چمن کیا سمائین نظر مین — کہ پیش نظر ہے گلستان ثروت
مضامین نئے ہاتھ باندھے کھڑے ہین — ہے ملک سخن زیر فرمان ثروت
امنڈتی چلی آتی ہے سیل دریا — نہین جوش طبع سخندان ثروت
کہین بڑھکے موتی سے ہے بند کیسا — کوئی ایسی ویسی نہین شان ثروت
جو دیکھا یہ دیوان تو کہنے لگا دل — مین اسپر ہون صدقے کہ قربان ثروت
ہر اک شعر پر داد دی یون غنی نے — کہ دولت سخن کی ہے شایان ثروت
ہوا طبع دیوان سے خوشدل زمانہ — زمانہ کی سر پر ہے احسان ثروت
جمیل اسکی تدوین کا سال لکھو — یہ اعجاز ہے یا ہے دیوان ثروت
سنہ ۱۳۱۶ھ

کہو طبع کا سنہ اگر کوئی پوچھے
کہ زیبندہ ہی کیا ہے دیوان ثروت
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از ولولہ ہای طبیعت پر لطافت ملا عبد الحسین متخلص بہ لذت مہتمم اصراف روبکاری بطرز ریختی

مرے سر کی قسم سچ کہیو باجی
کہیں دیکھا ہے اس صورت کا دیوان
بلائیں لوں کہ سر اسکو کہوں
ہوا ہے یہ میری چاہت کا دیوان
جگہہ دیتی ہیں دلیں اسکو شاعر
دلہن ہے امی دولہن قسمت کا دیوان

لکھی یوں طبع کی لذت نے تاریخ
ہوا بے عیب ہے ثروت کا دیوان
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتایج طبع مستقیم محمد عبد السلیم بخشی ڈیوڑھی خاص حضور سرکار دام اقبالہا تلمیذ جناب افتخار الشعرا حافظ خان محمد خانصاحب شہیر

طبع فرمود چہ دیوان بلند
حبذا شان مرشد دلہن
مژدہ اے اہل سخن عام شماست
بذل احسان مرشد دلہن

مصرع سال بگو فکر سلیم
فتنہ دیوان مرشد دلہن
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد از ڈاکٹر فتح محمد المتخلص بہ حاذق

حضرت ثروت کا دیوان ان دنوں
چھپ گیا حضرت سلامت چھپ گیا
اہل مطبع اسکی خوبی پر ہیں غش
یہ کچھہ ایسا خوبصورت چھپ گیا

دل سے تھی مشتاق اک مدت سے خلق
طبع جس دیوان کی تھی مستند

خلق مین پانیکو شہرت چھپ گیا
آج وہ اے تیری قدرت چھپ گیا

لکھو حاذق بادلِ شاد اسکا سال
اولین دیوانِ ثروت چھپ گیا
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از معدن خوش گفتاری ملا عبد العلی نائب مہتمم اصراف روبکاری سلمہ الباری

شاد کیون ہین آج شاعر اسقدر
حضرتِ ثروت کا کیا دیوان چھپا

پائی اسنے خلق کے دلمین جگہ
دلنشین نام خدا دیوان چھپا

چلکے یون ثروت سے کہنا چاہئے
لو مبارک آپ کا دیوان چھپا

طبع کا سال اسکی ہی عبد العلی
کیا نفیس و خوشنما دیوان چھپا
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از معدن خوش گفتاری عبد العلی سلمہ الباری

چھپا کیا ہی بے مثل ثروت کا دیوان
ہین مشتاق جسکے وضیع و شریف

لکھو طبع کا سال عبد العلی
چھپا خوب دیوانِ ثروت لطیف
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر شیوا بیان محمد صفدر علیخان متخلص بہ صفدر مہتمم فراشخانہ تاجمحل

بحمد اللہ مرادِ دل بر آئی ہوا ثروت کا دیوان چھپ کے طیار

کھنچے جاتے ہین کیا اسکیطرف دل نہین دیوان کوئی دلبر سے عیار

دل آرا شعر پیارا روزمرہ نکیون سب دل سے ہون اسکے طلبگار

نرالی بندشین مضمون انوکھے دلاویز استعاری نغز گفتار

کچھہ ایسا وجد آیا اسکو سنکر اوچھالی شیخ نے آج اپنی دستار

جو سچ پوچھو تو ثروت کی بدولت ہوا پھر شاعری کا گرم بازار

جو ہو مطلوب سالِ طبع صفدر

کہو ہے گلشنِ سرسبز اشعار

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد شمشاد علی شمشاد داماد ملا عبد الحسین مہتمم اصراف روبکاری سلمہ اللہ تعالی

یہ دیوان ہوا چھپ کے طیار جب زمانہ ثنا خوان ثروت ہوا

پڑھی اک غزل جسنے خوش ہو وہ دل وجان سے قربان ثروت ہوا

ہوا پڑھکے اسکو زمانہ نہال زمانہ پہ احسان ثروت ہوا

ہوا طبع دیوان خدا کا ہے شکر کہ پورا یہ ارمان ثروت ہوا

لکھا طبع کا سال شمشاد نے

کہ مطبوع دیوانِ ثروت ہوا

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع مولوی محمد واسع صاحب صفا

الفاظ شگفتہ ہین مضامین رنگین — جنت کا چمن ہے یا کلام ثروت

دیوان کے ہر شعر سے ظاہر ہے صفا
ہے نازک و بے بہا کلام ثروت
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر محمد انور علی متخلص بہ انور ملازم محکمہ تعمیرات بہوپال

رقم کرد چون ثروت ارجمند — کتابے کہ ہر حرف آن دلپسند

سوادش سواد شب زلف یار — بیاضش بیاض رخ بہرہ مند

ز انداز و طرز بیان خوشش — بآسایش آید دل دردمند

چو مطبوع گردید با آب و تاب — بہارش بفضل احد شد دوچند

رقم کرد انور پے سال طبع
بہار مضامین طبع بلند
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد حکیم محمد فضل اللہ صاحب متخلص بہ حاذق فرزند جناب حکیم عماد الحسن صاحب

چو این دیوان پاکیزہ بشد مطبوع با زینت — سوادش نور ہر دیدہ بیفزود از خوش آئینی

زہے سنجیدہ گفتاری زہے نظم گہربارے — زہے فرخندہ سردارے بدین جوہر کہ می بینی

سروش این مصرع موزون فرو خواند از فلک حاذق
گلستان بہاری چہ مطبوعی برنگینی
سنہ ۱۳۱۶ھ

ایضاً

چو دیوان نو آئین گشت مطبوع ۔ چو بستانِ نگارین راحت افزاے

سنینِ عیسوی حاذق قلم زد

بہارین گلستانِ عشرت افزاے ۱۸۹۸ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوبی مرحوم و مغفور مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

واہ ثروت کیا لکھا دیوان عجیب ۔ جسکے ہین مداح سب اہل کمال

کیا ہی عمدہ ہے طبیعت آپکی ۔ آجتک دیکھا نہ ایسا خوش مقال

ابتدا سے انتہا تک آپنے ۔ نقطہ نقطہ مین دکھایا ہے کمال

نقطے ایسے صفحہ کاغذ پہ ہین ۔ ہون نمایان جسطرح عارض پہ خال

شعر گوئی ختم ہے بس آپ پر ۔ اس سے عمدہ کہنا ہی امر محال

جب ہوئی تاریخ کی قادر کو فکر ۔ اور چاہا اوسنے لکھنا ماہ و سال

دی یہ ہاتف نے ندا از روے وجد ۔ بینظیر و بیعدیل و بیمثال ۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ طبعزاد محمد ناصر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم و مغفور

نہایت ہی عمدہ ہی دیوان ثروت ۔ مضامین ہین جسکے نہایت عجیب

ہوئی فکر تاریخ ناصر کو جب ۔ ندا دی یہ ہاتف نے آکر قریب

لکھو اسکی تاریخ از روے کار

ہے دیوانِ ثروت عجیب و غریب ۱۳۱۶ء

بالخیر تمّت